ومن یتوکل علی اللہ فهو حسبه
دفتر فصاحت

ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ
بتوفیق خداوند کون و مکان دیوان ہمیت قران دیوان فیض بنیان از تصنیف منیف
استاد شعرای اردو زبان خاقانی عصر انوری دوران
دفتر فصاحت
۱۲۶۳
باہتمام ہیچمدان امیدوار مغفرت ایزد منان محمد عبدالرحمان خلف محمد مصطفی خان صاحب مغفور
در مطبع مصطفائی محمد مصطفی خان طبع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد کثیر اوس پادشاہ بے مشیر و وزیر کو سزاوار ہی کہ جسنے ملک ہستی کا نظم و نسق بخوض فکر فرمایا اور نعت بیحد اور مناقب لاتحصی لاتعد کا اوس نبی مختار اور اوسکی آل اطہار اور اصحاب کبار رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین پر انحصار ہی کہ جسکے مطلع ظہور کی برکت سے اوس اوستاد یکتا نے دیوان عالم ایجاد کو مرتب کر کے کمال قدرت کاملہ دکھایا من بعد فقیر سراپا تقصیر کفش بردار اہل سخن نقش قدم استادان مین خاکسار ازلی سید ہادی علی رضوی بیخود تخلص خلف سید ناصر علی سحر تخلص حضور شاہد پرستان یوسفستان سخن مین بے باکانہ نقاب خفا چہرۂ شاہد مدعا سے اوٹھاتا ہی اور کچھ سرگذشت عمری مصنف اور ماجرای ترتیب دیوان ہذا مختصر سناتا ہی کہ جو کمالات ظاہری و باطنی اور جو صفات صوری و معنوی جناب

جناب اقدس الٰہی سے ذات مجمع البرکات جناب غفران مآب فخر المتاخرین شرف
المتقدمین استاذ المحققین ملاذ المتبحرین تسمّم اللہ صحیفۂ بلاغت دیباچہ کتاب فصاحت
سرآمد استادان جہان فخر زیبا دشاہ شاعران مجموعہ اوراق ذی کمالی شیرازہ اجزا نازک
خیالی ناخدای سفینۂ علم قوافی و عروض یکتای بحر کمالات فیوض آسمان ساز زمین شعر و
سخن نتیجۂ اشکال شعرای زمن صائب عصر کلیم دہر استاد راسخ مایہ بضاعت جناب
شیخ امام بخش ناسخ افصح الفصحا اکمل الکملا محسود برنا و پیر سخنگوی بے عدیل و نظیر
جناب مولانا و استادنا خواجہ محمد وزیر خلف الصدق جناب خواجہ محمد فقیر تغمدہ اللہ
بغفرانہ مین جمع فرمائے تھے کسیطرح حصر مین نہین آسکتے اگر جملہ اشجار صحرا قلم ہوجائین
اور تمامی صفحات گلستان عالم مرتبۂ قرطاس ہم پہونچائین تو بھی ممکن نہین کہ ایکحرف اوس
دفتر کا تحریر مین آئے منجملہ اوسکے صفت عالی خاندانی مین بھی وہ ذات قدسی صفات
لاثانی تھی شمع بزم شہرت اونکی والا دودمانی تھی سلسلہ نسب پاک کا خواجہ
بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے بیشتر بزرگون نے اونکے
نقش فقر اور عمل جہاد نفس سے اقلیم سلوک کو تسخیر کیا ہے اجداد امجاد سادات عظام بزرگان نانہالی
آمیزش مرزایان وقت سے نیکنام مرزا سیف اللہ بیگ خان مبرور برادر حقیقی امیر الدولہ
حیدر بیگ خان مغفور نانای حقیقی جناب غفران مآب تھے عالی وقاران وقت مین چیدہ
و انتخاب تھے فنون شاعری اور تہذیب اخلاق و فروتنی مین ذات بابرکات خواجہ صاحب
مرحوم شہرۂ آفاق تھی استغنا اور توکل اور سخاوت اور وضعداری مین طاق سے تھے

جناب شیخ صاحب اپنی زندگی مین انھین کو حاصل تلامیذ جانتے تھے ذہنی فہم رتبہ شناس
اب بھی اونکی یکتائی کے معترف ہین اور جب بھی مانتے تھے اعمال فتوح اور علم تسخیر وغیرہ مین
بھی ایسی مشق بہم پہونچائی تھی کہ لکھنؤ سے شہر مین انتخاب بے مثل اور لاجواب تھے توسن طبع
شریف کو بمقتضای شوق نقش کی چال کی عادت ہوگئی تھی شاعری سے بالکل
نفرت ہوگئی تھی انتظام خانہای نقوش سے فرصت نہوتی تھی مہینون کسی شاگرد کی
اصلاح پر رغبت ہوتی تھی مگر جس وقت رہندۂ طبع کو ضرب اودھر دیتے تھے لاکھون
مضامین نور آگین بیکسر قلم مشتاقونکی غزلونمین بھر دیتے تھے عالی ہمت بھی ایسے تھے کہ
اپنی ضرورت پر حاجت روائی سائل کو مقدم جانتے تھے ذوی القربی والیتامی
والمساکین کے حقوق پہچانتے تھے دو بار شہریار نامدار فخر سلاطین اعظم حضرت سلطان العالم
والی ملک اودھ نے بکمال سرفرازی اور رعایا نوازی سے یاد فرمایا مگر جناب ممدوح نے
بعد عدالت پای قناعت کو اپنی جگہ سے نہ اوٹھایا فقیر کے اندازے مین سو روپیہ ماہواری
سے اونکا خرچ کم نہ تھا مگر کبھی یہ نہین کھلا کہ کہانسے آیا اور کون دیگیا اکثر لوگ بجای خود
جب اسکا خیال کرتے تھے دست غیب کا احتمال کرتے تھے زمانہ شیخ صاحب مین ایک
کلیات حجیم نتائج طبع سلیم سے مرتب ہوکر طبع ہوا جب سے پھر کبھی لیا شوق شاعری
نہ چمکا اگر کبھی کسی دوست کی فرمایش سے یا تلامیذ کے اصرار و خواہش سے کچھ موزون
فرمایا وہ مسودہ گم ہوا یا صاحب فرمایش لیگیا بیشتر غزلونکے مسودے بے پروائی سے
رائگان فرمایا یہانتک کہ اکثر زمینون مین چار چار مرتبہ غزلین موزون کین جو ہر طبع

طبع عالی دکھایا جب حسب اتفاق خان عظیم الشان سراپا اخلاق کان خلوص و وفاق
قدر شناس اہل کمال سرچشمۂ فیض و افضال لائق پسند شاہدان سخن منتخب ضعیفان زمن
مقبول بارگاہ یزدان جناب **محمد عبدالواحد خان** مہتمم مطبع مصطفائی حد زیادہ
مشتاق کلام ہوکر خدمت خواجہ صاحب مرحوم مین پونہچے اور مصر اجتماع تصنیفات
ہوے حال بربادی دیوان مفصل نقل فرمایا ایک پرچہ بھی پاس تھا کچھ کچھ یاد سنایا
خانصاحب ممدوح کو بہت حیرت ہوی اوسی وقت سے بنای اجتماع دیوان سرزمین
دلمین قایم کی احباب سے فراہمی کلام خواجہ صاحب کی تاکیدین ہوئین کچھ غزلین تلف شدہ
بہم پونہچین متعدد سادی کتابین مشق فکر سخن کے لیے دے آتے اکثر زمینین تجویز فرماکر
شعر کہلواتے یہانتک کہ ایک دیوان مختصر صاف و مرتب فرماکر نذر خواجہ صاحب کیا
چنانچہ اسطرف جو کچھ جناب مغفور نے نظم فرمایا انھین کے مزید اہتمام سے باقی رہ گیا
جب کبھی خانصاحب ممدوح فرط محبت سے عزم طبع دیوان کا ذکر زبان پر لاتے بھتے
بے تکلف ارشاد فرماتے تھے کہ کلام سابق بالکل ناپسند طبیعت ہے ابتدای مشق کے
شعرون سے مجکو نفرت ہے اگر ستمگارہ زمانہ نے فرصت دی عوارض لاحقہ سے مہلت
ہوی تو دو مہینے کی توجہ مین جیسا جی چاہتا ہے بہت کچھ موزون ہوجائے گا
انشاءاللہ تعالی عنقریب دیوان معقول ترتیب پائیگا مگر اجل نے فرصت نہ دی لکھائی وعدہ
کی نوبت نہ آئی بائیسوین تاریخ شب آدینہ ذیقعدہ گذشتہ ہجری مین جہان گذران ترک
فرمایا خلعت حیات ابدی کو زیب کیا چند سے بمقتضای بشریت اہل قدر شناسان

سخن پر رنج و غم طاری رہا ایک مدت دیدہ مرتبہ دانان زمین وقف اشکباری رہا جب
حق سبحانہ تعالی نے صبر کو قلوب مضطر پر مستولی فرمایا کچھ کچھ افاقہ ہوا فی الجملہ
ہوش آیا پھر خانصاحب ممدوح نے بکمال عنایت سے وضعداری کو کام فرمایا اور اہتمام تصحیح
و ترتیب کلام بلاغت نظام کا عہدہ اس نالائق بدترین خلائق کے سپرد کر کے
گنجینہ حصول سعادت کا راستا بتایا پھر تو اس خاکسار ہمیقدار اور برگزیدہ بارگاہ
لم یزلی جناب سید محسن علی محسن تخلص نے کمر ہمت چست باندھی راحت
و آسایش یکقلم ترک کی شہر لکھنؤ مین جسکے پاس کچھ تصنیفات جناب خواجہ صاحب
کا پتا پایا میر صاحب موصوف وہانسے لائے یا بندہ پونہچا بیشتر خطوط احباب
اطراف و جوانب کو لکھے اکثر مسودات گم شدہ دوستونکی عنایت سے ملے الحمد للہ
کہ بڑی دوا دوش سے دو برس کی کوشش سے یہ نسخہ دلپذیر کہ نام تاریخی اسکے
ہنگام ترتیب سے انجام طبع تک ملہم غیبی نے قلب فقیر مین القا کیے تھے یہان
بر سبیل مذکور لکھے گئے اسامی مادہ سال ترتیب نقوش و صنع معجزات رفعت
ریاض کرم مقاصد منظوم مشام فیض دفتر فصاحت اسامی مادہ سال طبع سر غیب
منظوم یادگار گلستان ارادت مرتب ہو کر مع الخیر انجام کو پونہچا اور بتائید
خلوص باطنی خانصاحب ممدوح سے بکمال خوبی اور نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ
مطبوع ہو کر فیض رسان خاص و عام ہوا از بسکہ ہنگام ترتیب نسخ مختلف اور کلام متفرق جابجا
بہم پونہچا بیشتر غزلون مین اختلاف نظر آیا لہذا اون مسودات کی تطبیق پر کہ

پر کہ جن پر نظر ثانی مصنف کا یقین ہو الحاظ رہا مناسب یہ ہے کہ جن حضرات کے
پاس کچھ کلام اونکا قلمی ہو نسخہ صحیحہ مطبع ہذا سے مطابق فرمالین اور مقابلہ کرکے جو
اختلاف ہو اوسکو نکالین آب عنایات ناظرین اور توجہات مشتاقین سے امید ہے
کہ جب اس گنجینۂ فیض سے استفادہ حاصل فرمائین مہتممونکو دعائے خیر سے نہ بھلائین

آج خوش فضل خدا سے ہے طبیعت میری | للہ الحمد ٹھکانے لگی محنت میری

## تاریخ ترتیب دیوان بلاغت عنوان از فقیر ہیچمدان

حیف صد حیف ہوے تارک دنیائے دنی | قبلہ و کعبۂ کونین جناب استاد
اس زمانے مین تھی بے شبہہ طبیعت اونکی | خسرو ملک سخندانی و معنی ایجاد
پختہ کاریکو ہر اک بیت مین کرتے تھے وہ صرف | ریختہ گوئی کی قائم تھی انھین سے بنیاد
کرتے تھے لاکھون ہی غزالان معانی کو شکار | دام تھی فکر اگر طبع رسا تھی صیاد
مجتمع پہلے جو فرمایا تھا دیوان ضخیم | اتفاقات زمانہ سے ہوا وہ برباد
زادۂ طبع معلی ہوی کثرت سے تلف | سرزمین شعر کی ویران ہوی ہوکر آباد
حق تعالی نے عطا کی تھی جو استغنا بھی | کچھ نہ تھا رنج کیا کرتے تھے اکثر ارشاد
دو مہینے کی توجہ مین بفضل باری | جمع ہو جاتے ہین گے اشعار مرے حد سے زیاد
گو حقیقت مین یہ ارشاد مبارک تھا بجا | پر نہ مہلت دی اجل نے کہ یہ حاصل ہو مراد
تھی ازل سے یہ سعادت جو مرے حصے مین | بس اسی پر متوجہ ہوئی طبع ناشاد
کہ کسطرح فراہم ہو یہ گنجینۂ فیض | حق تعالی سے طلب کرنے لگا مین امداد

| | |
|---|---|
| اسی اوجھن مین پھنسا تھا کہ ہوئے آکے شریک | میر محسن علی خوش روش و نیک نہاد |
| میر صاحب نے مرے ساتھ بہت محنت کی | لا کے ہر سمت سے اشعار فصاحت بنیاد |
| پھر تو جوہر نے بھی کچھ ہاتھ بٹایا میرا | کہ حقیقت مین ہین وہ جوہر مرآت وداد |
| الغرض محنت یکسالہ مین اے نجوہ دل زار | جمع دیوان ہوا دل دوستون کا ہوا شاد |
| سال ترتیب یہ رو رو کے لکھا مین نے | آج دیوان مرتب ہوا بعد استاد |

ایضاً از جناب خواجہ بادشاہ صاحب سفیر تخلص خلف خواجہ صاحب مرحوم

| | |
|---|---|
| صد شکر مجتمع ہوئی نظم وزیر آج | ہر بیت اسکی قصر فلک سے بلند ہے |
| جب دیکھتا ہون ہوتی ہے تفریح بے حساب | یہ نسخہ کیا دوائی دل دردمند ہے |
| حسن صفائی یوسف مضمون تو دیکھیے | بازار شہر نظم کا آئینہ بند ہے |
| عین الکمال کا بھی خطر اب ہے نہین | ہر نقطہ حروف بعینہ سپند ہے |
| لکھ کلک فکر سے سن ترتیب اے سفیر | دیوان بے مثال یہ عاشق پسند ہے |

ایضاً از میر علی خان صاحب ہلال تخلص شاگرد میر علی اوسط صاحب رشک

| | |
|---|---|
| دیوان جناب شاہ اقلیم سخن | گردید مرتب آن چو بے مثل و نظیر |
| بنوشت ز کلک موج سال ترتیب | دیوان در شاہوار بحرین وزیر |

ایضاً از سید محمد حسین محمد تخلص خلف اکبر سید محسن علی صاحب شاگرد نجوہ

| | |
|---|---|
| بنے گا بلبل اب ہر اک سخندان | کلام غیرت گلشن ہوا جمع |
| رقم کر سال ترتیب اے محمد | گل معنی کا یہ خرمن ہوا جمع |

## قطعات تاریخ انتقال جناب خواجہ وزیر صاحب مرحوم از شعرائی گرنمایہ روزگار

از جناب شیخ امداد علی صاحب بحر تخلص ارشد تلامیذ سند المحققین فخر المتقدمین والمتاخرین استاد الاساتذہ جناب شیخ امام بخش مرحوم تخلص ناسخ

در غمش جملہ قدردان کلام　　خاک ماتم بفرق و دست بصدر

تیرہ گردید آسمان سخن　　منخسف گشت او بخاک چو بدر

بحر تاریخ رحلتش این گفت　　وای خواجہ وزیر عالیقدر

از جناب کپتان مقبول الدولہ احسان الملک مرزا محمد مہدیعلیخان بہادر ثابت جنگ قبول تخلص شاگرد جناب شیخ امام بخش ناسخ مغفور

زمین شعر و سخن را گذاشت خواجہ وزیر　　کہ در تمامی اہل سخن گرامے بود

فصیح بود اگر او در استخوان بندی　　مگر بمائدہ نظم رشک جامے بود

بنظم بود تلمذ ز ناسخ مرحوم　　کہ یک بزمرۂ شاگردیش نظامے بود

وزیر بود چو سلطان ملک معنی را　　بملک نظم ز فکرش خوش انتظامے بود

گذشت او چو جہان را نوشت سال قبول　　وزیر پادشہ شاعران نامے بود

ایضاً

چون ز دنیا گذشت گر دیم　　پیش شاہ شہید جای وزیر

بود در شعر شاہ دیگر　　نیست ممکن کہ نم شنای وزیر

رفت چون از جہان بسوی جنان ‏— نالہ کش خلق شد کہ ہاے وزیر
دل ہر کس کہ ہست موزون تر ‏— پر شد از درد جانگزاے وزیر
سال رحلت چنین نوشت قبول ‏— بسخن شاہ بود واے وزیر

**از جناب مولوی محمد بخش صاحب شہید تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم**

وزیر داشت تخلص جناب خواجہ وزیر ‏— کہ پادشاہ منش بود در لباس فقیر
خوش اعتقاد و خوش افعال و خوش روش خوشخو ‏— قمر جمال و سپہر جلال و مہر ضمیر
رموز دان علوم ائمہ بود بجبر ‏— کہ قائل ست درین علم ہر صغیر و کبیر
بشاعران جہان بردگوی سبقت ازین ‏— کہ بود در فن اشعار بی عدیل و نظیر
برفت جانب خلد برین ازین دوران ‏— شدند جملہ سخندان بماتمش دلگیر
بچشم ما در او چون شود نہ تیرہ جہان ‏— کہ در زمانہ نماندہ نشان و نام فقیر
شہید سال فاتش چنین نمود رقم ‏— بشاعران زمان پادشاہ بود وزیر

**از مرزا حاتم علی بیگ صاحب مہر تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم**

رفت زین دار فنا خواجہ وزیر ‏— شد بچشم دوستان عالم سیاہ
مصرعہ تاریخ رحلت گفت مہر ‏— ناظم ملک معانی بود آہ

**ایضاً**

خواجہ وزیر شاعر خوش فکر و خوش بیان ‏— میں اور وہ تھے دو لو اک استاد سے مشیر
وہ عازم جنان ہوے تاریخ کہی مہر ‏— ملک سخن ہوا ہے برباد بے وزیر

## از لاله رام سهای صاحب رونق تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

افصح شاعران هند که بود | بعدیل و نظیر خواجه وزیر
زین جهان رفت چون بملک عدم | در غمش گشت عالمی دلگیر
صاعقه بار ناله دلهاست | چشم خونبار رشک ابر مطیر
شور ماتم به برج قوس رسید | سر کشیدست آه تا سر تیر
کلک رونق نبشت تاریخش | خسرو این زمانه بوده وزیر

### ایضاً

شد ز بیت فنا بملک بقا | خسرو عهد آه خواجه وزیر
مطلع صاف اوست مطلع نور | در ضیا شعر او چو ماه منیر
خوش بیان بود و کامل هر فن | وصف او تا کجا کنم تحریر
وای صد وای زین مرقع دهر | شده پنهان بخاک آن تصویر
هجر او کرد با من آن کاری | که نیاید ز دشنه و شمشیر
جیب صبر و قرار چاک ز دم | غم او گشت چون گریبان گیر
باسته کربلا چو الفت داشت | جا یکش گشت زان جناب امیر
فکر تاریخ رحلتش کردند | دست بر سر زنان صغیر و کبیر
ناگهان رونق از سپهر برین | شد ندا از رفت نزد شاه وزیر

## از تدبیر الدوله مدبر الملک منشی میر مظفر علیخان بهادر

**بہادر جنگ اسیر تخلص شاگرد غلام ہمدانی مصحفی**

رحلت خواجہ وزیر اہل جہانکو ہوی شاق　　خاک بر سر ہوی اس غم سے صغیر اور کبیر
کی رقم کلک نے صفحے پہ یہ تاریخ وفات　　خواجۂ عالم ارواح ہوی جان وزیر

**از امیر علیخان صاحب ہلال تخلص شاگرد میر علی اوسط صاحب رشک**

جناب خواجہ وزیر وحید عصر زمان　　بفن شعر و سخن بود بیمثال و نظیر
بلند فکرت و نازک خیال و رنگین طبع　　زمین ملک سخن داشت یکقلم جاگیر
ہلال سال وفاتش شنید از رضوان　　دو شنبہ نشین جنان باد یک مقام وزیر

**از شیخ الہی بخش صاحب عشقی تخلص شاگرد میر علی اوسط صاحب رشک**

اوٹھا جہان سے استاد کامل و یکتا　　دل زمانہ ہوا مورد تعب صد حیف
یہ سال ہجر ہے ہجری مین لکھ اسے عشقی　　گیا وزیر بھی نل سخن کے پاس اب صد حیف
۱۲

**ایضاً**

شاعر بے نظیر خواجہ وزیر　　در فن شعر بود بس یکتا
زین جہان رفت سوی گلشن خلد　　آہ افسوس حیف واویلا
سال فوتش چو کردم استفسار　　دوش در بزم اقدس شعرا
این صدا آمد از دل ہر عبد　　رضی اللہ عنہ یوم جزا
۱۲۷

**ایضاً**

جنت کو ہوی راہی دنیا سے وزیر افسوس　　اس غم سے دل اے عشقی کیون چاک نہو جائے

لکھ علیسوی تاریخ اوس اعجاز بیان کی یہ — ذیقعدہ شب جمعہ بیست و دوم ای ہای

## از جناب مرزا اصغر علیخان صاحب دہلوی نسیم تخلص

خواجہ وزیر شاعر بیمثل روزگار — جان داد و بر زبان جہان رفت ہای ہای

در جوش غم نسیم بتاریخ فکر گشت — تحریر شد سخنور کامل بمرد وای

## از عبد اللہ خان صاحب مہر تخلص شاگرد نسیم دہلوی

دوش بودم بفکر خود غمگین — ہوش قایم نہ خاطرم برجا

شکوۂ روزگار میکردم — در حوادث نشستہ سر تا پا

کہ بناگاہ از سوِ افلاک — تا بگوشم رسید شور بکا

متحیر شدم کہ خیر شود — این دگر غلغلہ چہ شد پیدا

کہ بسمعم ندای غیب آمد — ہای خواجہ وزیر وا ویلا

ہوش پرواز کرد از سر من — غم دیگر گرفت جان مرا

گفتم ای دل ہزار افسوس ست — کہ چنین کس گذشت از دنیا

شاعرے بود کز فیضش — قطرہ میکرد دعوے دریا

بعد ناسخ نبود مانندش — درمیان معاصرین یکتا

رخت ہستی ز دار فانی بست — سفری شد بسوے شہر بقا

فکر کردم بسال رحلت او — بمن ارشاد کرد طبع رسا

بر سر نعش او بگو اے مہر — پادشاہِ سخن وزیر کجا

## از احمد حسین صاحب عرف امیر اللہ تسلیم تخلص شاگرد نسیم دہلوی

| | |
|---|---|
| چون مرد وزیر شہ اقلیم معانی | استاد زمان زمزمہ پرداز فن فکر |
| تسلیم بسالش ہمہ بیدل شدہ افسوس | لطف و کرم و علم و عمل شعر و سخن فکر |

## از حکیم محمد ابراہیم صاحب حلیم تخلص شاگرد نسیم دہلوی

| | |
|---|---|
| حلیم آہ جس وقت خواجہ وزیر | گئے سیر گلگشت باغ نعیم |
| ہوا محشر آباد شیون سے گھر | گیا نالہ تا بام عرش عظیم |
| زمانے کے ارباب معنی کا دل | ہوا درد و اندوہ و غم سے دو نیم |
| سیہ پوش ہر نقطہ آیا نظر | بسان سویدائے قلب لئیم |
| کف دست افسوس صفحہ ہوا | بنا خامہ حیرت سے نبض سقیم |
| اوسی عالم یاس مین ہر سال | ہوئی مائل فکر طبع سلیم |
| لکھا خامہ نوحہ انگیز نے | ہوا کیا سخن یا الہی یتیم |

## از شیخ اشرف علی صاحب خوشنویس اشرف تخلص شاگرد نسیم دہلوی

| | |
|---|---|
| گئے دار فانی سے خواجہ وزیر | قیامت کا ہنگامہ برپا ہوا |
| لکھی مین نے تاریخ اشرف یہی | مزہ شعر کا ہای جاتا رہا |

## ایضاً

| | |
|---|---|
| کرد از دنیا سفر خواجہ وزیر | شور ماتم رفت تا چرخ کہن |
| وای شد بیت معانی بیچراغ | گریہ ہا سر کرد شمع انجمن |

گفت اشرف سال تاریخ وفات | اوج بیرون رفت از شعر و سخن

**از کبیر الدین صاحب نشاط تخلص شاگرد عبد اللہ خان مہر**

از وفات جناب خواجہ وزیر | دل من شد نشاط غم اندود
داشتم فکر سال رحلت او | ہاتف غیب بسم حلیم بود
حرف با نقطہ را گرفت و بگفت | حیف لطف سخن بتمام نمود

**از جناب خواجہ بادشاہ صاحب سفیر تخلص خلف اکبر خواجہ صاحب مرحوم**

قبلہ و کعبہ جناب والد استاد بھی | اس سرا سے ہو گئے راہی سو ملک بقا
تھے وزیر پادشاہ شاعران وہ خلق مین | انتظام ملک معنی اونکے دم تک ہو گیا
کیسی کیسی شفقتین اونکی مجھے آتی ہین یاد | شاعری کیسی کہ لطف زندگی جاتا رہا
کی اسی غم مین جو مین نے فکر سال فوت کی | ہو کے بیدل روح محزون نے دیی مجکو صدا
لکھو یہ مصراع خامہ کی طرح رو کر سفیر | گم ہوا نام آج بالکل ناسخ مرحوم کا

**ایضاً**

وزیر آج ملک عدم کو گئے | نہ کیونکر ہو تسلیم معنی تباہ
مجھے فکر تاریخ تھی ناگہان | ہوا غل مٹا نام ناسخ کا آہ

**ایضاً**

سدھارے جو دنیا سے اٹھے والد مرے خواجہ وزیر | اونکے قدم سے اب بنی ہے شبستان جنان
ہے اشتعال سوز غم تاریخ یہ لکھی سفیر | باد اجل سے گل ہوئی حیف شمع بزم شاعران

از جناب آفتاب الدوله مہر الملک خواجہ ارشد علیخان بہادر شمس جنگ عرف خواجہ اسد قلق تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

ہزار حیف اوٹھی اس جہان فانی سے
جناب قبلہ و کعبہ وزیر خوش اخلاق

قلق صنیعت منقوط مین لکھ اب تاریخ
فصیح شاعر و استاد شہرۂ آفاق

از جناب میر محسن علی صاحب محسن تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

شاہ ملک سخن جناب وزیر
کرد رحلت ز عالم ایجاد

سال فوتش نوشتم ای محسن
گشت دار عدم وزیر آباد

از میر محمد صاحب عرف میر محمدی سپہر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

دنیا سی ای سپہر اوٹھے خواجہ وزیر
چھایا ہی دل پہ خلق کے ابر غم کثیر

خالق نی ہر طرح کی دیے تھے انھین کمال
بیشک تھی اس زمانی مین ذات انکی بی نظیر

کیا اپنی بخت بد کا کرون شکوہ مین حزین
دام الم مین طائر جان ہوگیا اسیر

جب سے سنا تھا مین نے یہ فسانۂ ملال
پڑتی تھے میرے سینے پہ ہر لحظہ غم کے تیر

تاریخ فوت لکھون یہ ہر دم خیال تھا
کنج الم مین طبع رسا تھی مری مشیر

ناگاہ مجکو ہاتف غیبی نے دی صدا
اچھے قریب شاہ شہیدان سے گئے وزیر

از حکیم میر انعام حسین صاحب مجنون تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

گئے جو ملک عدم کو وزیر شاہ سخن
زمین شعر و سخن ہوگئی خراب و تباہ

لکھا یہ خامۂ مجنون نے سال رحلت اونکا
شہ وزیر و فقیر آہ سبکو ہی ہی رہ

### ازمیر امداد حسین صاحب نشتر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

بر در گلزار رضوان ہے سپہر — بعد مردن رفت چون اول وزیر
ہاتف غیب از فلک نشتر بگفت — پیش شاہ دین رسید اکمل وزیر

### ازمیر عباس صاحب عباس تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

رفت سوی گلشن جنت ازین دار فنا — شاعر بی مثل و ممتاز زمن خواجہ وزیر
از حروف بانقط عباس گفت این سال فوت — حیف ای والا وقار استاد من خواجہ وزیر

### از شیخ بہادر علی صاحب ایجاد تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

دردا جناب خواجہ وزیر اوستاد من — بسپرد جان خویش بخلاق بی نظیر
تاریخ سال ہجر مزار مقدسش — کلکم نوشت تربت پاکیزۂ وزیر

### ایضاً

جناب اوستاد و قبلۂ من — نمودہ کوچ زین دار جہان حیف
پی سال وفات آن یگانہ — نوشتم مرد شاہ شاعران حیف

### از شیخ قادر علی صاحب موجد تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

افسوس سوی شہر خموشان گئے وزیر — شہرت تھی اس زمانے مین اونکی بیان کی
اردو کی شعر کا تھا مزہ اونکی دم تلک — باقی رہی نہ منزلت اب اس زبان کی
موجد نے سال ماتم اوستاد یون لکھا — لو شاعری تمام ہوی سب جہان کی

### از مرزا انظر علی بیگ صاحب خطا تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

رفت استاد زبردست از دہر | ذات او بود نظیر ناسخ
شد خطا سال وفاتش منقوط | خواجہ عہد وزیر ناسخ

از مرزا اصغر علی بیگ صاحب فقیر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

جب گئی جنت کو خواجہ ای فقیر | کیا کہون دلکو ہوا صدمہ عجب
روح پر طاری غم استاد تھا | فرط غم سے ہوگیا مین جان بلب
فکر تاریخ اتنے مین پیدا ہوی | بٹ گئی کچھ کاہش رنج و تعب
دی یکایک مجکو ہاتف نے صدا | خالی کی بائیسوین جمعہ کی شب

از مولوی جلال الدین صاحب جلال تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

جناب خواجہ ہستی سی عدم کو ہو گئے راہی | گیا ہمراہ اونکی لطف سب رنگین بیانی کا
جلال تلخکام اب سال رحلت اسطرح لکھو | ہوا کافور عنقا یہ مزا شیرین زبانی کا

از لالہ جواہر لعل صاحب جوہر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

بکربلا شدہ مدفن جناب خواجہ وزیر | کہ بند کیش بود فخر شاعران کرام
صدا ز روی دل آمد بسالش ای جوہر | بزم شاہ شہیدان کند وزیر آرام

ایضاً

پادشاہ شاعران خواجہ وزیر | در لحد چون کرد فکر خوابگاہ
گفت جوہر در غمش سال وفات | از شب آدینہ ذیقعدہ آہ

از لالہ دھنپت رای صاحب ار تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

استاد میرے حضرت خواجہ وزیر آہ
راہی سوے بہشت ہوئی اس جہان سے

ہے اس الم سے وادی محشر لکھے جو
کیون دل کا داغ مہر قیامت نہ اب بنے

گردش ہزار بار جو کھائے فلک تو کیا
پیدا بشر نہون گے کبھی اس کمال کے

درویش دوست صاحب ہمت کریم طبع
افصح ذکی خلیق توکل پسند تھے

طوطی ہند شاعر بے مثل و بے بدل
واقف بہت رموز و نکات عروض سے

تھا علم قافیہ مین بھی اس مرتبہ کمال
تھی تنگ قافیے شعرای زمانہ کے

تکمیل کے علوم کو ایسا کیا حصول
امکان کیا نظیر جو کوئی نکال دے

آگاہ علم دین سنی بھی شیدای اہل بیت
زاہد خدا پرست وحید زمانہ تھے

پوچھا جو زار نے بدل زار سال فوت
بولا سروش والی ملک سخن اوٹھے

## ایضاً

پادشاہ شاعران خواجہ وزیر
رفت زین دار فنا سوی جنان

از پے سال وفاتش گفت زار
بلبل ہندوستان شیرین زبان

## از مولوی میر محمد حسن صاحب حسن تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

شہ کلام متین و رنگین بلیغ و فصیح و ذکی و کامل
علیم علم بیان و معنی بہ رنگ فردوسی و نظامی

فروغ بزم سخن چو صائب کلیم ثانی وحید عالم
درین زمانہ وزیر بودہ عدیل سعدی نظیر جامی

حسن چو جستم سال فوتش بدرد و رنج و ملال انجرا
صدای ہاتف بسین سیدہ آرم گرفتہ وزیر نامی

## از عبد الصمد صاحب حزین تخلص شاگرد مولوی محمد حسن صاحب حسن

عالم علم بیان صاحب سیف و قلم — کشور نظم و بیان بود بزیر نگین
خواجہ وزیر متین مالک ملک سخن — رفت ز دار فنا جانب خلد برین
سال وفاتش خرد گفت بصد درد دل — وای شہ شاعران بودہ وزیر ای حزین

**از منشی مرزا محمد رضا صاحب معجز تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم**

افسوس ہی کہ حضرت خواجہ وزیر آج — راہی سوء عدم ہوئے دیکھو ہمین تعجب
دنیا سی اوٹھ گیا مزہ شعر و شاعری — طاری سخنوروں کی ہی دل پر الم عجب
اوستاد کے حقوق نہ مجھسے ادا ہوے — ہیہات دل کی دل مین رہین آرزو سب
معجز جو شفقتین مجھے آتی ہین اونکی یاد — فرط غم و الم سے مین ہوتا ہون جان بلب
کرتا ہون نالی پڑھ کی یہ مصراع سال فوت — ویران ای وزیر ہی اقلیم شعر اب

**از مولوی اشرف حسین خان صاحب اشرف تخلص امین ضلع بنارس شاگرد معجز**

رفت زین دار فنا خواجہ وزیر — بود بنیاد کلامش راسخ
گفت اشرف ز حروف منقوط — ہای بی شاگرد رشید ناسخ

**از سید ہادی علی بیخود تخلص شاگرد جناب خواجہ صاحب مرحوم**

استاد وقت بست چو رخت سفر ز دار — در چشم کاملان سخن شد جہان سیاہ
تاریخ فوت بیخود محزون رقم نمود — ہای ہای وزیر ناسخ مرحوم آہ آہ

**از سید آغا جان صاحب ضبط تخلص شاگرد بیخود**

راہی جنت ہوئے خواجہ وزیر — تھی وہ سرخیل فصیحان زمن

| | | |
|---|---|---|
| لطف شعر و شاعری جاتا رہا | | خار ہی نظم و ثمین اپنے یہ چمن |
| بسکہ ماتم دار ہی جان حزین | | خانۂ دل بن گیا بیت الحزن |
| نشتر نشتر یاں یہ غم ای ضبط بر | | مرغ دل ہر دم ہی اس سے نالہ زن |
| جن کے حرف بانقط لکھ سال فوت | | آہ خالی ہو گیا ملک سخن |

**از سید محمد حسین صاحب محمد تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود**

| | | |
|---|---|---|
| ہزار حیف عجب اوستاد یکتا نے | | سرای عالم فانی سے آج کوچ کیا |
| سن وفات لکھا خامۂ محمدؔ نے | | وزیر ملک معانی کا شبہ تھا واویلا |

**ایضاً**

| | | |
|---|---|---|
| گذشتہ ہای صد حیف آہ ای افسوس واویلا | | کہ یکتا بود او لا مثل بر ہر فن وزیر الوا |
| محمد سال مرگ او نوشتہ آہ آہ از دل | | بملک جاودانی گشت سکہ زن وزیر الوا |

**ایضاً**

| | | |
|---|---|---|
| وزیر شہنشاہ اقلیم معنی | | گئے یاں سے ای وای سوی جنان جب |
| محمد مسیحی میں تاریخ لکھو | | سخندان بے مثل کیا اوٹھا اب |

**از عبد الرحیم خان صاحب سالہ دار رحیم تخلص شاگرد بیخود**

| | | |
|---|---|---|
| چون ز دنیا کرد رحلت حضرت خواجہ وزیر | | ہر یکی از صدمۂ جانکاہ شد از حد فزون |
| سال فوتش ای دل پرید جان از بیدلی | | گفت مرجع نیست جز انا الیہ راجعون |

**تمت**

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہوا شاہ دواوین نام بسم اللہ سے دیوان کا
عرض مطلع کر کھینچو آئینے کے نقشہ سوں جانان کا
زلیخا کی طرح کس شاہ ملک حسن نے جھانکا
نہیں انبوہ خط میں جلوہ حسن روی جانان کا
ہوا جو بن فزون خط سے سر روی جانان کا
حنائی ہاتھ کی تاثیر طرفہ رنگ لائی ہے
گلے سے حرف باتوں کی نظر آئی ہیں حیرت ہر
کریگا آتش افروزی چمن عود ای گیسو میں
دکھایا بے تکلف ہو کے منہ اوس مہ طلعت نے

سر دیوان پہ ہے الحمد للہ تاج قرآن کا
بنیگا مطلع خورشید مطلع اپنے دیوان کا
ہر اک وزن بنا ہے چشم یوسف سیر زندان کا
عیان ہے تخت پہ پریونکی جھرمٹ میں سلیمان کا
بچھا ہے آبنوسی صندل ہے حسن اور قرآن کا
شجر تیرے نگین کا بنگیا ہے نخل مرجان کا
عیان جو ہر ہین پیشانگ آئینہ ہے جسم جانان کا
دھوان بنکر ولائی کا نظارہ سنبلستان کا
اٹھا گھونگھٹ کہ دروازہ کھلا گلزار رضوان کا

بگڑ کر اوسنی چلمن سے جو ہمکو آنکھ دکھلائی / غزال چشم پر دھوکا ہوا شیر نیستان کا

پری وش پڑھتی ہین کلمہ مرا مین ہون وہ دیوانہ / ہر اک داغ جنون مین ہی اثر مہر سلیمان کا

تری ہونٹونکی آگے رنگ حب اسکا نہین جمتا / تو کیا کیا جوش کھاتا ہی لہو لعل بدخشان کا

ہی حسن دو ہفتہ چار دنکی چاندنی ساقی / چھلک جاتا ہی بھرتی ہی پیالہ ماہ تابان کا

نہین ہی سرمے کا دنبالہ ای ترک آنکھ مین تیری / پھریرا سرمئی ہی یہ نشان فوج مژگان کا

ذقن مین دانہ خال سیہ دیکھا تو مین سمجھا / لطافت سی عیان ہی تخم یہ سیب زنخدان کا

وہ گیا ہون جو سیر یوسف دل گر پڑا اسمین / کبھی باقی نہ ٹوٹے گا تری چاہ زنخدان کا

جہان کو قتل کرتے ہین یہ مہرو جامہ زیبی سے / مگر تیغ ہلالی ہی ہلال انکے گریبان کا

رہا کرتا ہی وا اپنا دہان شکوہ فرقت مین / کوئی مرہم نہین جز وصل اس زخم نمایان کا

دکھایا اوسنے عارض قبر عاشق کی لگی کھلنے / سحر ہوتی ہی دروازہ کھلا شہر خموشان کا

بنینگی ڈول ہر بازی طفلان مر گل کے / اثر باقی رہیگا الفت چاہ زنخدان کا

حلب کی صبح صادق کا گمان ہی اوسکی عارض پر / مسی پر لعل لبکی شبہ ہی شام بدخشان کا

بہت کچھ کھوکے پائی اپنی راہ خود فراموشی / دل گم گشتہ آپہی خضر ہی اپنے بیابان کا

گرا قطرہ پسینے کا جو اوس روے مخطط پر / تلی کا جنس جان کے ساتھ یہ سیپارہ قرآن کا

ہوئی ہین جمع آنسو گر رہی ہین شمع خیان کیا کیا / گمان ہی دامن مژگان پہ بازیگاہ طفلان کا

فلک سے ہی دماغ ای منعمو اپنا گدائی مین / بہت ہی بوریا خواہان نہین تخت سلیمان کا

دل دیوانہ کی چندے جو زلفون مین بسر ہوگی / لقب ہو جائیگا صبح وطن شام غریبان کا

نہ پایا بوسہ لب اوس پری سی جب تو یہ سمجھا
نہین انسانکی قسمت مین چشمہ آب حیوان کا

لب لعلین پہ اوسکی نہین ہی پان کا لاکھا
نکل آیا ہی کھا کر جوش خون لعل بدخشان کا

پر نیرا دونی دی مٹی جو مجکو بعد مرنیکے
کوئی تختہ لحد مین تھا مگر تخت سلیمان کا

۲ | مسین بھیگین نہین ہین ای وزیر اوس آبرو کی
نمایان پشت لعل لب پہ ہی یہ عکس مژگان کا | ۲۳

حیرت افزای جہان جسم مصفا ہو گیا
چار جو ہر مل کے اک آئینہ پیدا ہو گیا

پھٹ گیا داماں یوسف کیا ہی سودا ہو گیا
کیون نہ سوزن سے کھلے دست زلیخا ہو گیا

اب کرامت کیجیے اب معجزے دکھلائیے
خضر خط رخسار یوسف لب مسیحا ہو گیا

ذکر آیا جب ہونٹوں کا گر پڑے ہم سر کے بل
آستین سجدے کی سنکر فرض سجدا ہو گیا

در پہ اوس خوش چشم کی جا بیٹھے ہین مثل فقیر
آہوونکو سایہ اپنا مرگ چھالا ہو گیا

خوب محشر کرکے برپا یار کو دکھلا دیا
آج اور فتار جانان کا رفردا ہو گیا

وای محرومی نہ دیکھا خواب مین بھی یار کو
میرے اوسکے درمیان غفلت کا پردا ہو گیا

سایۂ قامت بھی ہرجائی ہی کیا تیری طرح
سرو گلشن مین ہوا جنت مین طوبا ہو گیا

طوف کو چلے مین ہم بھی گھر کو جائینگے
گرسیہ پوشی سے کعبہ چشم لیلی ہو گیا

سلسلہ جنبان ہوئی گردش جو چشم یار کی
بنکے آہو سایہ اپنا دشت پیما ہو گیا

خودنما جب ہو گیا آئینہ سودای عشق
حلقۂ زنجیر مجنون چشم لیلی ہو گیا

بنگیا محراب کعبہ کا پیالہ جام سے
مست ہین اللہ کہ جو منہ سے نکلا ہو گیا

ہوگیا وحشی کہ دیکھی جو وہ موتی سی دانت
بڑھ گئی گرد یتیمی وحشت پیدا ہوگیا

کیا سنایا کیا پڑھا یا ای چمن آرا ئین
گوش گل بہرا دہان غنچہ گونگا ہوگیا

جلوۂ محبوب سہوش وکیھ لے ہر رنگ مین
قیس کو آہو بھی چشم شوخ لیلی ہوگیا

خاک مین ملجای وہ چشمہ نہ جسمین آب ہو
پھوٹ جائے آنکھ اگر موقوف رونا ہوگیا

خلق کیا مصروف طوف کعبہ و بتخانہ ہو
ہمسے گر پوچھو تو چکر مین زمانا ہوگیا

خط مشکین سے تری ہی کسقدر لپٹا ہوا
کیا مرے دل کا ورق خط کا لفافا ہوگیا

وقت نظارہ مسطر آنکھ کے پردے ہوے
عطر نرگس تیری آنکھون کا پسینا ہوگیا

کیا نمک ہی تجھمین ای ساقی کہ پرتو سی ترے
بادۂ انگور بھی ساغر مین سرکا ہوگیا

سبزۂ عارض پر نہین لے وجاوے روح روان
تو سراپا دل ہوا تو خط سویدا ہوگیا

ہم بغل ہو نکلی ہی اب تو سراپا آرزو
ضعف سے قد جھک کے آغوش تنا ہوگیا

۲ — قبلۂ دنیا و دین مدفون ہوا ہی ای وزیر
شوق سے سجدہ کرون کعبہ مدینا ہوگیا — ۲۲

جسم کیسا یان لباس جسم آدھا ہوگیا
جامۂ تن گھٹ گیا ایسا کہ نیا ہوگیا

جان جائیگی دریچہ اونکا تیتا ہوگیا
شوق نظارہ مین ہر دم طاچا ہوگیا

پی گئی آنسو جو خالی جام صہبا ہوگیا
اب تو ساقی نام دریا نوش اپنا ہوگیا

چشم کم سی ہمنے دیکھا گھٹ کے قطرا ہوگیا
ای حباب اب تو ترے کوزے مین دریا ہوگیا

دانت پر اپنے لگا کر دو نلکی لیتی ہو کیون
آب گوہر مل کے کیا خنجر رو آبا ہوگیا

سرخ عارض پہ تری ساقی جو نکلا خط سبز
ساغر زرین پہ گویا سبز مینا ہو گیا

سبزہ عارض پہ جو نکلا پھاڑ کر پھینکی نقاب
چاک چاک اس خط کی آتے ہی لفافا ہو گیا

دامن یوسف کا پھٹنا تھا ستم اے دست شوق
ٹکڑے ٹکڑے جامۂ صبر زلیخا ہو گیا

وان بھی جا پونہچے خریداران حسن خود فروش
چاہ یوسف کے لیے دوکان سودا ہو گیا

اوس بت کافر کا زاہد نے بھی نام ایسا جپا
دانۂ تسبیح ہر اک رام دانا ہو گیا

لکھا گیا مجھ ناتوان کو غم مری خوش چشم کا
ہو کے کاہیدہ اسی آہو کا چارا ہو گیا

آتش رنگ حنا سی دست نازک جل گیا
معجزہ ہاتھ آ گیا لو دست موسیٰ ہو گیا

ہو گیا جامے سے باہر اپنی کپڑے پھاڑ کر
چاک پیراہن نکلجانے کو رستا ہو گیا

بل نکالا ہی مژہ کا اوس نگاہ گرم نے
آنچ سے تلوار کی کیا تیر سیدھا ہو گیا

دیکھنا ہم میکشون کی ساقیا دریادلی
آنسووں سے بھر دیا خالی جو شیشا ہو گیا

میرے طالع کا ستارہ کسقدر گردشین ہے
آسمان پہ چرخ پوجا کا تماشا ہو گیا

وای محرومی گلی پر میرے چلکر رہ گیا
منہ ہوا خنجر کا میٹھا جب وہ کڑوا ہو گیا

اہتو رونیکی صدا گوش بتان تک جا لگی
اشک شور انگیز ناقوس کلیسا ہو گیا

بارش کی ڈوریکا زنار اب گلی مین چاہیے
زخم پیشانی جبین پر اپنی قشقا ہو گیا

قطعہ

ذکر قمری سرو و شمشاد و صنوبر کرتی ہین
چرچے ہین عاشق کے یاد حق کا حیلا ہو گیا

زیب دیتا ہے تماشا گاہ عالم کر کہون
جسطرف گذری یہ اک محو تماشا ہو گیا

غمزہ و انداز و ناز و کبر و مہر لطف و حسن
سات لیو را ایک تم آٹھون کا میلا ہو گیا

| ۲۳ | ولہ | ۴ |
|---|---|---|

گرمیان کین اسقدر ہر عضو شعلہ ہوگیا
خشک دریا ہوگئے موقوف رونا ہوگیا
ہون وہ لاغر جب لکھا اونکی کف نگین ہاتھہ آگیا
کردیا تحریر اپنی بے صدا تقریر کو
آفتاب داغ سودا کو جو دیکھا اوڑ گیا
وا کیا جب یار نے آئی صدا مثل جرس
بل بے شوخی دیکھتے ہین جب مرا قد دوتا
آنکھہ سے اک طفل کی اب ایچپون پڑنے لگی
تم نہانے کیا گئے اوسکو ملا یا خاک مین
طوق قمری ہوکے بالیدہ بنا دیوار باغ
انہی مضمون حاسد سب قلم خوردہ ہوئے
اپنی جامی سے اگر باہر ہون اب ممکن نہین
اونکی چلنے کی صفت لکھی تو ہل چل پڑگئی
مژدہ اے ساقی جنون خیز ابکی آئی ہے بہار
دیدہ کے قابل ہے اور کبک دری رفتار یار
کھینچ لایا حسن کو بھی عشق اپنی رنگ پر

شبکو روشن یار کے بازو کا اگا ہوگیا
خاک ہے ہالی کہان چرا ہا چوکا ہوگیا
طائر رنگ حنا بھی رشتہ بر پا ہوگیا
مثل خامہ جو زبان پر آیا انشا ہوگیا
جامۂ تن اپچیون شبنم کا کرتا ہوگیا
خط مرا شکل زبان خامہ گویا ہوگیا
ہنسکے کہتے ہین بدن کیا انکا دہرا ہوگیا
ڈھیلی آنکھون کی چلے مجکو جو سودا ہوگیا
ریگ ماہی فرط بیتابی سے دریا ہوگیا
سرو کیا آغوش مین گلزار سارا ہوگیا
ہاتھہ مین خامہ عصای دست موسی ہوگیا
ضعف دامنگیر ہے تصویر دیبا ہوگیا
قاصد اپنی قلم سے خط روانا ہوگیا
شیشۂ توبہ کو پتھر جام صہبا ہوگیا
ہر قدم نقش قدم چشم تماشا ہوگیا
ضعف سے مین زرد وہ سونے سے پیلا ہوگیا

می سے نکلا جام می اپنے لیے مثل حباب
دیکھ ساقی لطف حق پانی پیالا ہو گیا

ایک ہاتھ اک پاؤن سی ہی جسطرح رفتار کلک
چلتی پھرتی ہین سدا گو جسم آدھا ہو گیا

آینہ دیکھا تو اپنے خط پہ آنکھ اوسکی پڑی
کاغذی بادام اس خط کا لفافا ہو گیا

سنگ اسود کو لب فرہاد سی چوما اگر
ایسا چلایا کہ ناقوس کلیسا ہو گیا

بھر کے دیکھا جام ہمنے پی پیے خالی ہوا
فرقت ساقی مین نچوڑا پیالا ہو گیا

آب و خاک و باد و آتش جسم بنکر گرد مین
اس اکیلی جان پر کس کس کا بلوا ہو گیا

۵

کوئی مرتا تھا نہ اوسکی ترچھی نظرون پر فقیر
پار گذرا دلکے جب یہ تیر سیدھا ہو گیا

۲۳

تصور یہ ہا آنکھون مین اوس لیلی شمائل کا
کہ اپنی آنکھ کا پردہ بنا ہی پردہ محمل کا

دماغ ایسا ہی جانان تیری در پر اونکی سائل کا
موا ہون تو صدا دیتا نہین کاسہ مری گل کا

بزمین میری جتنے زخم ہین پانی چرا آتی ہین
نہ پوچھو کسقدر پیاسا ہون آب تیغ قاتل کا

پنہایا یار کو بھی طوق منت کی ہوائی سے
فلک نے بار ہی نالہ اس لیا میری سلاسل کا

ادھر مینے تواضع کی ادھر تعظیم اوسنے کی
جھکائی مینے جب گردن تو جا اوٹھا ہاتھ قاتل کا

بہت جسنی اوٹھایا سر نہ کی نظر روشنی قدر اوسکی
نہ دیکھا کوی پروانہ چراغ ماہ کامل کا

کسیکی سنبل خط کے تصور مین پھرا ہون
تو شکل خامہ نقش پا مین ہی عالم سلاسل کا

بنی ہی آہ منہ پھیرے ہوی تصویر بھی اوسکی
کھچا ہے سے ہا کرتا ہی کچھ نقشہ بھی قاتل کا

کسی مے کی کمر سے خاک ہونی پر بھی الفت ہی
پڑا ہی پال از خود جب بنا کاسہ مری گل کا

گلا کاٹون مین اپنے ہاتھ سے پر منت قاتل
مرے ناخن سے حل ہو جاے عقدہ میری مشکل کا

کرے موجون سے کنارہ کرکے قسمت کچھ عجب شے ہے
لب دریا ذرا لب خشک رہنا دیکھیے ساحل کا

جنون اب تھک گیا ہون ٹھہر تو چین کرنے دے
کہین جاگ نہ اٹھے خفتہ سنکر غل سلاسل کا

الٰہی خون کی قطرون سے آواز آئے گھنگرو کی
پھڑک جائے تماشا دیکھکر وہ رقص بسمل کا

کبھی ملتین کبھی آنکھو مین جا دون ان حسینونکو
کہ ماہ و مہر کا ہے کام طے کرنا منازل کا

نکل جاتین تڑپکر مچھلیان دست حنائی کی
لہو بھر جائے او قاتل اگر مجھ نیم بسمل کا

چرا کرتے ہین سبزہ کھیت کا کشتونکی جو آہو
سمجھتا ہون مین ہے یہ بھی اشارہ چشم قاتل کا

چڑھاتے دار پر منصور کے ہمراہ زاہد کو
تماشا دیکھنا منظور تھا گر حق و باطل کا

کسیکی آنکھ کے سرمے نے مجکو مار ڈالا ہے
ندے آواز اگر ٹوٹے کوئی ساغر مرے گل کا

زمین بھی نکل جاتی ہے مرے پاؤنکی نیچے سے
مجھے مشکل ہوا ہے ساتھ دینا اپنی منزل کا

خوش آتی ہے وہ راحت مجکو جسمین رنج بھی کچھ ہو
جو تکیہ بھی ہو تو پر ہا ہے مرغ نیم بسمل کا

سفر کرنا مثال اشک کچھ مشکل نہین مجکو
کہ بس اک پاؤنکی لغزش ہے طے کرنا منازل کا

یہی تو جرم ہے جسکی سبب پامال رہتی ہے
حنا نے ذبح کرنے مین نہ تھاما ہاتھ قاتل کا

| ٢٦ | وزیر اب سینے مین دل کی عوض کیا درد رہتا ہے<br>کہ رویا کرتے ہو پڑھ پڑھ کے تم دیوان بیدل کا | ٦ |
|---|---|---|

نشانہ بعد مردن بھی ہا مین تیر قاتل کا
بنایا کرتے ہین ناوک فگن تودہ مری گل کا

جو جیتے تھے تو روتے تھے ہوئے ہین خاک مرکر بھی
ہمارا کالبد شاید فقط تھا آب و گل کا

فقیری مین بھی ایدل آسمان ہو دماغ اپنا
گدائی بھی کرین تو لیکے کاسہ ماہ کامل کا

گل زخم بدن مین اب گل بازی کا عالم ہی
نکل جاتا ہی مضمون ہاتھ آکر زخم بسمل کا

ولائی یاد شیون پھر کسی گل کی تبسم نے
سکھایا خندۂ گل نے ہمین نالہ عنادل کا

برای بازی طفلان بنی ہی آسیا اکثر
وہ سرگشتہ ہون مرنے پر یہ نقشہ ہی مری گل کا

زبان تیغ او ظالم اگر کچھ حال بیان ہو
دہانِ زخم سے کہنی لگین ہم مدعا دل کا

غش آیا ہی ہمین بس دیکھتے ہی تیغ ابرو کو
ہماری منہ پہ اب چھینٹا دو آب تیغ قاتل کا

سراپا حال جوش گریہ ہی طوفان سا طوفان ہی
بندھی اس بحر مین مضمون بھلا کیا خاک ساحل کا

خیالِ عارض جانان مین باہم بسکہ نالان تھی
مہ و خورشید پر دھوکا ہوا مجکو جلا جل کا

اگر عقدہ سراپا ہی برنگ اشک کیا غم ہی
مری افتادگی کی ہاتھ حل ہونا ہی مشکل کا

مری اشکون کے دریا کا کبھی جو شور سنتا ہی
برنگ موج زہرہ آب ہو جاتا ہی ساحل کا

ہین گر کفش نو یارب وہ آکر خوب سا روندی
مبارک ہو ہی دشمن نے برا کہنا مری دل کا

بنی ریگ روان خاک اپنی او ڈھونڈھا کیے جلوہ
نچھوڑا بعد مردن ہمسی طی کرنا منازل کا

یونہین ہم سارباں غیرت لیلی کی گرد ہین
نہین محمل تو مضمون باندھتی رہتے ہین محمل کا

اگر سیلاب اشکونکا ہی گا یونہی امی وحشت
بنیگا صورت گرداب ہر حلقہ سلاسل کا

بجھاتی چاندنی مہتاب اور خورشید مشعل ہو
فلک قصائی ہو شاد بسی جو لون نام وسکی محفل کا

کسیکی جستجو مین بخت وہ آنکھون مین آتی ہین
تلاش لو سیف گم گشتہ مین ہی قافلہ دل کا

مری بدمست کی تلوار تو نکلی ہی پڑتی ہی
ویطا میری بھی وہ کھاوی اب تڑپتا مرغ بسمل کا

ستارے جھڑتی ہین جلنے مین اوسکی کفش زرین سے
قبا ہی آسمانی رخ مین عالم ماہ کامل کا

تو وہ یوسف لقا ای زہرہ وش ہی کہ کبھی جھانکو
زیادہ چاہ کنعان سے ہو تیبہ چاہ بابل کا

لگالون طوق کو بس اب گلی سے مدعا سمجھا
نہین ہو یہ قدمون پر مرے گرنا سلاسل کا

جھکائی ہین کنوین تو نی فرشتی کے کھون منہ پر
تری چاہ ذقن نے منہ دکھایا چاہ بابل کا

کہی دیتے ہین اسکو عرش کی زنجیر سے باندہو
فلک ہی یہ جو باغ اترو زون اپنی وحشت دل کا

مسلمان ہین ن تو کعبے مین کھون سنگ اسود کو
تصور ساتھ ابر کے کرون رخسار کے تل کا

| ۲۵ | بنے گا نامہ بر زاغ کمان اب ای وزیر اپنا<br>ہی خط مین وصف خال ابرو خمدار قاتل کا | ۷ |
| --- | --- | --- |

بس مردن بھی مشکل ہی پہونچنا یار تک دل کا
لحد ہی نام ملک عاشقی مین پہلی منزل کا

مہ نو سے کھنچا ہی صاف نقشہ تیغ قاتل کا
دکھا دی ای فلک تو بھی تڑپنا نیم بسمل کا

حسد ہی کلک فکرت نے سنائے نالہ مجنون
کوئی مضمون جو وحشت مین لکھا لیلی کے محمل کا

تو وہ لیلی ہی کہ پھرتا رہون تیرے تصور مین
دکھائی آبلہ پا اونکا پرے جلوہ محمل کا

مہ خورشید اگر مرتے ہین تو گردون بھی جیتا ہی
حسینونکو نہین دشوار طی کرنا منازل کا

کمال عشق مین راحت ہی وہ جو رنج ہوتا ہی
نہین ہی زخم گردن پر یہ ہی احسان قاتل کا

پہنکو جانی جو بڑھا کھیت مین کشتونکی آ ظالم
ہرا ہو جای پھر زخم کہن ہر ایک بسمل کا

انا لیلی مین کیا ہی لطف مجنون ہی مزہ اسمین
تری آغوش مین عالم جو ہو آغوش محمل کا

خودی بھولا وہ بت دیکھے تماشے جب خدائی کے
دھرا رہتا ہی آگے دیکھو آئینہ مری دل کا

تری ہین منتظر گنتے ہین ادہر اودن گھڑیان
کسی دن اوسکو افسون تصور کھینچ لائیگا
چراغ ماہ لیکر رات بھر ڈھونڈھا کیا گردون
نظر سے میری گر ہمارا اونکی ہو گئین آنکھین
مثال تیر مغز استخوان سینے سے نکلا ہی
کہان تجا آسمان کو خجل ایسا شیشہ باز ہین
بنایا شمع کو پروانہ آکر اوس بھبوکے نے
سپر طاوس اوسکی تیغ جوہر دار کو سمجھا
لگی تیغ و سپر باندھے پھرا کرتا تھا وہ ظالم
نمک ایسا ہی اوسمین شور رہو کے چشمہ شیرین
تری رحمت کے آگے کیا حقیقت ہی گناہونکی
پلس ہون بھی مین رہتا ہون نالان نکہ ہاتھو نسے
بنائی گلزمین شعر مین اب آشیان بلبل
تمنا یہ رہی اوس بیوفا تک خط نو پہنچے کی
قدم رکھتی ہین تب دشت جنو نمین اپنے چلنے سے

اری کافر یہ دل پردہ ہی عقد انامل کا
اوتاریگا پری اک روز یہ شیشہ مری دل کا
مین وہ پروانہ گم گشتہ ہون اوس شمع محفل کا
تصدق کے لیے کھچوا اون وغن آنکھ کی تل کا
تماشا دیکھا ابرو کمان بیتابی دل کا
اوڑا یا دھنک اسنی بھی مری بیتابی دل کا
ہر نقشہ شکل فانوس خیالی اہل محفل کا
دہان زخم سے سائل ہوا ہین تیغ قاتل کا
لرزتی ہین ابھی تھا خالی سم ریسر قاتل کا
پڑے گر عکس فرہاد اوس شیرین شمائل کا
خدایا روبرو حق کی لہان تیر ہی باطل کا
بجاتے ہین میہیا مجنون لٹکے مری گل کا
سراپا گل کی ہمصورت ہی یعنی قافیہ گل کا
کبھو تیرا بعد مرنے کے بنا اکثر مری گل کا
پھرا دیتا ہی سر جب مجنون نالہ سلاسل کا

| | | |
|---|---|---|
| ۲۳ | فقیری مین وزیرا آگی ہریان پاؤن پڑتی ہین<br>یہ نقش بوریا اپنے لیے ہی نقش عامل کا | ۸ |

گر دم مشق خیال خطِ جانان ہوگا
پھر تو جو خط مین لکھونگا خطِ ریحان ہوگا

لب دہن خط کے نکلنے سے نمایان ہوگا
یہ وہ چشمہ ہے خضر سے بھی جو پنہان ہوگا

بعد مرنے کے مرے کوئی نہ گریان ہوگا
زلف جانان کا اگر حال پریشان ہوگا

تیرے ہاتھون مین پری تیغ دو چندان ہوگا
طائرِ رنگ حنا مرغ سلیمان ہوگا

حال پوچھو نہ مرے رونے کا بس جانے دو
ابھی رومال نچوڑونگا تو طوفان ہوگا

ہاتھ جب مین گے سبھی گبر و مسلمان میرے
ایک مین دستِ صنم ایک مین قرآن ہوگا

پار جائیگا ادھر دل سے ادھر صبر و قرار
صبح کے ساتھ مرا چاک گریبان ہوگا

اونکی تلوارین لگا مین مجھے بس ہنس ہنس کر
گل پژمردہ مری قبر پہ خندان ہوگا

اپنے دروازے کی زنجیر سے باندھے مرے ہاتھ
ہے تو درکار نہ کوئی اوسے دربان ہوگا

چاند ہالے مین مجھے دانتو نظر آئے گا
میری آغوش مین جب وہ مہِ تابان ہوگا

شاد ہونگا جو مجھے قتل کریگا ظالم
وہ ہر زخم بھی رشکِ گل خندان ہوگا

ہوگا بیدار وہین سبزۂ خوابیدۂ قبر
میرا لاشہ جو لب گور سے نالان ہوگا

رکھیگا منہ پہ جو آنچل وہ پری رقص کے وقت
شعلۂ حسن چراغ تہِ دامان ہوگا

ہون وہ بلبل اثر نغمۂ رنگین سے مرے
رقص مین صورتِ طاؤس گلستان ہوگا

اور بھی قاتل عالم یہ مرے گی خلقت
کبھی تلوار کے مانند جو عریان ہوگا

ہون مین شاعر نہ تلین گے مرے اعمال زبون
آب موزون یہ مرا خرمن عصیان ہوگا

پاؤن ہو جائینگے تو خواہن نگین گے اوسے
نہ فراموش کبھی کوچۂ جانان ہوگا

ہڈیاں میری مِن سی جو مین نکلی آتین
چاک ہر روز جو ہوتا ہی گریبانِ سحر
مستعد قتل پہ تو ہوگا تو مین مرنے پہ
ہم وہ گریان ہین تلین گے جو ہمارے اعمال
بس ولا پہلے ہی سے ترک سخن کر دیجے

گر سنہ آج مقرر سگِ جانان ہوگا
کوئی او سمین بھی مرا تار گریبان ہوگا
خط جو گردون پہ کھینچے گا خطِ فرمان ہوگا
چشم پر آب ہر اک پلۂ میزان ہوگا
کو جو آخر تو سہو ملکِ خموشان ہوگا

۹

ہو کے مایوس سگِ یار پھرے گا جو فریہ
استخوان میری ہما کھا کے پشیمان ہوگا

۲۴

کبھی خورشید نہ افلاک مین پنہان ہوگا
تیرے آنے کا یہ ڈر ای شبِ ہجران ہوگا
کبھی جنت کے نہ دروازے پہ رضوان ہوگا
درمیان ہوگا جو رخ زلف نسی ہو جائیگی صلح
ہون وہ بیکس مرے لاشے پہ نہ روئیگا کوئی
گر پڑا اشک مری آنکھ سے بڑتا بانہ
الصنم رات جو چھوٹی ہو تو دن بڑھ جائے
آز مالیجیو تلوار لگا کر قاتل
یاد ہی کل کی نصیحت مجھے ہنسنا نہین خوب
تیغ ابرو کا جو اک بال بھی مرجھا گیا

لاکھ پردون مین جو تو ہوگا نمایان ہوگا
سایہ دیوار کا گھر مین مرے پنہان ہوگا
ہان جو ہوگا تو درِ دوست کا دربان ہوگا
صاف ہو جائینگے گر بیچ مین قرآن ہوگا
زخم تن بھی مرے حال پہ گریان ہوگا
اب جو دریا مین گھر ہوگا وہ غلطان ہوگا
زلف کوتاہ جو ہو حسن دوچندان ہوگا
ہون وہ گریان کہ مرا زخم نہ خندان ہوگا
روونگا مین جو مرا زخم بھی خندان ہوگا
مورچہ چھوڑ کے تلوار گریزان ہوگا

ہوگی ابرو جو لگے گی مرے ماتھے پہ تیغ
آنکھ پہ تیر لگے گا تو وہ مژگان ہوگا

یار پیشانی و ابرو پہ چھنے گا افشان
آج محراب عبادت مین چراغان ہوگا

یونہین زلفون نے تری کین جو بلائین نازل
ای پری تجھسے ترا سایہ گریزان ہوگا

آؤگے اپنے اسیرون کی خبر کو تم اگر
شکل آغوش ابھی ہر در زندان ہوگا

روز اک داغ مرے دلکو جو دینگے گردون
رفتہ رفتہ یہ مرا غنچہ گلستان ہوگا

ہوگی قاتل کو نہ تکلیف نمک افشانی
شور بختی سے ہر اک زخم نمکدان ہوگا

آہ سے عرش کی زنجیر ہلا دینگے ہم
یونہین گر جوشش جنون سلسلہ جنبان ہوگا

آستین سی ہوی باہر جو مری دست جنون
ٹکڑے ٹکڑے ابھی دامان بیابان ہوگا

یاد مین اوس کف رنگین کی جو مانگونگا دعا
اوٹھتے ہی دست دعا پنجۂ مرجان ہوگا

یونہین ہوگا جو ہجوم نگہ مشتاقان
دیکھنا بند کسی دن در جانان ہوگا

تول لیگی اوسی نظرون مین لا رحمت حق
خرمن جرم نہ شرمندۂ میزان ہوگا

رنج سے رنج دیے یار کے دربانون نے
گذرے فردوس سے ہم ان ہی جو دربان ہوگا

استخوان تن سے نکل آئینگی ہر تعظیم
جبکہ عازم مری جانب سگ جانان ہوگا

| ۱۰ | اوس پری کو جو خط شوق لکھونگا مین وزیر<br>نامہ بر آکے مرا مرغ سلیمان ہوگا | ۲۵ |
|---|---|---|

آیا وہ ماہ لاؤ پیالہ شراب کا
مہتاب سے کے ہو ساتھ طلوع آفتاب کا

کیا یاد دہ ہی یہ کسی بزم خراب کا
اولٹا پڑا ہوا ہی جو ساغر حباب کا

پرتو سے رخ کی چاندنی ہی سطح آب کا
ہی رشک ماہتاب ستارہ حباب کا

رونے کا جبکہ حال کہا مینہ برس گیا
بجلی گری جو ذکر کیا اضطراب کا

پوچھے جو وہ دہن کی کہو نہین کمر کی بات
کیا ہی جواب دون سخن لاجواب کا

اب عندلیب جاے کبوتر ہو نامہ بر
نامے مین ہمنے عطر ملا ہی گلاب کا

نام جواب نامہ سنا جان آگئی
بعد فنا جو دھیان تھا خط کے جواب کا

اپنے گناہ آ نہین سکتے حساب مین
زاہد کو خوف چاہیے روز حساب کا

اوس گل پہ ہو گئے ہین کبوتر بھی عندلیب
قاصد نکر سے مجھے متوقع جواب کا

چھٹکی ہی چاندنی جو مرے سیل اشک سے
جلوہ ہی چشم تر مین یہ کس ماہتاب کا

زلفین تو سر چڑھی ہین تری کیون نہ بل کرین
سوداے کمر کو کیا ہی سبب پیچتاب کا

جز سوز غم جگر مجھے پہلو مین کون دے
اشک چکیدہ ہون کسی چشم کباب کا

کیا دل جلے نکلے زخم کے انگور سے مجھی
ساقی شراب مین جو مزہ ہی کباب کا

چلنے مین نازکی سے غش آیا جو یار کو
چھینٹا دیا پسینے نے رخ پر گلاب کا

اب سکورو ند شوق سے اے توسن فلک
عالم ہلال مین ہی کسی کے رکاب کا

منظور ہی کہ رنج مجھے ہو جہان کو عیش
توڑون عوض مین پھول کے کانٹا گلاب کا

کہتا ہی وہ چھڑک کے نمک زخم پر مرے
ہنگام صبح پھول کھلا ہی گلاب کا

نامہ نکل گیا دم تحریر ہاتھ سے
مضمون جب مین لکھنے لگا اضطراب کا

قالب تہی کیا ہی جو پابوس یار کو
انداز اوڑا لیا ہی یہ ہمنے رکاب کا

بزم جہان مین ہر کوئی ہم یہ مے سرور
ہر ساغر نشاط پیالہ حباب کا

مجھسے کسیکی دل شکنی ہو نہ عندلیب
توڑون کبھی نہ پھول چمن مین گلاب کا

دریا مین کسنے خندۂ دندان نما کیا
لبریز موتیون سے ہی ساغر حباب کا

یوسف کی اور یار کی تصویر کیا ملے
وہ ہی ورق غلام کا یہ آفتاب کا

وہ رشک مہر جای جدھر منہ ادھر پھرے
عالم ہوا ہی مجمع گل آفتاب کا

۱۱ | کافر ہوا ہون پیکی سے عشق بت وزیر
زنار مجکو چاہیے موج شراب کا | ۱۵

اوس مہ کے منہ لگا ہی پیالہ شراب کا
ہی آج آسمان پہ دماغ آفتاب کا

تارے نمود ہون جو غروب آفتاب ہو
آنسو بہین تہی جو ہو ساغر شراب کا

دریا بہت پھرا ہی مرے ساتھ دشت مین
ہی آس سے اسکے پاون مین چھالا حباب کا

مکتب مین غم کے حفظ کیا آہ کا سبق
رہتا ہی یان زبان پہ مطلب کتاب کا

زاہد حرام مے کو نہ کہنا وگرنہ مین
جنت مین چھین لونگا پیالہ شراب کا

میخانہ یاد ساقی کوثر سے خلد ہی
اس میکشو حلال ہی پینا شراب کا

اوس مہ کا جی بھرا ہی جو دریا کی سیر سے
گردش مین اندنون ہی ستارہ حباب کا

ثانی تمہاری مصحف رخ کا ہو کیا کوئی
ممکن نہین جواب خدا کی کتاب کا

پانی چوائی کب وہ مرے منہ مین مرتے دم
صرفہ کرے گلی سے جو خنجر کی آب کا

چہرے سے آفتاب قیامت مراد ہی
دامان حشر نام ہی اوسکی نقاب کا

غفلت مین بھی کھلا نہ مرا راز دل کبھی
آیا جو غش گمان ہوا اسکو خواب کا

صحرا مین پاؤن پڑکے مجھے خار رکھتے ہین
ہی بسکے دلمین گھر ترے خانہ خراب کا

وان سے اوٹھے تو منزل اوّل ہی گور کی
ہی قصد کوے یار مین اب یا تراب کا

سیراب کر مجھے ترے خنجر مین آب ہی
گر ہو سکے تو کام بڑا ہی ثواب کا

| ۲۲ | بیطرح تجلی آج چمکتی ہی ای **وزیر**<br>شاید کہین ہی ذکر مرے اضطراب کا | ۱۲ |
|---|---|---|

کب دی ہمین وہ بھر کے پیالہ شراب کا
اوٹھے نہ جسکے ہاتھ سے ساغر حباب کا

فرقت مین تیری مجھسے پھرا دل شراب کا
منہ اسطرف کبھی نہوا آفتاب کا

پرتو پڑا ہی کس ور دندانکی آب کا
آب گہر سے بھر گیا ساغر حباب کا

یہ رو دن مین فلک سے ملے سطح آب کا
پونہچا وان آسمان پہ ستارہ حباب کا

موجونکی طرح نامے کی سطرین روان ہین
قاصد روانہ ہمنے کیا اضطراب کا

ریگ روان سے کیا ہی مرا کالبد بنا
یارب یہ کیا سبب ہی مرے اضطراب کا

یان ہی صریر کلک مین آواز عندلیب
کاغذ ہی اشک سرخ سے تختہ گلاب کا

ای شہسوار یان بھی قدم رنجہ کیجیو
ہی حلقہاے چشم مین عالم رکاب کا

حرف سخن مین صورت خط زیر لب عیان
ادنی یہ وصف ہی دہن لاجواب کا

گھڑیان ہین گنتے کٹتی ہین جو مدتین آج
ہر شب یہان عذاب ہی روز حساب کا

لوگون نے چاندنی اوسے مشہور کر دیا
دیکھا جو تجھکو رنگ اوڑا ماہتاب کا

ہر اک ہان نغم سے گویا ہون مثل نے
کیا منہ لگا ہون دیکھیے دینا جواب کا

ای مست ناز روے خط جام دیکھکر
آتا ہی وسیان نشہ مین خط کے جواب کا

ہنستا تھا میری بزم مین ہر ایک غنچہ لب
کیا کھل رہا تھا رات کو تختہ گلاب کا

ہمراہ دل جلون کے تبسم کسی سے ہے
ہوتا ہی ساتھہ خوب شراب و کباب کا

لڑکے جدا ہین گرد مرے بلبلین جدا
ہر سنگ غم سے پھول بنا ہی گلاب کا

اوس شہسوار کا ہی دماغ آسمان پہ
کھینچا ہی جو ہلال نے نقشہ رکاب کا

ریگ روان کیطرح نہین خاک کو قرار
عالم وہی ہی بعد فنا اضطراب کا

قطعہ

جانے لگا جو بزم سے وہ شہسوار حسن
دریا روان ہوا مری چشم پر آب کا

مانند موج اسپ نے جب کی شناوری
حلقہ بھنور کا بنگیا حلقہ رکاب کا

کیا نازکی ہی نیلوفری گل سے ہو نٹھہ ہون
منہ سے لگاے یار جو ساغر حباب کا

| ١٣ | تعداد جرم کم تری رحمت ہی بیحساب<br>کچھہ غم نہین وزیر کو روز حساب کا | ١٨ |
|---|---|---|

بزم صنم مین رات تھا چرچا شراب کا
روشن ہوا تھا شبکو چراغ آفتاب کا

آیا خیال رونے پہ چشم پر آب کا
آنسو کے پونچھنے کو ہو دامن سحاب کا

بیجا نہین حجاب مرے ماہتاب کا
دیکھا ہی منہ کسی نے کہان آفتاب کا

جہر یسے میرے پوچھے جو تو شک کرم کو
ای برق جلکے خاک ہو دامن سحاب کا

آئیگا کوئی دم کے لیے یار ساقیا
ہو محفل شراب مین ساغر حباب کا

مجنون کی آج حال پہ ہم رونے جائینگے
استادہ ہوگا نجد مین خیمہ سحاب کا

میخانہ چشم مست ہی اور گوش جام ہین
ساقی گلوے صاف ہی شیشہ شراب کا

آتا نہین نظر مسی آلودہ وہ دہن
گویا کہ ہی وہ خال رخ آفتاب کا

ایسا جلا ہی گردن ساقی کو دیکھکر
محفل مین شمع بنگیا شیشہ شراب کا

لکھا ہی سوز دل پر پروانہ ہین ورق
شیرازہ تار شمع سے باندھو کتاب کا

آتا ہی غش ترے دُر دندان کو دیکھکر
چھینٹا تو ہکو دیجیو موتی کی آب کا

گردشمین زیر ابروے پرخم ہی چشم مست
محراب مین بھی دور ہی جام شراب کا

وہ بادہ کش ہون کھوج مین دشت مین قدم
ہر گرد باد دور ہو جام شراب کا

میری طرح وہ غیر سے بھی آنکھ پھیر لے
ہون منتظر زمانے کی اس انقلاب کا

زنار موجین بن گئین ناقوس ہین حباب
ای بت کیا ہی تونے جو نظارہ آب کا

کوچہ صنم مین شوق سہی میخواریان کرون
فردوس مین حلال ہی پینا شراب کا

کہتا ہی آب تیغ سے سیراب کرکے شوخ
پانی پلانا کام بڑا ہی ثواب کا

گردش پہ چشم مست کی دل پس گیا وزیر
ٹوٹا ہی دور جام سے شیشہ شراب کا

۱۴ ۱۵

آج ہمنے لب جانان دیکھا
ای خضر چشمہ حیوان دیکھا

روز افزون ہی ترا حسن ای ماہ
ایک ہفتے مین دو چندان دیکھا

کہا آئینہ قد آدم ہی
جب سراپا مجھے حیران دیکھا

| | |
|---|---|
| مین وہ بلبل ہون قصور پیشہ | آنکھ کی بند گلستان دیکھا |
| دیکھکر پریون کے ہوش اڑتی ہین | تجسا کوئی نہین انسان دیکھا |
| پہلے ہی مر گئے ہم خوب ہوا | نہ غم رحلت یاران دیکھا |
| لمبے لمبے ترے بال آگئے یاد | جبکہ طول شب ہجران دیکھا |
| کی نگہ چشم فنا سے جسدم | اپنے گھر آپکو مہمان دیکھا |
| بادشاہی کی تمنا ہی ہی | جب سوئے گور غریبان دیکھا |
| ہون وہ بلبل کہ قفس ہی مین رہا | خواب مین بھی نہ گلستان دیکھا |
| یاد دندان مین ہی کیا دل بیتاب | ہمنے گوہر کو بھی غلطان دیکھا |
| تجسے ای صبح وطن ہو کے جدا | صدمۂ شام غریبان دیکھا |
| ایک ہی جھٹکے مین ای دست جنون | پاس دامن کے گریبان دیکھا |
| اپنے جامے سے ہوا وہ باہر | جسنے تجکو کبھی عریان دیکھا |

| | | |
|---|---|---|
| ۱۵ | گر پڑی بجلی جو ہم تڑپے وزیر<br>روئے تو ابر کو گریان دیکھا | ۲۱ |

| | |
|---|---|
| میکشی مین ہمسے آزردہ جو دلبر ہوگیا | گردش ایام ساقی دور ساغر ہوگیا |
| جلوہ گاہ زلف وہ روی منور ہوگیا | کفر اور اسلام کا رتبہ برابر ہوگیا |
| طوق آہن مجنون سے اک حلقۂ زر ہوگیا | سنگ طفلان مجکو پارس کے برابر ہوگیا |
| غنچۂ لب کے اثر سے کیا معطر ہوگیا | بنگیا پانی گلاب اور پھول ساغر ہوگیا |

معجزے ہوتے ہین تجھسے ہر قدم ای سرو قد ‏ — جاتے جاتے باغ تک سایہ صنوبر ہو گیا

غیر عریانی بھلا کیا چاہیے جامہ مجھے — ایک جنون مین اپنے ہی جامے سے باہر ہو گیا

خندۂ دندان نما کر تارے آجا مین نظر — شب ہوئی زلف سیہ رخ ماہ انور ہو گیا

تیغ قاتل کا نہین احسان سر پہ شکر ہے — یان گریبان ہجر مین گردن پہ خنجر ہو گیا

نالۂ دل صور ہے خورشید محشر داغ ہے — صاف اب روز جدائی روز محشر ہو گیا

تیرے کوچے کا جو رونا یاد آیا خلد مین — مثل آب تیغ مجکو آب کوثر ہو گیا

ابروے خم گشتہ کشتی چہرہ ہے دریاے حسن — کھل گیا جب گیسو پر پیچ لنگر ہو گیا

جم گیا قاصد نہ آیا اوسپہ عاشق ہو رہا — فاختہ اوس سرو کا ہر اک کبوتر ہو گیا

لکھکے خط ایسا مین رویا کے پونچا یار تک — نامہ پر سیلاب اشک دیدۂ تر ہو گیا

خاک ہو جانے پہ بھی مجھ مست کو ہے مے سے کام — بعد مردن جام صہبا کاسۂ سر ہو گیا

لکھی دیوان مین جو اوس نے مخطط کی صفت — صفحہ آئینہ بنا ہر حرف جوہر ہو گیا

خط کو چھاتی سے لگا کر گیا مین شوق مین — قاتل عالم کا نامہ مجکو خنجر ہو گیا

گردن مینا بنی جب شاخ گل کو چھو لیا — گل کو چشم مست سے دیکھا تو ساغر ہو گیا

عالم سودا مین جب آیا ترے رخ کا خیال — پنبۂ داغ جنون خورشید محشر ہو گیا

لکھ گیا جس سطر مین چرچے دو دندانکا وصف — دائرہ ہر اک صدف ہر نقطہ گوہر ہو گیا

اوس ادا بانو کے صدقے مین جو طائر چھٹا — ہاتھ سے چھٹتے ہی وہ مرغ منور ہو گیا

پاؤن پڑنے سے مرے ایذا ہوی ایسی وزیر

| ۱۸ | خار یا اوس گل کو میرا جسم لاغر ہو گیا | ۱۶ |
|---|---|---|
| یار کے دالان کا پردہ کتان ہو جاگا | | کب چھپے گا چاند سا مکھڑا عیاں ہو جاگا |
| ساتھ اوس یوسف لقا کی کارواں ہو جاگا | | جس طرف نکلا ہجوم عاشقاں ہو جاگا |
| دیکھنا اب آنکھ سے بہتر دہان ہو جاگا | | یار بے ہستی ہیں باتیں پر نظر آتا نہیں |
| جب سپند آتش گل آشیان ہو جاگا | | ہم صفیرو ہو گی جو باغبانسے تب نجات |
| طائر رنگ حنا بے آشیان ہو جاگا | | چٹکیو میں تو اوڑا دینا نہ ای دست ستم |
| آج ہی نا مہربان کل مہربان ہو جاگا | | جب خفا ہوتا ہی تو یوں دلکو سمجھاتا ہوں میں |
| خیمۂ افتادہ تو ای آسمان ہو جاگا | | آ گیا جس دن ہمارے گرد باد آہ میں |
| آسمان اک اور زیر آسمان ہو جاگا | | گر زمیں سے ہو گیا دود دل سوزاں بلند |
| آنکھ پھیرو انقلاب آسمان ہو جاگا | | جل کے جو تمنے تہ و بالا زمیں کو کر دیا |
| وہ پسند خاطر زاغ کمان ہو جاگا | | استخوان کوئی بچا گر اوس ہما سے تیرے لطف |
| اب جو میں ٹھہرا ابھی سایہ سوان ہو جاگا | | پھر کے میرے ساتھ اوٹھا یا دشت پیما ہوگا |
| اک مہینے میں مہ تابان زبان ہو جاگا | | وصف روی یار کرنے کو بنیگا ماہ نو |
| منہ دکھا دو آئینہ آب روان ہو جاگا | | لطف از خود رفتگی گر دیکھنا منظور ہے |
| اوٹھتے اوٹھتے شمع کا شعلہ دھواں ہو جاگا | | یاد زلف شعلہ رو میں شبکو گر روشن ہوئی |
| امتحان میرا تمہارا امتحان ہو جاگا | | ہر رگ و پی میں سماتی ہو تمھیں کھینچو نہ تیغ |
| یان ہر اک پہلو گلستان بوستان ہو جاگا | | ہو گا اک پہلو دل پر داغ اک پہلو وہ گل |

کب سیہ کاری سے آؤنگا فرشتونکو نظر
شمع روشن گر نہ میرا استخوان ہو جائیگا

۱۷
یاد گیسو کی رولائے گی چمن مین ای وزیر
سنبلستان میری آنکھون کو دھوان ہو جائیگا
۱۴

کب خبر تھی انقلاب آسمان ہو جائیگا
دوست کا ملنا نصیب دشمنان ہو جائیگا

سوز غم سے شمع روشن استخوان ہو جائیگا
جای سبزہ میرے مدفن پر دھوان ہو جائیگا

خاک میری لے اڑا گر اوس پری رو کیطرف
باد کا جھونکا مجھے تخت روان ہو جائیگا

دیکھکر اوس سرو کو گلشن مین بولا باغبان
اس شجر مین مرغ دل کا آشیان ہو جائیگا

مہربان ہے مجھپہ نا مہربانی سے تری
دوست تو ہوگا تو دشمن آسمان ہو جائیگا

تو گیا تو باغ ویران ہوگا ای شمشاد قد
ہر شجر بیتاب ہو ہوکر روان ہو جائیگا

یار ہے نازک مزاج اور مین ہون غمگین کیا کہون
مطلب دل لب تلک آکر فغان ہو جائیگا

ڈر ہے ہجر آج قاتل سے نہو قطع سخن
ٹانکے لگ کر زخم میرا بے زبان ہو جائیگا

گر پڑا قاصد سے تو لیکا سگ جانان اوٹھا
میرے نامے پر گمان استخوان ہو جائیگا

خواب مین بھی اوسکو دیکھونگا نہ مین ای بدنصیب
پردۂ غفلت یقین ہے درمیان ہو جائیگا

ٹلکے مستی وہ جائے گا گھوٹا پان کا
آگ لگ جائیگی بعد از دل دھوان ہو جائیگا

صادقون سے وعدۂ دیدار اگر جھوٹا کیا
صبح کاذب تیرے رخ پر گمان ہو جائیگا

باتون ہی باتون مین بڑھ جائیگا قصہ عشق کا
یہ سخن ہوکر مکرر داستان ہو جائیگا

کعبے سے بتخانے کو جاؤنگا اوسدم ای وزیر

| ۱۸ | مجھ مین اوس بت مین خدا جب درمیان ہو جای گا | ۱۳ |
|---|---|---|

رخ سے سرکی لٹ ہوش ماہ انور اوڑ گیا
کھل گئے ہنسنے مین دندان تنک اختر اوڑ گیا

پر بنایا شوق کی مضمون نے ہر اک سطر کو
خود بخود نامہ مرا مثل کبوتر اوڑ گیا

دست قاتل کو نہ دے تکلیف شوق قتل مین
سایۂ شمشیر پڑتے ہی مرا سر اوڑ گیا

اے دل بیتاب تا کی ولیتین کہتا ہی یا
گھر مین کیون آتا ہی میرے کیا ترا طائر اوڑ گیا

کب توانائی سے ہوتا جو ہوا یان ضعف سے
کوی جانا نکو ہوا سے جسم لاغر اوڑ گیا

ہون مین بیتاب کہ دی ہی مری تاریخ فوت
مضطرب ہو کر مری چھاتی کا پتھر اوڑ گیا

کچھ سبکسارونکو ہرگز احتیاج پر نہین
طائر رنگ حنا ہاتھون سے بے پر اوڑ گیا

آنسوؤن کے ساتھ دم نکلا مرا آنکھون کی راہ
مرغ جان وحشی تھا آخر راہ پا کر اوڑ گیا

کر دیا حیران صفای رخ نے صفت آئینے کو
خط نے وہ کھلائے جو ہر رنگ جوہر اوڑ گیا

خط کا مضمون ہاتھ آیا تھا نہ بندش ہی کا
طرفہ اک طوطی مرے قالب مین آ کر اوڑ گیا

کسکی روی حیرت افزا کا ہی آنکھونکو خیال
شکل آئینہ جو خواب دیدۂ تر اوڑ گیا

سینہ و دلکی جدائی کا سبب ہی چشمین آپ
کیا بتاؤن آگ سے سیماب کیونکر اوڑ گیا

| ۱۹ | بے سبب کب جلوۂ برق طپان ہو اے وزیر<br>کیا دل بیتاب تیرا آسمان پر اوڑ گیا | ۱۸ |
|---|---|---|

سر مرا کاٹ کے پچتائیے گا
کسکی پھر جھوٹی قسم کھائیے گا

تمام لون دل کو ذرا ہاتون سے
ابھی پہلو سے نہ اوٹھ جائیے گا

کہیے یاران عدم کیا گذری ... کچھ لب گور سے فرمائیے گا
یوسف حسن اگر گم ہوگا ... آپ یعقوب نظر آئیے گا
کر کے اثبات دہن کیجیے وصف ... دیکھیے منہ کی ابھی کھائیے گا
کم بھی دینے مین بہت فائدہ ہے ... بوسہ اک دیجیے دس پائیے گا
خط پہ خط لکھیے گا اے شاہ سوار ... گھوڑے کاغذ کے بھی دوڑائیے گا
مردم چشم سے آنے جو حجاب ... آنکھ کے پردے مین چھپ جائیے گا
کیا گریبان نے گلا گھونٹا ہے ... ادھر اے دست جنون آئیے گا
کھلکے پاؤن سے چلے یار کے گھر ... ہم جو اوٹھنے لگین سو جائیے گا
کہکے یہ تم ہو بڑے ہرجائی ... در بدر کیا مجھے پھروائیے گا
کیون بناوٹ سے اجی روتے ہین آپ ... جھوٹے موتی کسے دکھلائیے گا
جام ساقی سے جو مانگا تو کہا ... بھر کے اشک آنکھ مین پی جائیے گا
مصحف رخ کی قسم مین ہے مزا ... ہم سے قرآن یہ اوٹھوائیے گا
خط غلامی کا نہین اے یوسف ... خط جو نکلا ہے نہ شرمائیے گا
ہنسنے یوسف جو کہا کیون بگڑے ... مول لیگا کوئی بک جائیے گا
حضرت کعبہ جو بن جائیے عرش ... دل کی وسعت نہ کبھی پائیے گا

| ۱۴ | ہم بھی آنکلین گے مسجد مین وزیر<br>خشت خم لیکے جو بنوائیے گا | ۲۰ |
|---|---|---|

مثل خورشید ہی ای گل یہ تن سرخ ترا
کیون نہو رشک شفق پیرہن سرخ ترا

رنگ ملبوس تو چھونے سے اوڑا جاتا ہی
تاب آغوش کی کیا لائے تن سرخ ترا

خط سے زائل نکبھی ہو رخ گلگونکی بہار
رہے سرسبز ہمیشہ چمن سرخ ترا

جلوۂ شبنم و گل جب شب مین دیکھا
یاد آیا عرق آلود تن سرخ ترا

ہی صفائی کی سبب عکس مسونکا اپیر
خط سے یہ سبز نہین ہی ذقن سرخ ترا

دست گلگون نہین جسطرح حنا کی محتاج
یونہین بیکار ہی یہ پیرہن سرخ ترا

دیکھ سکتے نہین اس سے کبھی بھر کے نظر
کہین بنجائے نہ سوسن یہ تن سرخ ترا

یہ بھی اک لطف تھا ہوتا جو ہم ای سوفا
دہن زخم مرا اور دہن سرخ ترا

روح ایجان لطافت سی نظر آتی ہی
لطف رکھتا ہی عجائب یہ تن سرخ ترا

مشک افشان ہی خیال خط مشکین ایدل
خاک اچھا ہو یہ زخم کہن سرخ ترا

مطلع صبح کو کیا جیب قبا سے نسبت
کہین خورشید سے روشن ہی تن سرخ ترا

مرتے دم سیب کو کیون سونگھ لیا یوسف نے
یاد کیا آگیا سیب ذقن سرخ ترا

صدمۂ موج تبسم سے یہ ہوتا ہی کبود
تاب کیا بوسے کی لائے دہن سرخ ترا

٢١

خونفشان چشم ہی کس گل تصور مین وزیر
رشک برگ گل تر ہی کفن سرخ ترا

٢٠

یہ مجکو شیوۂ افتادگی پسند ہوا
غبار بھی نہ صبا سے مرا بلند ہوا

تمہارا شعلۂ حسن اسقدر بلند ہوا
کہ آسمان پہ ستارہ ہر اک سپند ہوا

خمیدہ ضعف سے ایسا مین دردمند ہوا
کہ سایہ پاؤن کا سر سے مرے بلند ہوا

کیا پسند خلائق نے اسقدر اوسکو
کہ رفتہ رفتہ کئی دشمن خود پسند ہوا

لکھا اسیر دلن کو اوسنے جو خط آزادی
ہزار طرح لپیٹا مگر نہ بند ہوا

کسی نے بات نہ پوچھی پس فنا میری
ہما کو بھی نہ مرا استخوان پسند ہوا

وہ ناتوان ہون کہ ساتھ اوسکے کھنچ گیا مین بھی
تمہارے بام کا سایہ مجھے کمند ہوا

گئی نہ تیرگی شام ہجر تا دم صبح
دعا کو پنجہ خورشید تک بلند ہوا

گرہ جو دیکھی اوسے یاد آیا وعدہ وصل
ہمارا عقدہ کشا اوس قبا کا بند ہوا

زبان شمع سے نکلے صدای بسم اللہ
چراغ پا جو کسی شب ترا سمند ہوا

یہ زور آتش رنگ حنا نے گرمی کی
تری ہتھیلی کا تل صورت سپند ہوا

ہوا نہ آہ مین مقبول اپنے صانع کا
وہ آینہ ہون سکندر کے ناپسند ہوا

ہوا زبسکہ ہجوم نگاہ مشتاقان
ہر ایک روزن دیوار یار بند ہوا

بجھا کے زہر مین تو نے لگائی کیا تلوار
ہر ایک زخم جو سر گرم زہر خند ہوا

نچھوڑی مرنے پہ تعظیم اوس پری وش کی
غبار بھی قد آدم مرا بلند ہوا

مزے اوٹھائی خفا ہو کے اوسنے پیسے جو دانت
ہمین تو سودۂ الماس سودمند ہوا

ہر اک جوانکا پیری مین قد جھکا آخر
یہ نخل پست ہوا جسقدر بلند ہوا

ہے خالق ایک ہی ای بت یہ اپنی قسمت ہے
تو بے نیاز ہوا مین نیازمند ہوا

اوڑایا بعد فنا جب صبا نے گلشن مین
غبار قمری کا سرو قد بلند ہوا

| ۲۳ | مری غزل کی صفت کرکے یار کہنے لگا<br>سخن وزیر کا اب پادشہ پسند ہوا | ۲۲ |
|---|---|---|

پس از فنا اثر سوز دل دوچند ہوا
جو میری خاک پہ دانہ گرا سپند ہوا

فروتنی سے نہ دست دعا بلند ہوا
دعا بھی سجدے مین کی عجز پسند ہوا

نہ آیا محفل مے مین گر ایکدن ساقی
دعا کے واسطے دست سبو بلند ہوا

پڑا جو چاند سے مکھڑے کا عکس لو لا یار
سپہر کے چاند کا اب مرتبہ دوچند ہوا

تجھے جو بام پہ اے ماہرو کھڑے دیکھا
فلک سے آج ستارہ مرا بلند ہوا

کھلایا ایسا مجھے عشق خال جانان نے
کہ میرے سائے پہ بھی شبہۂ سپند ہوا

گرا ہی دیکھ کے اوس زہرہ وش کا چاہ ذقن
فرشتہ خو تھا دل آخر کنوین مین بند ہوا

پڑا جو اوس لب شیرین کا عکس دریا مین
ہر اک حباب کا کوزہ مثال قند ہوا

شب وصال ہوئی مجکو روز عاشورا
شہید دیکھ کے اوسکا حسین بند ہوا

جو دیکھا بزم مین اوسکا گلا صراحی دار
بلائین لینے کو دست سبو بلند ہوا

تری ہی ہمرہ اسیرون کی دیکھ اے صیاد
تو اپنے گیسوؤن سے بستہ کمند ہوا

یہ آرزو ہی ترے دیکھنے کی آنکھون کو
دعا کو پنجۂ مژگان تلک بلند ہوا

یہ تیرے افعی گیسو مین زہر ہی قاتل
پڑا جو سانپ پہ سایہ اوسے گزند ہوا

قطعہ

مٹا یا وصل سے مرے آج رنج عریانی
کیا شہید جو تو نے نیاز مند ہوا

بنے ہین صورت دامن یہ زخم دو منہ دار
گلے کا زخم گریبان تیر بند ہوا

حنائی ہاتھہ مین گیسو کو لیکے بولا یار
دم شکار جو گیسو کو اپنے کھول دیا
کوئی فسون نئے چلا آیا اوسکے دم مین مین
جو کھایا زہر تو یاد دہان شیرین مین
کرے غرور نہ طاعت پہ مدوزاہد سے
فسانۂ لب شیرین جو تا فلک پونہچا
اب آگے دیکھیے اے طفل کیا پڑھائی گا
لحد پہ آیا سگ یار نذر کیجیے کیا

یہ میرے وزد حنا کے لیے کمند ہوا
سمند ناز کو اوسکے شکار بند ہوا
پری کیطرح سر شیشے مین آپ بند ہوا
زبان تک آتے ہی آتے مثال قند ہوا
مرے کریم کو عذر گنہ پسند ہوا
یہ کوزہ پشت بہ از کوزہ ہای قند ہوا
الف ابھی سے ترے ناز کا سمند ہوا
اک استخوان تھا سو وہ اوسکے ناپسند ہوا

| ۲۳ | جو روئے ہم تو کرے ٹکڑے استخوانکے وزیر<br>جنون مین سنگ سے یہ چوربند بند ہوا | ۱۹ |
| --- | --- | --- |

حسرت ایجان کہ ہر دلبر سے دل زار جدا
درپے قتل زمین پر وہ ستمگار جدا
چشم سے چشم بنی ہر جو یہ دلدار جدا
ہر یہ الفت مجھے سفاک زجیب وار کیا
اوسکو طاعت پہ غرور اسکو ہے آمرزش پر
تیغ کہسار سے کیا کبک گلا کاٹ ہوا
جو خریدار گیا آپ بکا اے یوسف

مژدہ ہمیوت کہ عیسی سے ہے بیمار جدا
ماہ نو چرخ پہ کھینچے ہوے تلوار جدا
چاہیے تھا رہے بیمار سے بیمار جدا
شکل ابرو نہ جبین سے ہوئی تلوار جدا
کبر زاہد ہے جدا اکبر گنہگار جدا
ابھی سر کتنے کریگی تری رفتار جدا
تیرا بازار جدا یار کا بازار جدا

آگیا باغ مین گل ذکر جو اوس عیسی کا
ہم جدا ہو وے لگے نرگس بیمار جدا

تیری باتونسی جو چھوڑو نہین تجھی کیا ہی عجب
لب سی لب کو ترے کرتی ہی گفتار جدا

ایسا تیر اوسنے لگایا کہ صفت کرنے لگا
دہن زخم جدا اور لب سوفار جدا

اوٹھہ گیا کون کہ ہی گھر مرا ماتم خانہ
اور سیہ پوش ہی یہ سایۂ دیوار جدا

ہی یہ دلچسپ مکان اوسکا پڑی جسپہ نگاہ
صورت دیدۂ روزن نہو زنہار جدا

غل مچایا ہی جو زنجیر و نے ای زندان بان
آج زندان سے ہوا کون گرفتار جدا

وہ صنم چشم سے پتلی کیطرح دور نہین
آنکہ سے ڈوری کی صورت نہین زنار جدا

کچھہ کشش تیغ نے کی اور کچھہ اونسی جلدی
آخر کار ہوا تن سے سر اکبار جدا

یہ بلا وہ ہی کہ سایہ ہے اور ساتھہ ہے
دنکو بھی ہجر کی شب مجھسے نہین یار جدا

سیری آنکھونمین شب و روز پھر آکر ہو تم
چشم بد دور زمانے سے ہی رفتار جدا

وصل کا شوق یہ ہی پہنے مرے کپڑے جو تو
مثل پیراہن گل پھر نہون زنہار جدا

۲۴ — ای وزیر اسپہ ہی اب تحمک تحمی شاہ
کہ محمد سے نہین حیدر کرار جدا — ۱۰

مر ہی جائے جو ہو گیسو سے دل زار جدا
یہ وہ شب ہی نہوا ہس سی کوئی بیمار جدا

یان جدا اشک روان قص مین ان یار جدا
تارے سیار جدا ماہ ہی سیار جدا

مژہ جنبش مین جدا ابرو خمدار جدا
نیزہ بازی ہی جدا چلتی ہی تلوار جدا

تازہ گل روز کھلا کرتے ہین گل کھا کھا کر
یان خزان مین بھی نہین ہین گل بیمار جدا

کسی جانباز کی گردن پہ نظر آئیگی پھر
یار کے دوش سے جسدم ہوئی تلوار جدا

سایہ سان ہم بھی ترے ساتھ تڑپتے جائین
نہون قدمون سے ترے کشتۂ رفتار جدا

تیغ ابرو ہے یہ کچھ زلف نہین ای شانے
اونگلیان چھوتی ہی ہوجائینگی دوچار جدا

حور کا کوئی طلبگار کوئی غلمان کا
یاران دونون سے ہین تیرے طلبگار جدا

ہون مین وہ ہجر نصیب آکے جو ٹھہرون کوئی دم
تیری دیوار سے ہو سایۂ دیوار جدا

بارٹہ بندوق کی ہی قلقل مینا مجھکو
موج می ہجر مین دکھلاتی ہی تلوار جدا

وردلب تذکرۂ خال رہا تادم مرگ
استخوان سے نہین اب زاغ کی منقار جدا

ساتھ لیجاؤن گل داغ فراق گلشن
ہون وہ بلبل نہ پس مرگ ہو گلزار جدا

زخم آئینہ بنین دیکھین جو روے قاتل
بولے طوطی کیطرح مرہم زنگار جدا

جذبۂ شوق شہادت مرا دیکھ ای قاتل
ہوگئی میانسے از خود تری تلوار جدا

مارڈالے یہ ہزارون کو نہ ہو اوس سے گریز
جنبش زلف جدا سانپ کی رفتار جدا

اوسکے گھر جاؤن تو حسد سے مجھے دربان گھورے
آنکھین دکھلانے لگین روزن دیوار جدا

ہے وہ دلچسپ تن یار کہ او تری ہے قبا
تار سے جب تلک اوسکا نہوا تار جدا

۲۵ — حشر کے دن بھی تری زلف ہی اور دست وزیر
اس سلاسل سے نہوگا یہ گنہگار جدا — ۲۵

مرگیا لیکن نہ مین منت کش گردون ہوا
خاک سی پیدا ہوا اور خاک مین مدفون ہوا

ایک بھی مصرع نہ اوسکی وصف مین موزون ہوا
صورت عنقا دہان یار کا مضمون ہوا

اسقدر اوس زلف کا سودا ہمین افزون ہوا
حلقۂ زنجیر ہر اک دیدۂ مجنون ہوا

قد موزون سرو گل وہ عارض گلگون ہوا
آہ قمری مرگئی بلبل کا اوسپر خون ہوا

دامن قاتل نہ چھوڑا جب تلک جیتا رہا
ہو گیا جب قتل دامنگیر میرا خون ہوا

سو جگہ کانٹا ہوئی ہر اک مری انگشت پا
اے جنون خار بیابان کا نہ مین ممنون ہوا

چاندنی مین سایۂ قد دیکھکر بولا وہ شوخ
ایک مصرع تھا یہ مصرع دوسرا موزون ہوا

پنجۂ صیاد واہی لیکن اوڑ سکتا نہین
طائر رنگ حنا بھی طائر مضمون ہوا

صاف بندش ایسی ہی ہر بیت آئینہ بھی
دیکھتے ہی اوسکو گویا طوطی مضمون ہوا

موت سے پہلے ہی مرجا پھر تو بیڑا پار ہے
جسم جب بیجان ہو کشتی اوسے جیحون ہوا

ہنسکے بولا وہ گل تر این گل دیگر شگفت
دانہ گوہر کف رنگین مین جب گلگون ہوا

اپنے گھر مین خوف رسوائی سے دفن اوسنے کیا
حور نے گاڑا مجھے فردوس مین مدفون ہوا

فاتحہ پڑھنے کو جب آیا وہ رشک آفتاب
گنبد مدفن ہمارا گنبد گردون ہوا

گرم رفتاری سے اپنی شمع سان جلتے ہین خار
دامن فانوس گویا دامن ہامون ہوا

ماہ نو مین بنگیا تو ماہ کامل ہو گیا
ضعف مین حسن ترا اوس دن افزون ہوا

پاؤن جب رکھا ہمارے غیرت مہتاب نے
فرش پا انداز رشک اطلس گردون ہوا

یاد قاتل مین فقط آنکھین لہو روتین نہین
جب اوڑا چہرے سے اپنے رنگ سیل خون ہوا

قصر لیلی کا نشان پاتے نہین بیابان مین ہم
سنگ و خشت خانہ کیا صرف سر مجنون ہوا

جانب ابروی قاتل ہے رخ مژگان مدام
یہ کمان وہ ہے کہ جسکا تیر بھی مفتون ہوا

دیکھتی رہی مجکو بس پتھرا گئی چشم رقیب
آج ای تاثیر وحشت مین ترا ممنون ہوا

وصف ابرو مین مہینا بھر فلک نے فکر کی
ایک مصرع ماہ نو کا تب کہین موزون ہوا

ہم سے کاہیدونکو اوس سست نے اوٹھایا اسلیے
آسمان تنکے لگا چننے مگر مجنون ہوا

جو سہی قد تھا جوانی مین ہوا پیری مین خم
یہ وہ مصرع ہی کہ موزون ہو کے ناموزون ہوا

عاشق و معشوق اک ہی خاک سے پیدا ہوے
یہ بھی قسمت ہی کوئی لیلی کوئی مجنون ہوا

۲۶ — ۲۲

یہ ہمین ہین سیکڑون ہی بیتین کہ ڈالین وہ زیر
وصف قد مین ایک مصرع سرو سے موزون ہوا

دم بھی نکلا ساتھ جب انکو ہنسی جاری ہوئی
شہسوار رو چکو خون روان گلگون ہوا

جلوہ گاہ قد موزون دیدہ پرخون ہوا
بحر رنگین مین قیامت مصرع موزون ہوا

اونگلی جب رکھی الف پر شرم سے وہ نون ہوا
تو وہ ہی شاگرد جو استاد سے افزون ہوا

وہ پری ہی دختر رز دیکھکر مجنون ہوا
محتسب کو توڑنا شیشے کا بس افسون ہوا

ہو نہین وہ مجنون اس سے طور ابا ہون ہوا
پھرتے پھرتے صاف شکل آبلہ گردون ہوا

بعد مردن اپنی وحشت کا اثر افزون ہوا
استخوان کھائی سگ لیلی نے جب مجنون ہوا

اپنا ثانی دیکھکر شمشاد کو وہ سرو ناز
ہنسکے بولا کیا تو او مصرع موزون ہوا

اسقدر مین نرم دل ہون چبھکی ٹوٹی ہی جو خار
آبلہ سر ایک شکل دیدہ پرخون ہوا

واہ ری وحشت ہوا جب وحشت کا اپنی گذر
ماہ نو کاٹا ہوا اور آسمان ہامون ہوا

ہر قدم پر ٹھوکرین کھاتا ہی لیکن ساتھ ہی
مثل سایہ سرو قد یار کا مفتون ہوا

| | |
|---|---|
| آسمان ہی واژگون خورشید بھی ہی واژگون | کس نے پھیری آنکھ جو بخت جہان واژون ہوا |
| نکلے ہین دو خال بالائے لب میگون یار | رتبۂ مہ سے دو بالا رتبۂ افیون ہوا |
| وصف چشم مست سی ہی دائرہ ساغر بنا | ساقیا شکل بط مے طائر مضمون ہوا |
| حال اپنی بیقراری کا نہ ٹھیرا بیت مین | طائر رنگ پریدہ طائر مضمون ہوا |
| سرخ موباف اوسنے ڈالا زلف مین ہم مر گئے | دیکھنا اوسکا ہمارے واسطے شبخون ہوا |
| مرکے ہم زیر زمین بھی ساتھ اپنے لے گئے | یہ زر داغ جنون گنجینۂ قارون ہوا |
| چشم وابرو کو بنایا ایک جا استاد نے | صاد کے قابل ہی یہ تحریر اوس سے نون ہوا |
| گل کھلائی ہین مری وحشت نے دیکھا ہی عندلیب | سنگ جو آکر لگا وہ خون سے گلگون ہوا |
| خوبرو محتاج ہرگز غیر کے ہوتی نہین | چادر مہتاب کو مہتاب ہی صابون ہوا |
| آگیا اوس مہوش کے رخ پہ گرمی سے عرق | چشمۂ خورشید مین ظاہر در مکنون ہوا |
| پاؤن پٹی پر بھی ہرگز منہ وہ کھلاتا نہین | گلشن شداد کافر کا رخ گلگون ہوا |

| | | |
|---|---|---|
| ۲۷ | ہو گیا لبریز مے اعجاز ساقی سے وزیر<br>جام خالی مین جو عکس افگن لب میگون ہوا | ۱۵ |

| | |
|---|---|
| خواب مین تجھسے ہمکنار رہا | مین غفلت مین ہوشیار رہا |
| خوش نگاہون سے مجکو کار رہا | تیر بیداد کا شکار رہا |
| طوق زنجیر بھی طفلی مین | عشق تب بھی سگلے کا ہار رہا |
| سبکی نظرون مین ہو گیا مین سبک | خاطر یار ہی پہ بار رہا |

ٹھن گئی جب کہ تو نہ آئیگا — موت کا ہمکو انتظار رہا

گل لالہ ہمارے مدفن پر — دل کے داغون کا یادگار رہا

ہون وہ گریان کہ میری تربت پر — مدتون ابر اشکبار رہا

سر جھکائے رہا سدا گردون — کیا کیا تھا جو شرمسار رہا

فوج طفلان سدا رہی ہمراہ — مین تو وحشت مین باوقار رہا

شعلہ رخسار آئے راتون کو — یون چراغان سر مزار رہا

صورت گرد باد گرد پھرا — ہو کے خاک اوسپہ مین نثار رہا

اوٹھ گیا یار میرے پہلو سے — درد پہلو مین یادگار رہا

چلے ٹھکرا کے میری تربت کو — خاک سے بھی مری غبار رہا

ناز نے دی نہ رخصت آنیکی اوسے — دو قدم جب مرا مزار رہا

۲۸

چشم میگون کا مست تھا جو وزیر
ایک مدت تلک خمار رہا

۲۰

صبح کا عالم ہی رخ مین گیسوؤن مین شام کا — طور ہی پھرنے مین تیرے گردش ایام کا

وصف وہ کرنے لگا چشم بت گلفام کا — گر کبھی غنچہ کوئی چٹکا گل بادام کا

مین نہین گھر مین نشان باقی ہی میرے نام کا — ایجنون مثل نگین عالم ہی میرے بام کا

موت ہی زاہد کو پینا بادۂ گلفام کا — ٹوٹنا پانی سے ثابت ہی سبوی خام کا

روز فرقت نی ہمارے منہ دکھا شام کا — یون پھری ہی ہمسے بھلا ہو گردش ایام کا

پھر تھا محفل سے جانا ساقی گلفام کا
شیشے کیا اوڑا اوڑ گیا مینا بھی زیر جام کا

ساتھ اوسکے مین بھی کھنچ جاتا ہون ضعف سے
سایۂ دیوار ہو جاتا ہی زینہ بام کا

بیقراری دل کی کیا جانے کدھر کو لیگئی
ڈھونڈھتا پھرتا ہی مجکو قافلہ آرام کا

ایکدم جا کر جو بیٹھا پاؤن میرے سو گئے
کوچۂ محبوب ہر گیا ہی مقام آرام کا

ہجر کی شب بھی نہ مجکو بسکہ امید سحر
صبح کے تارے پہ ہوگا تھا چراغ شام کا

زاہدا سب مبتلا ہین اپنے اپنے حال مین
مین سحر جام کا تو نفس نا فرجام کا

اپنا بادامی دوپٹا اک ذرا دکھلا دو تم
دیکھنا تم سے ہے بہ سر پھوڑنا بادام کا

لائی ہر کس دشت مین یارب مجھے سرگشتگی
جستجو مین ہی بگولا گردش ایام کا

ایکدم مین بلبلین ساری تڑپ کر رہ گئین
بارھ کا ڈورا اٹھا کیا صیاد ڈورا دام کا

دیکھ طفلی مین بھی گہوارہ تو کرتا ہوت یاد
چاہیے آغاز مین رکھنا خیال انجام کا

جب خیال سرکشی مین گرتے ہین آنکھون سے اشک
یاد آجاتا ہی ایسا قی چھلکنا جام کا

مانگتا خلعت شہادت کا زبان حال سے
حرف جو لکھتا تو اپنے بسملون کے نام کا

پاس اپنے وہ ستمگر بیٹھنے دے کب مجھے
حرف کاغذ سے اوٹھاتا ہی جو میرے نام کا

قاصدا یہ حال ہے صورت بین حالم سے
ضعف سے مشکل ہی آنا لب تلک پیغام کا

| ۲۹ | اور بھی بدمست کرتا ہی وزیر مست کو<br>قہقہہ شیشون کا ساقی اور چھلکنا جام کا | ۲۵ |
|---|---|---|

ساغر بنا جو ہجر مین گرد ملال کا
شیشہ بھی چاہیے عرق انفعال کا

موے کمر ترا ہے پھندا جو بال کا
پھنس جائے مرغ جان دل نازک خیال کا

سایہ جو پڑ گیا ہی ہمائے جمال کا
لون سلطنت حبش کی ارادہ ہی خال کا

پہر منہ دکھاے مجکو نہ فرقت ملال کا
یارب ہو روز وصل مراد و وصال کا

تصویر کھینچ چکی تو لکھا حشر زیر پا
مانی سے جب کھنچا نہ وہ انداز چال کا

شوخی ہی یہ بھی اوسنے جو مسی لگائی ہی
یعنی دہان تنگ پہ دھوکا ہو خال کا

تلوار کی سی آنچ ہی بتی کے شعلے مین
روغن ہی کیا چراغ مین قاتل کی ڈھال کا

مرتے جیے ہین سنکے یہ ہی طرز گفتگو
مرتی ہی جسپہ خلق وہ انداز چال کا

از بسکہ ہین ترے در دندان سی منفعل
تارون پہ ہی گمان عرق انفعال کا

ہم سب سے پوچھتے ہین نشان دہان یار
ہرگز نہین جواب ہمارے سوال کا

گذری جو کچھ نکہ پہ وہی یان ہی سرگذشت
ہی ایک حال قصہ ماضی و حال کا

وحشت مین یا وجیب ملا کر دیے ہین رنج
ٹکڑے کرونگا آج گریبان ہلال کا

آنکھین مجھے دکھاکے جو دیوانہ کر دیا
پہناؤ طوق حلقۂ چشم غزال کا

کھولی ہی رخ پہ زلف کہ بوسہ نلے کوئی
افعی کو اب کیا ہی نگہبان مال کا

روشن نہو فلک سے کسی شب چراغ ماہ
روغن نہ ہاتھ آئے اگر تیری ڈھال کا

تو ہمکنار ہو تو بنے یہ مہ تمام
آغوش مین ہمارے ہی عالم ہلال کا

رہتی ہی تیرے دانتو نکی جانب نگہ مری
تار نگاہ بنگیا ڈورا خلال کا

ہی ونکو چاندنی کا ترے زخمیونکو خوف
پرتو فگن زمین پہ جو ہی چاند ڈھال کا

پونہچا ہین کیا ہی کہات سی دندان یار تک
کاہیدہ ہو کے بنگیا تنکا خلال کا

غنچے چمن مین جنکے چلی ناز سے نسیم
انداز اوڑا لیا ہے نے تری بول چال کا

ماہ فلک زمین پہ وہ مشہور ہو گیا
شہرہ ہوا بلند جو تیرے جمال کا

برسون زمین شعر مین ہو نہال ہی رہا
مضمون بند ھگیا جو کبھی تیری چال کا

ہم منہ کو دیکھہ دیکھہ کے رہجائین یا نصیب
لوٹے او گالدان مزا اوس و گال کا

جراح میرے زخمون پہ ٹپکائیو ضرور
روغن اگر ملے تجھے قاتل کی ڈھال کا

۳ | برپا ہوا ہی فتنہ محشر جو ای وزیر
کچھہ ذکر آگیا ہی کہین اوسکی چال کا | ۱۶

اپنے محبوب کا کوچہ ہے مسکن اپنا
بلبلو تمکو مبارک رہے گلشن اپنا

شمع سان بسکہ ہر اک داغ ہی روشن اپنا
مثل فانوس ہوا پیرہن تن اپنا

داغ دل گل ہین پریشانی دل ہی سنبل
اگر گلو قابل گلگشت ہی گلشن اپنا

یار کو ایسا چھپائین کہ ہوا بھی نہ لگے
شکل فانوس ہوا اوس شمع کو دامن اپنا

کیون نہ صحرا ہی قیامت ہو یہ دشت وحشت
کم نہین صور سرافیل سے شیون اپنا

ہمتو ای شمع رخو حسن پرست ایسے ہین
صرف فانوس ہوئی بہت جا جو دامن اپنا

یار کو حال ہر اک طرح سنا دیتا ہی
دوست سے کم نہین اپنے لیے دشمن اپنا

اپنی تیغ اپنی ہی قاتل ہی جو ہو اور کی آنکھہ
غیر کے پاس جو ہو دوست ہی دشمن اپنا

خاکسارونکو بھلا چاہیے کیا زینت تن
جامہ خاک ہی بس پیرہن تن اپنا

کھینچی تیغ اوسنی کیا مین نے مقابل دلکو — دوست سے اپنے لڑاتا ہون مین دشمن اپنا

خشک آنسو ہوے پیری مین ہے اب عشق نہین — مثل شبنم نہ رہا صبح کو خرمن اپنا

ہاتھ دکھلا کے یہ بولا وہ مسلمان زادہ — ہوگیا دست نگر اب تو برہمن اپنا

جب وہان جاتا ہون تو صدمے سے مری صورت چشم — بند کر لیتی ہی دیوار بھی روزن اپنا

دیکھنا حسرت دیدار اسے کہتے ہین — پھر گیا منہ تری جانب دم مردن اپنا

پیش ازین بھٹتی تھے سن سنکے دلا پردۂ گوش — اب تو ہونٹون تلک آتا نہین شیون اپنا

۲۱ — آج تک نوح کا طوفان اوسے کہتے ہین وزیر — ایک دن ہمنے نچوڑا تھا جو دامن اپنا — ۲۲

مری وحشت سی عالم محفل مین ہون صحرا کا — ٹپک کر مے کا قطرہ آبلہ ہو پاے مینا کا

ہمین سے واہ تیرے دیکھنے ہی کی تمنا کا — ہوا زنجیر کے حلقونمین عالم چشم بینا کا

قد خم گشتہ نے پونہچا دیا ہی سرکو قدمون پر — گل دستار وحشت ہین بنا گھٹنا کف پا کا

ہوا آتی ہین جانا گذر گلشن مین ایسا کی — ترے ہی دیکھنے والے تھے پہلے تاک کو تاکا

کسی غم سے چشم کا وحشی ہون میخوار ہی پیگر آون — پیالہ ہوے حلقہ دیدۂ آہوے صحرا کا

گلی سے سرخی پان عورت مے جو نظر آئی — ہوا اشک مسکیشونکو گردن ساقی پہ مینا کا

پریشان صورت سنبل ہی حیران شکل آئینہ — کہون کیا حال تیرے گیسو و عارض کے شیدا کا

صراحی وار گردن دیکھکر اوسکی یہ جلتا ہی — برنگ شمع سوزان بزم مین عالم ہی مینا کا

اوڑھا ہین محجبان ہمنے تو اپنے جیب و دامن کی — اجازت دی جنون ٹکڑے کرین دامن بھی صحرا کا

بحر بحر طویل آئی نہ ہرگز چھوٹی بحر وہمین / بڑا مضمون ہی ای چشم تر اشکو نکی دریا کا

بہا ایسا ہی حسن تلووسے اپنے خار چبھ چبھکر / برنگ دامن گل اب جنون دامن ہی صحرا کا

کیا کشتہ مجھے عشق دہان تنگ نے ایسا / دہان زخم تن ہر ایک سوزن کا بنانا کا

بھلا کیا کوئی گل اپنا ہو اس گلشن مین اے بلبل / نہین ہی جب آشنا پاؤن سے کوئی خار صحرا کا

لڑائی بے سبب کرنا بہانا کرکے کچھ ملنا / اوٹھاتی ہین مزا وصلت مین رنجش ہای بیجا کا

مرا صیاد دام زلف کو ہی تاکہ کہولے / شکار اوسکو ہو منظور شاید آج عنقا کا

اب آئی آفتاب اس سم مین تیری ہی جلنا لی / مثلا بان ہی ہنسنہ چرخ مین عالم ہی مینا کا

مری وحشت بھی لف یار سی ہی سلسلہ رکھتی / دھوان زنجیر ہی میرے چراغ داغ سودا کا

کسیکی نرگس مخمور کی ہین ناتوان ساقی / ہماری ہاتھہ مین جا ہی عصا شیشہ ہی صہبا کا

پر عنقا سمین ہین او دہان تنگ عنقا ہی / دہن کے پاس خط نکلا نہین سایہ ہی عنقا کا

ہوا مثل صدف صحرا ہماری شت گردی سے / کرا ہمین گوہر یکدانہ ہی ہر آبلہ پا کا

عجب یہ ابلہ ہمسے کیا ہی رنج و راحت نے / کہ گل آوارہ آشنا سر کا ہی اور کانٹا کف پا کا

تو وہ معجز بیان ہی تجسے عیسی کو نہین نسبت / کہ باتین مُردے دہن کرنا نہین ہی کام عیسی کا

| ۳۲ | وزیر ایسا ہون مین وحشی کرون گر غسل دریا مین<br>بنین زنجیر موجین طوق ہو گرداب دریا کا | ۱۹ |
|---|---|---|

شیفتہ زلف دوتا ہو گیا / خود مین گرفتار بلا ہو گیا

بیٹھے بٹھائے تمھین کیا ہو گیا / اوٹھہ کے چلے حشر بپا ہو گیا

آنکھون سے طوفان بپا ہوگیا
دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہوگیا

ای قد خم گشتہ مرے مرحبا
ایک تھا کہنے کو دوتا ہوگیا

فرش آلہی ہی زمین ای جنون
جان کے مین برہنہ پا ہوگیا

خط مین جو مضمون خط سبز تھا
تیر اکبوتر بھی ہرا ہوگیا

چھوتے ہی وہ زلف مرے روبرو
تجکو جنون باد صبا ہوگیا

ساتھ کسی نے نہ دیا بعد مرگ
ہاتھ جدا پاون جدا ہوگیا

پرتو رخسار بنا آفتاب
نقش قدم ماہ لقا ہوگیا

وصل ہو جب تری شمشیر سے
بند سے بند اپنا جدا ہوگیا

بزم مین کس مست کی ہی آرزو
دست سبو دست دعا ہوگیا

لیکے پونہچ کشتی می ساقیا
اشکون سے طوفان بپا ہوگیا

کھل گئے بس شکوون کے دفتر ہزار
ایک مرا نامہ جو وا ہوگیا

عشق ہوا اور فزون وصل مین
کی جو دوا درد سوا ہوگیا

کیا ہی حسینون کا تصور بندھا
سامنے پریون کا پرا ہوگیا

خوب ہوا تمنے جو چھڑکا نمک
زخم کے کھانے کا مزا ہوگیا

نامہ وہ بھیجا نہ کوئی پڑھ سکا
خط مری قسمت کا لکھا ہوگیا

دولت دیدار لٹاتا ہی یار
آج فقیرون کا بھلا ہوگیا

ہاتھ وزیر اوسکو لگا یا نہین

| ٣٣ | صفت مین انگشت نما ہو گیا | ٩ |
|---|---|---|

آنکھو نمین ترے کیا مین سبکبار ہو گیا
نظرون مین تو لنی کے سزاوار ہو گیا

بوجہ زلف کا مین گرفتار ہو گیا
بیجرم بال بال گنہگار ہو گیا

ہر دم کی تاک جھانک سے بیمار ہو گیا
روزن کو دید کا ترے آزار ہو گیا

آنکھین لڑائین تونے مین بیمار ہو گیا
اچھا ہوا کہ دید کا آزار ہو گیا

رہتی ہے دید چشم تصور سے ہجر مین
نزدیک دوربین سے دلدار ہو گیا

برسات کے دن آئے تو جگنو نکل پڑے
رویا جو مین تو نالہ شرر بار ہو گیا

میٹھی چھری سے تونے بنایا مگر قلم
خامہ دم رقم جو شکربار ہو گیا

مستی مین پای ساقی مینوش پہ گرا
بیہوش کیا ہوا کہ مین ہشیار ہو گیا

کرنے لگا ہے شکوۂ جور و جفا ہے یار
دشمن ہمارے دوست سے بیزار ہو گیا

| ٣٤ | وله | ٩ |
|---|---|---|

ابر کیا گھر گھر کے آیا کھل گیا
بس ثبات بحر دنیا کھل گیا

راز دل کتنا چھپایا کھل گیا
حال اس دولت سرا کا کھل گیا

حسن عارض عارضی تھا کھل گیا
خط کے آتے ہی لفافا کھل گیا

آنکھ سے رومال سرکا بعد مرگ
چشم تر کا آج پردا کھل گیا

تم جو بوسے ہو گیا ثابت دہن
یا تو نہین یا تو نہین عقدا کھل گیا

کٹ گیا سر حل ہوئی مشکل مری
ناخن خنجر سے عقدا کھل گیا

بے زبانی باتین سنوانے لگی
گالیون پہ منہ تمھارا کھل گیا

تھا قلمبند ابھی آزادی کا حال
خط کو جب اوسنے لپیٹا کھل گیا

خط پہ خط لائے جو مرغ نامہ بر
بوسے ان مرغون کا ڈربا کھل گیا

۳۵ — **ولہ** — ۲۴

نیمچہ سر تک پہونچکر تیز تر ہونے لگا
دیکھ او قاتل فسان ویران سر ہونے لگا

حال بیتابی دل پیش نظر ہونے لگا
اشک جو نکلا وہ عینک آنکھ پر ہونے لگا

سوز عشق او نوجوان گرم سفر ہونے لگا
آئی پیری استخوان شمع سحر ہونے لگا

یار کا نخل عداوت بارور ہونے لگا
بڑھ چلی دل مین گرہ پیدا ثمر ہونے لگا

سختی ایام دوری آتی ہے پتھر لیے
کیا مرا نخل تمنا بارور ہونے لگا

دیکھ او گلچین اسے کہتے ہین فرط اتحاد
تو نے توڑے پھول ہین بلبل کے بال و پر ہونے لگا

ہو چلا پانی سے پتلا روے تابان دیکھکر
آفتاب اک کاسۂ شیر سحر ہونے لگا

کیا چمن مین شاد ہو مین بلبل نازک مزاج
گر ہوا بھی چھو گئی بے بال و پر ہونے لگا

ہو گیا بے چین مین دشمن کی بھی فریاد سے
دل نے جب نالہ کیا ٹکڑے جگر ہونے لگا

جرم میخواری پہ جب اشک ندامت بہ چلے
ابر رحمت ساقیا دامان تر ہونے لگا

لن ترانی کی صدا زنجیر در سے آئیگی
گرتے گرتے لامکان بندے کا گھر ہونے لگا

آسمان سمجھا جو دیکھا شب ترا قصر بلند
چاند کا دھوکا چراغ بام پر ہونے لگا

او بت کافر خدائی کا تو اب دعوی نکر
ہو گئی قید مکان جب بلبلین گم ہونے لگا

سخت جانی سی جھڑین چنگاریان ہنگام ذبح — سنگ و آہن ملگئے پیدا شرر ہونے لگا

وصل کی شب دیکھکر انگیا کی چڑیا اڑ گئے — صاف ہمکو شبہ مرغ سحر ہونے لگا

کیون نہ ای شمشاد قد کہیے چمن آرا تجھے — سائے سے ہر ہر قدم پیدا شجر ہونے لگا

کاٹکر سر میرے قاتل کو ہوئی فرصت کہان — خون کا قطرہ جو نکلا بڑھکے سر ہونے لگا

زور عریان ہون اگر دیکھے کوئی عریان تمہین — لاغری سے پیرہن تار نظر ہونے لگا

دیکھ ای بت کیا دیا اللہ نے نعم البدل — گھر سے باہر تو جو نکلا دل میں گھر ہونے لگا

خاک میں ملنے لگا دریا جو آنسو تھم گئے — سوکھکر گرد یتیمی گہر ہونے لگا

وصف کرنا ہی ہمین کسکے طلائی رنگ کا — کلیان کرنیکی خاطر آب زر ہونے لگا

چشم و ابرو سے اشارے کیسے ای ساقی کیے — پنجہ دست سبو ساغر سپر ہونے لگا

بڑھ گئی یاد دہن کم ہو چلا زلفونکا ذکر — آج کل درس مطول مختصر ہونے لگا

جب لگا لکھنے لب جان بخش کی مدحت فرید
موج آب زندگی ہر شعر تر ہونے لگا

٣٦

٣٠

خط سے پنہان عارض شک قمر ہونے لگا — رات اب بڑھنے لگی دن مختصر ہونے لگا

کچھہ خبر ایسی سنی دل بے خبر ہونے لگا — خط کو پرزے دیکھکر ٹکڑے جگر ہونے لگا

کیا ہی لپٹا ہی مرے دست تمنا کی طرح — نون تیری ناف کا سیم کمر ہونے لگا

بھر گیا جب خون مجھ بسمل کا تڑپے اسقدر — تیغ سے جوہر جدا مثل شرر ہونے لگا

جسطرح پتا نکل آتا ہی شاخ سبز سے — ابرو چمکر تیغ قاتل سے سپر ہونے لگا

چاہیے نقل مکان کرنا بہت بیمار ہون
قبر کو کھدنے لگی تیار گھر ہونے لگا

حسرت ای پیری کہ اب چلنے کی تیاری ہوئی
جسم خاکی روح کو گرد سفر ہونے لگا

قد قیامت کا الف ہی میم محشر ہی دہن
اک جہان دو حرف سے زیر و زبر ہونے لگا

بڑھتے بڑھتے ماہ نو جسطرح ہو جاتا ہی بدر
نیمچہ یون دست قاتل مین سپر ہونے لگا

بلبلون نے آنکھ ڈالی ہر رگ گل جانکر
پیکا بلبل چشم کا زیب کمر ہونے لگا

دو ہی باتو مین ہے ہو وہ بد دہن مین بے زبان
قصہ کوتہ رات جو ذکر کمر ہونے لگا

یار اسکو تیری آنکھون پر بھلا آتا نہین
سرمے کا دنبالہ آغوش نظر ہونے لگا

ہو روان ہر ایک عنصر اپنے مرکز کیطرف
پہلی منزل مین جدا ہر ہمسفر ہونے لگا

خندہ دندان نما سے دو ہلال آئے نظر
رات مجکو شبہہ شق القمر ہونے لگا

تجسے لڑکر ہم جو آئے باغ مین ای جنگجو
شاخ پر زخم تیغ ہر پتا تبر ہونے لگا

اب کوئی رستا بھٹکتے ہین ہم ای خضر اجل
جادۂ راہ عدم موے کمر ہونے لگا

سیر کرتے ہین ہر روز گلگشت ریاض کو ہی یا
جیتے جی فردوس مین اپنا گذر ہونے لگا

تنگنای دہر نے تاثیر سی تاثیر کی
روزن دیوار سے کوتاہ گھر ہونے لگا

جب پڑا وحشت مین عکس گوہر ہر آبلہ
ہر قدم نقش قدم درج گہر ہونے لگا

[illegible]

| ٤٣ | ہوگئے تیمور پا سے حرص جب توڑا وزیر<br>ہاتھ اوٹھایا جاہ سے سر پر چنور ہونے لگا | ٣٧ |
|---|---|---|

ساقی سے آج نامہ و پیغام ہوگیا
ساغر چلا روانہ خط جام ہوگیا

افزون ہوا جو کفر تو اسلام ہو گیا
زنار بڑھ کے جامۂ احرام ہو گیا

گردش مین چشم یار کا اب جام ہو گیا
دور پیالۂ گل بادام ہو گیا

کیا بنگیا بگڑ کے مرا خانۂ خراب
اوٹھا جو گرد باد کبھی بام ہو گیا

شیشہ کہان ہر دل کا جو پتھر او کرتے ہو
مدت سے نذر سختی ایام ہو گیا

ہی آب خاک و نار و ہوا مین بھی تفرقہ
اس درجہ اضطراب مین اندام ہو گیا

پونہچایا تا بہ کعبۂ مقصود فقر نے
ترک لباس جامۂ احرام ہو گیا

ابتو رہائی ناخن خنجر کے ہاتھ ہر
لپٹا یہ مرغ دل گرہ دام ہو گیا

پتلا ہوا یہ حال اون آنکھونکی عشق مین
بادام گھل کے روغن بادام ہو گیا

ساغر یہ کسنے گردن مینا پہ رکھدیا
طوق گلوے شیشہ خط جام ہو گیا

دکھلایا جذب عشق نے کیا حسن انقلاب
لکھا کسیکا نام ترا نام ہو گیا

کیا بے نقط سناتا ہی تیرا دہان تنگ
گویا یہ میم کلمۂ دشنام ہو گیا

کرتا ہی مچھلیون کی عوض مہ تیونکو صید
دھاگا ترے ہی خلال کا بھی دام ہو گیا

سچ کہتے ہو کہ مین رگ جان سے قریب ہون
تم روح بنگئے تو مین اندام ہو گیا

طفلی مین بھی لکھی تو الف بے شراب کی
ابجد مرے سبق کو خط جام ہو گیا

کب ہین حریص بحر توکل کے آشنا
موتی کا ایک قطرے ہی مین کام ہو گیا

جب ہاتھ خالی آیا وہ صیاد روئے ہم
کچھ ایسا تار اشک بڑھا دام ہو گیا

سمجھا اشارہ آنکھ کا زاہد پیون شراب
شیشہ نگاہ کم سے ترے جام ہو گیا

| | |
|---|---|
| گمنام مین ہوا جو بڑے آپکے دہن | کم اس نگین کے ساتھ مرا نام ہو گیا |
| راہ خدا مین ترک تعلق نہو سکا | درکار اب بھی جامۂ احرام ہو گیا |

| | | |
|---|---|---|
| ۴۸ | کیا جلد آیا جبر مین دو نقد جان و زر<br>بیک اجل تو قابل انعام ہو گیا | ۲۳ |

| | |
|---|---|
| سوداے عشق بادۂ گلفام ہو گیا | گردن مین طوق عکس خط جام ہو گیا |
| موقوف دور گردش ایام ہو گیا | روز سیاہ زلف سر شام ہو گیا |
| رحمت جو مجکو دی تو ہوا نیکنام یار | آرام دل بنا تو دل آرام ہو گیا |
| مژگان پہ آ گئے ہین مگر اشک گرم | خمخانہ چشم ترکا جو حمام ہو گیا |
| ساقی نے دی شراب تو کوتاہی ہو گئی | شکل دہان شیشہ لب جام ہو گیا |
| طاعت مری سبب ہے اطاعت کا یار کی | مین اسکو پوجتا ہون جو بت رام ہو گیا |
| آنسو بہا تو رشتہ بپا مرغ دل ہوا | دانے سے کی جو نشو و نما دام ہو گیا |
| صیاد اوڑ سکے گا نہ اعضاے بیحسن | خط پھول سے عذار پہ گلدام ہو گیا |
| درد فراق نے ہمین ہارا تو کہتے ہین | کیا ہو گیا وصال جو آرام ہو گیا |
| رتبہ بڑھا یہ آپ کے قصر بلند کا | جھککر فلک کلاہ سر بام ہو گیا |
| ہذیان تپ فراق سے بکنے لگا رقیب | نکلا مرا بخار اوسے سرسام ہو گیا |
| دل شاد ہے تری عرق آلود زلف مین | مچھلی کو موج آب مگر دام ہو گیا |
| اے روح دیکھ صنعت پروردگار کو | مشت غبار جامۂ اندام ہو گیا |

دیکھی کرزک جو مستون کی زاہد بہک گیا
پانی بھر آیا منہ مین مری آشام ہو گیا

اوس گل نے منہ لگایا تو بوسی کیواسطے
شکل دہان غنچہ لب جام ہو گیا

کیا کیا غبار لیکے چلے سوی کعبہ ہم
اک گرد پوش جامۂ احرام ہو گیا

آنسو جو پی گیا تری آنکھونکی یاد مین
لذت مین صاف شیرۂ بادام ہو گیا

دل ہی تو اونکو دور ہین بیٹھے ہین گو قریب
جور و بر دشمن ہوا پیغام ہو گیا

دلکو کیا گداز محبت کی آگ نے
پختہ ہوا سبو جو مرا خام ہو گیا

پیری مین او جوان ہوئی امید قطع
تار نگاہ ٹوٹ چلا خام ہو گیا

جلتی ہی کفر و دین کی شراب و آتشہ
کیا جانے کون ساقی گلفام ہو گیا

سیکھ آب و نار و خاک و ہوا سی ملاپ تو
اک دل جو چار ہو گئے اندام ہو گیا

| ۹ | یا شاہ انبیا ترے در کا فقیر ہون<br>مشہور گو وزیر مرا نام ہو گیا | ۳۹ |
|---|---|---|

نہین گشتہ ہی یہ میدان بلا
مددا ہی خضر بیابان بلا

مستعد زلف مری رنج پہ ہی
ہی مہیا سر و سامان بلا

مر گیا گیسو پر پیچ مین دل
چھٹ گیا قیدی زندان بلا

ہار پھولونکے ہین چوٹی مین عیان
کیا ہی پھولا ہی گلستان بلا

بولے بکھرا کے وہ زلفین اپنی
ہم ہوے سلسلہ جنبان بلا

اونچی چوٹی ہی غضب ای یم حسن
کیا ہی اوٹھا ہی یہ طوفان بلا

کان کی لو تری زلفون مین نہین — ہی چراغ تہِ دامان بلا

گرمیِ رخ سے عرق ریز ہی زلف — ہی گہربار یہ نیسان بلا

دل مرے سینے مین ہی محو مژہ — ہی یہی شیر نیستان بلا

۴۰ — **وله** — ۳۱

گردش مین ہی داغ دل بیتاب کا چھالا — گرداب بنا چشمۂ سیماب کا چھالا

چھٹ جاتا ہی زخم دل بیتاب کے چھالا — رکھتا ہی اثرات کو سرخاب کا چھالا

تابندہ ہی داغ دل بیتاب کا چھالا — ہمتاب ہی خورشید جہانتاب کا چھالا

بیتاب ہی داغ دل بیتاب کا چھالا — اک شعلۂ جوالہ ہی تیزاب کا چھالا

چکر مین ہی زخم دل بیتاب کا چھالا — کیا رکھدیا جراح نے گرداب کا چھالا

خورشید جہان سوز قیامت نکل آیا — لو بہٹ گیا داغ دل بیتاب کا چھالا

گلکاریان کی ہین تہ زر داغ جنون نے — بہولام کا چھالا ہی نہ کمخاب کا چھالا

پرتو ترے عارض کا چمن مین دم گلگشت — ہی داغ دل لالۂ شاداب کا چھالا

قاتل کی صفت کرتی رہینگے دہن زخم — کچھ مہر خموشی نہین تیزاب کا چھالا

او چرخ ستمگر ہی بڑا داغ جدائی — چھوٹا ہی بہت چادر مہتاب کا چھالا

پھوڑے کیطرح پھوٹ بہین اور بھی انکھین — رومال ہوا ہی انھین تیزاب کا چھالا

ساقی تو مرے زخم کے انگور پہ رکھدے — اس شیشۂ مینائے مے ناب کا چھالا

وہ زخم لگا ہی کہ دکھائی نہین دیتا — درکار ہوا مرہم نایاب کا چھالا

چار آنکھیں ہوئیں زخم جدائی ہوا اچھا
پردہ ہے بیان دیدۂ احباب کا پھاہا

خورشید قیامت یہی مشہور ہوا ہے
او ترا ہوا داغ دل بیتاب کا پھاہا

چھپ چھپ گیا خورشید گریبان سحر مین
جب ہٹ گیا داغ دل بیتاب کا پھاہا

دکھلاتا ہے رہ رہ کی چمک داغ جگر پہ
مہتاب ہے کیا کرمک شبتاب کا پھاہا

تیغا کیا ظالم نے در زخم جگر کو
جراح نے رکھا نہین تیزاب کا پھاہا

داغ دل سوزان ہے چراغ شب ہجران
رکھدو پر پروانۂ بیتاب کا پھاہا

قطعہ

اوتری ہی جو مرے زخم سی تو لی اوڑہی بلبلا
ہم رنگ ہے برگ گل شاداب کا پھاہا

دیکھا تھا یہ خواب وسکی نگہ نے کیا زخمی
اور حلقہ ہوا گیسوی پرتاب کا پھاہا

حسرت ہے کہ پھر طالع بیدار سلادے
پھر زخم سے لگے پھر وہ ملے خواب کا پھاہا

گلتکیے کو اوسکے دل مجروح پہ رکھدو
خورشید نے بھیجا ہے مجھے مہتاب کا پھاہا

ہر روزن در زخم ہوا تیغ نگہ سے
اب چھانٹ کے رکھدیجیے جلباب کا پھاہا

تیار ہوا سینۂ مجروح کا محضر
لو مہر شہادت ہوا تیزاب کا پھاہا

کیا زخم کے کوچے مین ہے نقش قدم ہر
اوٹھتا نہین جراح سے تیزاب کا پھاہا

مجروح ہوا ہون طلب بوسۂ لب مین
رکھدے کوئی برگ گل عناب کا پھاہا

زخم دل وحشی پہ گریبان کیطرح سے
سو ٹکڑے ہوا رکھتے ہی تیزاب کا پھاہا

قاتل ترے مجروح کی نیند اور اوڑا دی
پردا اوٹھا گر دیدۂ بیخواب کا پھاہا

جا پہونچے اگر سینۂ گردون پہ تڑپکر
سیارہ ہو داغ دل بیتاب کا پھاہا

| ۲۳ | آئین نہ وزیر اوسکو نظر رحم دل زار<br>بنجائے اگر آنکھ بھی تیزاب کا پھاہا | ۲۱ |
| --- | --- | --- |

جو بہر صلح بھی وہ ترک جنگجو آیا
بڑھا یہ تیغ کا پانی کہ تا گلو آیا

بیان ابرو قاتل سے منہ پہ پانی تیغ
جو بیٹھے پیچھے کہا تھا وہ روبرو آیا

ہمیشہ گریہ و زاری رہی کہ خونباری
جو اشک تھم گئے تو آنکھ سے لہو آیا

نماز شکر پڑھی کعبے کو سلام کیا
جو حکم سجدے کا عاشق کو چارسو آیا

اگر زمین کی پوچھی فلک کی اونچ کہی
یہ اونکا آدمی اچھا فرشتہ خو آیا

سما گئی مرے سینے مین مثل دل شیشہ
تمہارے محتسبو ہاتھ کیا کدو آیا

وہ حال پوچھتے ہین مین خموش ہون دم نزع
زبان جو بند ہوی وقت گفتگو آیا

زبان کٹ گئی دانتون سے ملگئی تعزیر
کبھی جو لب پہ مرے حرف آرزو آیا

گمان ہوا یہ مجھے چاند دھوپ مین نکلا
جو زرد کپڑے پہن کر وہ ماہرو آیا

پلا کے شیر سلاتی ہی طفل کو دایہ
دلیل خواب اجل ہی سفید مو آیا

غضب سے دیکھا جو پھیلائی مینے پیاس رہاتھ
خدنگ جانب آغوش آرزو آیا

جفائین کیسی وفاؤن کے ذکر پر بگڑے
غضب ہوا کہ عتاب بہانہ جو آیا

ہین احتیاج مین بے احتیاج عالی قدر
کہ چاک جیب سحر کب پئے رفو آیا

ہوی درختون مین گلبرگ ساری پتے سبز
چمن مین جب وہ گلستان رنگ و بو آیا

سفید ضعف سے کیا ہوگیا تن پر گرد
ہوا لباس جو میلا تو رخت شو آیا

جو ہمکو خواب مین دیکھا رخ قیامت زا
سحر کو آتے ہی حشر روبرو آیا

نہ تھی شراب کہ پیدا ہوا مرا دل مست
پیالہ بھی نہ بنا تھا کہ یہ سبو آیا

خدائی جسمونکو جانین عطا جو کین اسی بت
بجای روح ہمارے بدنمین تو آیا

جلایا طور کو جسنے وہی گری بجلی
کدھر سے شعلۂ آواز گفتگو آیا

دیے ہین چرخ نے چکر کہ چرخ پوچھا ہی
تماشا دیکھنے مہر او ماہ رو آیا

نہ ہمکو ہاتھ مین دل لو مرا سمجھ آنکھہ دکھا
مزا ہمین ہی اگر جام بے سبو آیا

نہائی خون مین ہم ہاتھ جان سے دھوئے
یہ غسل آیا ہمین اور یہ وضو آیا

| ۹ | وزیر تا در بتخانہ قبلہ رو آیا | برہمنو جو بھی کفر تازہ ہی | ۴۲ |
|---|---|---|---|

خط سیہ کی کانٹون کا اک ڈھیر ہو گیا
غمزہ تجھے سیف فن ہیر ہو گیا

وہ چشم مجکو مار کے خونخوار بن گئی
آہو شکار کر کے مجھے شیر ہو گیا

زلفون نے دلکو چھین لیا رخ کی دید مین
لوٹا ہی دن دہاڑے یہ اندھیر ہو گیا

بڑھ جائیگی جفا بھی ہوا نوجوان وہ طفل
نیمچہ ستم ہو آشمشیر ہو گیا

یہ کہکر جو آستین سے پونچھا ہی کوس تک
ای اشک کوس بھر کا تجھے پھیر ہو گیا

آنسو نکل نکل کے جو مژگان پہ تھم رہے
دریا کنارے موتیون کا ڈھیر ہو گیا

جھک کر ملے جو سب سے تو مرنے لگا جہان
قد کو جو خم کیا خم شمشیر ہو گیا

بلبل چمن مین گل کی روش بس خموش ہے
مجھہ بینوا فقیر کا یان ڈھیر ہو گیا

درگاہ خواجہ کی ہی یہ روضہ وزیر کا

کب دیا انگور نے شیشہ شراب پاک کا — نام ہی دھوکے کی ٹٹی دار بست تاک کا

ظلم ابھی تو دیکھنا ہی گردش افلاک کا — منتظر ہی شیشۂ ساعت مری ہی خاک کا

قتل کو کافی ہی خنجر ناخن سفاک کا — جسم لاغر ہی مرا بس ایک چٹکی خاک کا

کب گوارا ہی پہننا ململجی پوشاک کا — ہو گئے ڈھیلا ضعف سے اور ہی جا چاک کا

دور ہو دل سے الم اس ململجی پوشاک کا — خوب ہو جائی سفید اہی ضعف جا چاک کا

اہی خاطر شیشۂ انگور سے ٹپکی شراب — چاہیے بوتل بنے سایہ سمٹ کر تاک کا

آب خجلت مین نہائے دیکھکر تجکو سیر — ہاتھ مین دستانہ کیسہ بنگیا دلاک کا

آفتاب جام مے نکلا تو اوس مہ کے لیے — بنگیا سورج مکھی ہر ایک پتا تاک کا

یہ قبا ہاتھ آئے تو کر دیجیے ترک لباس — عیب پوشی ہی کہین تہ ہر کلم پوشاک کا

کون ساقی ہی مے غم سے جو ہوتا ہی سرو — ہاتھ مین کس کے ہی ساغر گردش افلاک کا

غیر سے ہنسکر جھکایا یار نے خجلت سے سر — زہر خندہ نے اثر پیدا کیا تریاک کا

دامن زین سے لپٹ کر ہنسے وہ فریاد کی — ہو گیا ٹکڑے گریبان حلقۂ فتراک کا

کہربا بنکر کریگا جذب میرا رنگ زرد — دیکھیے وان کسطرح ٹھہریگا تنکا ناک کا

پوچھ لینے لگے راہ وحشی کوچۂ زنجیر کی — ہر بگولا خضر ہی صحرائی وحشتناک کا

جسم کو جنبش نہین ہوتی ہی بے تحریک روح — پاؤن سے رکب کے چلتا ہی یہ مرکب خاک کا

زہر کھاتین گل چمن مین خال جانان دیکھکر — داغ مین لالے کی پیدا ہوا اثر تریاک کا

۴۴

ای وزیر اونکا دہن ہی چشمۂ آب حیات
موج آب زندگانی نام ہی مسواک کا

۵

یہ روی بزم مین جام شراب ڈوب گیا
نہان جو مہ جو ہوا آفتاب ڈوب گیا

لگایا غوطہ جو اوس مہروش نے دریا مین
تو لوگ کہنے لگے آفتاب ڈوب گیا

بڑھا یہ بارش ابر مژہ سے سیل سرشک
کہ خیمۂ فلک کے طناب ڈوب گیا

تمہاری آتش رخسار نے یہ گرمی کی
کہ مین پسینے مین ابکی جناب ڈوب گیا

چھپایا جام جو ساقی نے گر پڑے سر اشک
ستارے آئے نکل آفتاب ڈوب گیا

ولہ

صدمۂ شب فرقت کا اوٹھانا نہین اچھا
ای بیخبری آپ مین آنا نہین اچھا

وحشی ہون نہ تصویر بھی لے راہ بیابان
مانی سے کہو پاؤن بنانا نہین اچھا

آمادہ نہون پھر کہین توبہ شکنی پہ
قلقل کی صدا مجکو سنانا نہین اچھا

تعریف پہ شیرین کی عبث ہوئی تھو کرو کے
تم نیک سہی یار زمانا نہین اچھا

ولہ

فہم کیا ادراک کا سمجھے جو شان مصطفی
ہی خداوند دو عالم رتبہ دان مصطفی

خضر و عیسی کو ابھی مرجانے کا ہو اشتیاق
گر کرے زندہ لب معجز بیان مصطفی

ہر سحر جاروب دیتا ہی پرون سی جبرئیل
سجدہ گاہ قدسیان ہی آستان مصطفی

ولہ

برنگ شمع ہوا کٹ کے میرا سر پیدا
وہ نخل ہون کہ خزان مین کیا ثمر پیدا

پلا ہون دامن صحرای بیقراری مین
ہوا ہون طائر بسمل کے زیر پر پیدا

## ولہ

میکشی پر مستعد ای بت جو تو ہو جای گا
سنگ بھی قالب تہی کر کے سبو ہو جای گا

وحشیونکے زخم کا جراح کیا جانے علاج
زخم چاک جیب کو مرہم رفو ہو جای گا

ولہ

حسن یوسف سی فزون تر ہی رسول اللہ کا
ہی وہ نور چشم یعقوب اور یہ نور اللہ کا

ولہ

نہین غم زاہدان خشک کو خورشید محشر کا
سلامت ہی اگر سایہ ہمارے دامن تر کا

ولہ

خون میرا دیکھتے ہی سہم کر قاتل گرا
پیشتر گرنے سی اوسکے کیون نہ مین بسمل گرا

ولہ

چھپ گیا دوستی کے پردے مین
دشمن جان نے کیا حجاب کیا

جا لگے گور کے کنارے ہم
کوچ کی ٹھہری یا تراب کیا

ولہ

ہوا جب دل شکستہ پھر صفائی غیر ممکن ہی
گرہ پڑ جاتی ہی جسوقت دھاگا توڑ کر جوڑا

ولہ

جلادیا نہو گلشن مین آتش گل نے
دھوان سا آج جو بلبل کے آشیانسے اوٹھا

## ٤٥ ردیف بای موحدہ ١٤

بات کا اپنی نہ جب پایا جواب
ہم یہ سمجھے وہ دہن ہی لاجواب

باتین سنو آئین لب خاموش نے
ورنہ ہم دیتے اوسے کیا کیا جواب

بے نشان ہی وہ کمر مشکل دہن
کون سی شی ہی نہین جسکا جواب

سادہ کاغذ بھیجا نامے کی عوض
وان سے آیا بھی تو صاف آیا جواب

پوچھتا گر اوس کمر کا مین نشان
غیب سے ملتا مجھے اسکا جواب

تم جو کچھ کہتے زبان تیغ سے
مین دہان زخم سے دیتا جواب

آج مجھ سے بات اگر کرتے نہین
دینگے یہ بت کل خدا کو کیا جواب

بے دہن وہ ہی تو مین ہون بے زبان
یار کی صورت ہون مین بھی لاجواب

کہکے اک مصرع موزون رہ گیا
ہو سکا کب بیت ابرو کا جواب

بات سیدھی کی جو تھا مذکور قد
ذکر ابرو مین دیا ٹیڑھا جواب

کیجیے کیا بات اس کج طبع سے
دیگا چرخ واژگون اولٹا جواب

باتین کرتا ہی جو پردہ چھوڑکر
مجکو دیتا ہی وہ در پردہ جواب

آگیا ای وای پیغام اجل
پر نہ قاصد لیکے کچھ آیا جواب

۴۶

سنکے بیتین میری حاسد چپ رہے
ای وزیر اپنا سخن ہی لاجواب

۱۲

آئے ہو ہمپہ کرنے کو بیداد یا نصیب
بھولے ہو انکو تو نہین کیا یاد یا نصیب

کتنے اسیر ذبح ہوے کتنے چھٹ گئے
ہمسے رہا تغافل صیاد یا نصیب

تصویر بھی نہ کھینچ سکی مجھ ناتوان کی
گر گر پڑا ہی خامہ بہزاد یا نصیب

تیرین چمن مین ہمتو کسی سرو کے بغیر
دیکھین وصال قمری شمشاد یا نصیب

قسمت یہ اپنی اپنی تجھے خندہ لب کیا
ہمکو عطا کیے لب فریاد یا نصیب

ایذائین وقت ذبح بھی کیا کیا نہین ہوئین
رک رک گیا ہی خنجر فولاد یا نصیب

دیکھا جو مجکو کہتے ہین حسرت سے خوبرو
ہم آدمی ہون اور یہ برباد یا نصیب

باقی رہا تھا جیب سو ٹکڑے اوڑا دیا
دست جنون نے خوب کی امداد یا نصیب

تا مرتے دم بھی حسرت دیدار ہی رہی ‏— کرتا ہی بند آنکھون کو جلاد یا نصیب

دل یار سے لگاتے ہی نظرون سے گر گئے ‏— کیا اپنے عشق کی ہی یہ افتاد یا نصیب

بھولی نہین اجل کسی عاشق کو ہجر مین ‏— پر اوسکو اک ہمین نہ ہے یاد یا نصیب

۴۷ ‏— واقف کیطرح ہجر مین تڑپے نہ کیون وزیر ‏— ۹
وصل کو اتفاق نہ افتاد یا نصیب

کسکی شمع رخ سے ہی روشن چراغ آفتاب ‏— ان دنون کچھ آسمان پر ہی دماغ آفتاب

گر کہون مین راتکو کسجا ملوگے تو کہے ‏— ہی وہ نادان جسکو جو پوچھے سراغ آفتاب

شمع روی یار سے اوٹھے جو فانوس نقاب ‏— مثل شمع صبح بجھ جائے چراغ آفتاب

ہون وہ میکش ساقی گردون سے لیتا ہون جام ‏— ساغر مہ آلودن کو ایاغ آفتاب

چین گیسو سے ذرا دکھلادی عارض کی چمک ‏— یہ وہ شب ہی جسمین روشن ہو چراغ آفتاب

سیر کرتا ہی دل پر داغ کی وہ رشک مہر ‏— ہی بجا کہیے اگر اب اسکو باغ آفتاب

دانت تارے ہین مسی ہی رات پیشانی ہی صبح ‏— قد ہی شمع ماہتاب اور رخ چراغ آفتاب

خط کے بیچ سے نکل آئے ہین لب یون رخسار صاف ‏— ہو گہن کی قید سے جیسے فراغ آفتاب

آسمان کو بھی ہی کیا عشق رخ جانان وزیر
دل کے داغون کیطرح روشن ہی داغ آفتاب

کریگا دیدہ سے قطع نظر خواب ‏— تمنا وصل کی اور اسقدر خواب

شب فرقت کرے عزم سفر خواب ‏— مری آنکھون نے لے پائی نظر خواب

۴۰ | ردیف بای فارسی | ۱۴

عبث چھوا ترے گیسوی عنبرین کا سانپ — ہوا ہی ہاتھ مرا میری آستین کا سانپ

چمن مین دیکھ کے زلف سیہ ہوا نادم — سفید ہو گیا ایجان یاسمین کا سانپ

دل فگار جو نالے کرے دکھای وہ زلف — صدای نے کی طرف آئے ہو کمین کا سانپ

کریگی پرورش زلف صبح عارض یار — پیے کا شیر سحر تیرے جبین کا سانپ

نہین ہی روی عرقناک پر وہ مشکین زلف — یہ اوس چاٹنے نکلا ہی ملک چین کا سانپ

خیال زلف مین رو کر جو اشک پونچھے ہین — ہی آستین کا ہر اک تار آستین کا سانپ

تمھاری آینہ رخ پہ زلف مشکین ہی — حلب مین رہنے لگا اب تو ملک چین کا سانپ

کہونگا دیکھ کے مین جب تری زلف مین در گوش — اگل رہا ہی یہ من زلف عنبرین کا سانپ

جو کھل گیا کبھی مو باف تو نظر آئے گا — ابھی ہی کیچلی مین جعد عنبرین کا سانپ

دبا کے ہونٹون مین گیسو کو تا سر کو بلے — بجای شیر یہ عادی ہی انگبین کا سانپ

کہا جو ہنسکے نہین دونگا بوسہ کاکل — تو موج خندہ لب بن گئے نہین کا سانپ

اوٹھا کے اب گل عارض سے زلف ہاتھ مین لے — چڑھا دو شاخ گل تر پہ یاسمین کا سانپ

تمھارا گیسو انکار بڑھ کے نہی ہو — طلسم حسن بنا دی نہین نہین کا سانپ

وزیر نیکونکی صحبت سے بد بھی ہوتے ہین نیک
کسیکو کاٹے نہ زنہار یاسمین کا سانپ

افزون کہین ہین حسن مین شمس و قمر سے آپ — آئینہ لیکے دیکھیے میری نظر سے آپ

| ۱۳ | ردیف تای فوقانی | ۴۹ |
|---|---|---|

دیکھین گر سرو قد یار درخت
گرین قدمون پہ سایہ وار درخت

سنگ کھاتے ہین بار بار درخت
اپنے پھل سے ہین زیر بار درخت

کب ہین مانند قد یار درخت
ہین شگوفون سے داغدار درخت

عشق پیچان کیطرح لپٹو ہین
دیکھون گر مثل قد یار درخت

داغ کھا کر نہ ہم نے پھل پایا
گل کھلا کر نہ لایا بار درخت

زلف مشکین کو کھول دے او سرو
تا کہون ہے یہ مشکبار درخت

وہ شجر ہے ترے نگینے میں
سیکڑون جسپہ ہون نثار درخت

وہ غمین ہون کہ بعد مرگ بنے
نخل ماتم سر مزار درخت

پھل جو ہے مجکو پھل ہے برچھی کا
ہجر مین ہین مثال دار درخت

کیون یہ پتھر لگاتے ہین لڑکے
اے جنون کیا ہون بار دار درخت

سرو صدقے مین ہو گیا آزاد
دیکھین اب کون ہو نثار درخت

چشم بد دور آنکھین ہین بادام
ہے قد یار میوہ دار درخت

شاخ شعلہ ہو پھول انگارے
جلین دیکھین جو قد یار درخت

| ۵ | ولہ | ۵۰ |
|---|---|---|

زبانکو وصل کی شب گفتگو کی کب ملی فرصت
ہجوم بوسہ لبنے ندی اک باتکی فرصت

قد آدم تری تعظیم کرتی اوٹھ کے خاک اپنی
پس مردن جو دیتی ناتوانی ہی ذری فرصت

بنی غربال بہر بازی طفلان مری گل کی / فلک نے خاک چھنوائی نہ مرنے پر بھی دی فرصت

مدام کاروان ہوش گم ہون مثل یوسف مین / نہین ملتی ہی مجکو ایکدم بھی بیخودی فرصت

نہین ذوق گلوگیری گریبان پھٹ چکا ہی اپنا / ہوئی بیکار اب دست جنون کو ہو گئی فرصت

| ۵۱ | ولہ | ۵ |
|---|---|---|

تنگی دہن سے ہی اڑی بات / چھوٹا سا ہی منہ ترا بڑی بات

کیا چرب زبان وہ شعلہ رو ہی / لب تک آکر پھسل پڑی بات

مطلب پہ اگر زبان دو تم / ہو منہ سے ابھی نکل کھڑی بات

دل شیشۂ ساعت اپنا بن جائے / ساقی نکرے جو دو گھڑی بات

ہین پیٹ کے ہلکے وہ صدف سان / موتی کی طرح نکل پڑی بات

ولہ

فصد لے اپنی ہی زاہد کسکو سودائی بہشت / ہم بہ نیک بلغ دے ڈالین جو ہاتھ آئی بہشت

جاؤن دوزخ کو نہ لون احسان دربان بہشت / ولہ / کچھ جہنم کا نہین مالک ہی رضوان بہشت

| ۵۲ | ردیف ثای مثلثہ | ۱۹ |
|---|---|---|

بھولے تم حرف وفا کیا باعث / ہاے خط بھی نہ لکھا کیا باعث

زلف کو مشک کہا کیا باعث / ہوئی ہمسے یہ خطا کیا باعث

کس مسلمان کو بت قتل کیا / کرتے ہو شکر خدا کیا باعث

ہی خدا آلو رگ جان سے بھی قریب / کیون وہ بت دور رہا کیا باعث

یار کیا تیغ بکف پھرتا ہی / سر مرا پھرنے لگا کیا باعث

یان تو پیغام اجل آپونہچا / وان سے قاصد نہ پھرا کیا باعث

کھول دی زلف سیہ کیا اوسنے / دن شب تار ہوا کیا باعث

بوسۂ خال ذقن مانگا تھا / داغ دل تونے دیا کیا باعث

کیا پڑھا یا اوسے کچھ غیر دنی نے / خط ہمارا نہ پڑھا کیا باعث

عشق مین کیون ہر مجھے ننگ سے عار / اوٹھہ گئی شرم وحیا کیا باعث

کھل گئے ہنسنے مین کیا دانت اوسکے / گر پڑی برق بلا کیا باعث

سرمۂ آسا ہون سیہ بختی سے / پھر مین نظرون سے گرا کیا باعث

اے جنون دشت مین کانٹون نے مجھے / پاون پڑ پڑ کے رکھا کیا باعث

کسکو اب بھیجیے گا نظرون مین / سرمہ آنکھون مین دیا کیا باعث

جب کیے نالے زمین کانپ اوٹھی / آسمان گر نہ پڑا کیا باعث

| ۵۲ | ردیف جیم عربی | ۲۰ |
|---|---|---|

ہوا کیا دل مین خون آرزو آج / کہ خون آلودہ ہی اے اشک تو آج

ہوی قاتل سے بیڈھب گفتگو آج / کرون زخم دہن کو مین رفو آج

بتون کو امتحان اپنا ہی منظور / خدا رکھلے ہماری آبرو آج

مرا سر دار مین لٹکا کے خوش ہی / ثمر لایا ہی نخل آرزو آج

لہو مین اشک خون نہلا رہی ہین / لیا کیون نام قاتل بے وضو آج

| | |
|---|---|
| جو کچھ ہونا ہی فردا سے قیامت | دکھا دے دو قدم بس چلکے تو آج |
| دہان زخم کو سینا نہ تھا ہاے | ہوی قاتل سے قطع گفتگو آج |
| مرین ہم یار کے جانے سے پہلے | اجل رکھلے ہماری آبرو آج |
| گلے کاٹے ہزارون عاشقون نے | ہوے نادم دکھا کر وہ گلو آج |
| جدائی ہو گئی ای دوست تجھسے | بر آئی دشمنون کی آرزو آج |
| پوہنچ جانے مرا سر پاے خم تک | ذرا کر دستگیری ای سبو آج |
| تڑپتا ہون مین درد استخوان سے | خبر لیناسگ دلدار تو آج |
| تجھے دیکھا ہوے گل پانی پانی | گلستان مین ہی طرفہ آبجو آج |
| یہ کس کافر نے ابرو کو دکھایا | نہین قبلہ نما تک قبلہ رو آج |
| حنائی پاؤن سے کس گل نے روندا | ہی اپنی خاک مین مہندی کی بو آج |
| زبان تیغ سے پوچھا تو ہوتا | زیادہ گل سے ہی ورد گلو آج |
| نہ بچھون گا جو فردا سے قیامت | دکھاتی ہی شب فرقت وہ تو آج |
| ترے کوچے کی شاید راہ بھولی | صبا پھرتی ہی مضطر کو بکو آج |
| اوسے ای بیخودی کل ڈھونڈھ لینگے | پڑی ہی ہمسکو اپنی جستجو آج |

| | | |
|---|---|---|
| ۵۴ | وزیر ایسے ہو کیون خاموش بیٹھے<br>ہوی موقوف کس سے گفتگو آج | ۸ |

| | |
|---|---|
| دل اوٹھاتا ہی مزہ دید لب یار کا آج | نشا ہی اسکو مے شربت دیدار کا آج |

آمد آمد ہی مرے رشک قمر کی شاید
رنگ اوڑا جاتا ہی کیون روئے شب تار کا آج

بیڑیان پاؤن پڑین طوق گلے سے لپٹا
ایجنون کچھ تو بتا کیا ہی سبب پیار کا آج

باغ کو جاتے ہیگا ابر سیہ مست اوٹھا
پیش خیمہ تو روانہ ہوا سرکار کا آج

ہین جوانان چمن باغ کی دیوار پہ
لے اوڑا حسن کرشمہ گلزار کا آج

صاف ہم تاڑ گئے وصل کی ٹھہری ہی گی
خواب مشتاق ہوا دیدۂ بیدار کا آج

شب فرقت کے تو آنے کا نہین خوف ہمے
کیون لوٹ آ نہین سایہ مری دیوار کا آج

سکہ ہر زخم بنا درہم دل پر اے ترک
ملک دل پر ہو قبضہ تری تلوار کا آج

## ۵۵ | ردیف حای مہملہ | ۲۳

زندہ درگور اب تو ہم ہی بے تیرے آرام روح
بنگیا ہی قالب خشت لحد اندام روح

کیا ہی صورت آیا ترے آنے سے ای آرام روح
اب نہین وہ رنج دل وہ درد جگر آلام روح

کس ہنر سے جاتی ہی یا دلبر شیرین حیات
بیٹھی لوٹی چل با ہی توسن خوش گام روح

یہ صفائی یہ لطافت ہی کہان آئینے مین
ہی عیان تیری لباس جسم سے اندام روح

غیر ساعد جسکو کہتے ہین وہ ہی عاشق کی جان
ہی نیام آستین یار مین صمصام روح

جسم انسان وہ بنا آفت ملک مرنے لگے
چار جو ہر ایک ہو کر بنگئے صمصام روح

رشتے کا آزار ہوگا گر اسیر کا ہی دو ق
جسم ہی کر لے گا وہ صیاد پیدا دام روح

اب خط صیاد کیون وہ کھلا رہا ہی باغ سبز
یہ تن ہی داغ اپنا بنگیا گلدام روح

ہو گئی بے آب جب تونے لگائی دل پہ تیغ
دیکھو سفاک خنجر اپنا یہ جام روح

جسم سے نکلی تو پہنچی کعبۂ مقصود تک
دو ہی دن میں نوجوانی رنگ پیری لا گئی
تیرے رہنے کے لیے جان نے کیا قالب تہی
جو نہی ہے جان ہر کروں اشاروں سے بیاں
لو تن خاکی کو آب خشک نے تر کر دیا
بلبل گلزار جنت ہو رہا کب دیکھیے
سوز غم سے آب و خاک و باد ہیں آتش مزاج
طائر جاں بھی ہے اف مرغ رشتہ بر پا ہو گیا
جسم سے حسرت نے پیدا کی نکلجانے کی راہ
کوئی تو جان جہاں ہمانسرے دلمیں ہے
ہو بگڑنا ان حسینان جہاں کا اک بناؤ
صدمۂ موج نفس سے ٹکڑے ٹکڑے دل ہوا
اب کہاں وہ سیر جنت وہ فلک پرواز یاں

بے لباسی ننگی ہی جامۂ احرام روح
اے جہاں جسم اک دن صبح ہو گی شام روح
ہے برنگ سایہ پیدا جسم سے اندام روح
بے دہن سے بے زباں ہو کر کہوں پیغام روح
گر پڑا تلوار کے پانی سے قطرہ خام روح
موج بو ہی گل ہوئی اس باغ میں گلفام روح
چار عنصر کا بنا جو مکھ چراغ خام روح
جسم فرط لاغری سے بن گیا ہے نام روح
اب تو تشنہ ہے سراپا دید روئے بام روح
دم بدم پہنچاتے ہیں ہر یک نفس پیغام روح
پیچ و تاب روح ہے گیسوئے عنبر فام روح
کیوں نہ ہے گردش کو جی بنایا جام روح
پا بگل ہے جسم خاکی سے اٹھے کیا گام روح

| ٥٦ | مشل دل سینے سے میرے وہ لپٹ کر کہتے ہیں<br>اے وزیر اب تو نہیں ہے درد جگر آلام روح | 19 |
| --- | --- | --- |

پھر گئی تیری جو چشم مست اور آرام روح
پھر غم فرقت ہوا ہے باعث آلام روح

جام ساں گردش میں ہیں ہے اف بخت نافرجام روح
بیقراری دل کی پھر ہونے لگی آرام روح

ظاہر اس سے زیادہ کیا ہی لطف باطنی — نقد دل دیکر کہوں قاصد یہ ہی انعام روح

خوبرویوں کو خبر پہنچا سکے کیا انقلاب — حور ہو جائے جو لکھے کوئی الٹا نام روح

آج سے روح الامین سمجھو کہوں پیغامبر — میری روح اللہ تک پہنچا دیا پیغام روح

او بت کافر کو بتا یہ ہیں کیا کیا کچھ لکھا — دین و ایمان حسن آن جان جان آرام روح

کیا مکان جسم ہی اپنے مکین کا شیفتہ — پھر رہا ہی ساتھ قصر بے در و بے بام روح

ایسے ہم قاتل پہ مرتے ہیں بنے تا ید دست — کھینچ لیتا ہی نیام جسم سے صمصام روح

شیشۂ تن سے پری آئی نظر کس طرح — دختر رز ہو گیا مشہور ساقی نام روح

لو خدا حافظ کہ آلو پہنچا ہی عشق کفر زا — بھاگ جاتے دل الغل میں ہوا بکر اسلام روح

کیوں غضب میں آکے ہر دم رکھتے ہو قبضے پہ ہاتھ — تو نکل آئی نیام جسم سے صمصام روح

بوسۂ لب لکو دیگا اک حسین سبزہ رنگ — خضر آب زندگانی سے بھر گیا جام روح

سنکے ہم حور بے دیکھے ہوئے مرنے لگے — او لٹی سیفی بنکے نکلا منہ سے الٹا نام روح

تھی سیر عرش یا اب ہی اسیر مشت خاک — واہ کیا آغاز تھا اور کیا ہوا انجام روح

پنبۂ گوش جوانی گرنہ ای پیری ہو تو — قامت پر خم دہن بنکے کہے پیغام روح

کھینچ سکا نقشہ نہ جب جسم شریف یار کا — کاغذ تصویر پہ مانی نے لکھا نام روح

الامان ای رعب پیری ای جوانی الغیاث — ٹر گیا رعشہ بدن میں کانپ اٹھا اندام روح

چار دیوار عناصر گر پڑی ٹوٹے یہ ہم — رفتہ رفتہ بنگیا چھوڑا ہا قصر خام روح

جانتی کس کو خبر دل ہی نہیں ہی ای [illegible] — ہو گیا گم وہ نگیں جس پر کھدا تھا نام روح

## ردیف خاے معجمہ

| | |
|---|---|
| فقط لہو سے ہر گیا پیکر شہیدان سرخ | ہر استخوان بھی ہی مانند شاخ مرجان سرخ |
| عذار و گیسو مشکین و لعل لب دیکھو | حلب سفید ختن ہی سیہ بدخشان سرخ |
| ہوا ن سر حبیب جو یاد عذار رنگین مین | قبا سے گل کی طرح ہو گیا گریبان سرخ |

## ۵۰ ردیف دال مہملہ ۱۹

| | |
|---|---|
| بے سبب شمع کا ہی گل نہین اندام سفید | ہو گئی دیکھ کے یہ ساعد گلفام سفید |
| ابھی ہر چند نہین زلف سیہ فام سفید | ہر مگر موے کمر ای بت خودکام سفید |
| ہو گئے رونے سے اب دیدۂ ناکام سفید | جوش باران سے ہوا ابر سیہ فام سفید |
| کس خرابی سے رہ عشق بسر کی ای ضعف | رنگ اک گام ہے تو زرد تو اک گام سفید |
| زاہدا مین ہون وہ میکش کہ مری محفل مین | سبز مینا ہی فلک ماہ ہی اک جام سفید |
| زلف و رخسار صنم دیکھ کے معلوم ہوا | چہرۂ کفر سیہ ہی رخ اسلام سفید |
| چشم میگون سے بہت دعوی ہمچشمی تھا | پوست کھینچا جو گیا ہو گئے بادام سفید |
| میکشی جام مہ و مہر سے کرتا ہون مدام | صبح ہی زرد پیالہ تو سر شام سفید |
| ہجر مین حلقۂ ماتم ہی مجھے حلقۂ بزم | نظر آتے ہین سیہ مجھکو در و بام سفید |
| جلوہ گر یون ہی عرق سرمے کی دنبالے پر | شاخ بادام مین جیسے گل بادام سفید |
| روبرو روشنی رخ کی ہی گرتے صبح سیاہ | پیش تاریکی گیسوے سیہ شام سفید |
| ہو چکی رات ہوی صبح بس ای غافل چونک | چھوڑ غفلت کہ ہوے مو سیہ فام سفید |

دوون جو شبنمیہ نہین آنکھون مین چمن کی چھائی
ساق گلرنگ تری شمع کا اندام سفید

بدا گرنیک سے پیدا ہو تعجب کیا ہی
سایہ ہوتا ہی سیہ گو ہون مہ و بام سفید

مہ تو تجکو یہ دیتا ہی دعا پیر ہو تو
ہو مری طرح سے ابرو سے سیہ فام سفید

ہم اسیرون کی طبیعت مین ہی یہ رنگینی
کرین گلرنگ لہو سے ہو اگر دام سفید

کچھ تعجب یہ نہین میری سیہ بختی سے
ہون نہ پیری مین اگر مو سے سیہ فام سفید

اسقدر ضعف ترقی پہ ہی انہو فرون مین
لکھین سرخی سے تو ہو جاے مرا نام سفید

| ۵۵ | چشم مخمور صنم دیکھے تو روے یہ وزیر<br>چشم نرگس ہو برنگ گل بادام سفید | ۲۵ |
|---|---|---|

دہن کیطرح کرین گوش سامعان فریاد
بتو خدا نکرے آسے تازبان فریاد

فلک سے گذری گئی تا بہ لامکان فریاد
لو پہنچ گئی ہر کہان سے مری کہان فریاد

کرون مین پیر دم رخصت جوان فریاد
چلے جو تیر تو کرنے لگی کمان فریاد

شب فراق مین کیا کیا ملے انیس مجھے
رفیق درد شفیق آہ مہربان فریاد

فغان کرون کہ ہی سیب ذقن پہ طوطی خط
ثمر بچانے کو کرتے ہین باغبان فریاد

گئی زمین سے فلک تک فلک سے عرش تلک
پھری تلاش اثر مین کہان کہان فریاد

دکھاے یار کرامت تو مین کرون اعجاز
وہ بیدہن کرے باتین مین بزبان فریاد

چھپا ہی گیسوے مشکین مین رخ کرون نالے
ہوی ہی رات کرے کیون نہ پاسبان فریاد

کسیکے کوچہ کاکل مین دل ہی یون نالان
تمام رات کرے جیسے پاسبان فریاد

جہانمین شور ہی پھٹتے ہین کان کے پردے
ابھی تو آئی ہے سینے سے تا زبان فریاد

فغان وہ سنکے مری ہنستے ہنستے لوٹ گئے
نکل کے منہ سے بنی شاخ زعفران فریاد

نہو وہ گل تو دل و اعدار نالان ہو
کرے برائے گلستان و بوستان فریاد

ہوا و نہیں وہ مرحمت جو رنج تنہائی
تو میرے ساتھ کیے درد و غم فغان فریاد

دلا قسم تجھے زلفون کی دوپہر تو ہو چپ
کہ آدھی رات سے کرتے ہین پاسبان فریاد

تمھاری تیغ نے کیا کیا زبان درازی کی
نکیون کرین دہن زخم کشتگان فریاد

لہو پیینگی نہ جب تک مژہ مجھے کی نس پیاس
کرین گی ین یار کے بالے کی مچھلیان فریاد

دکھائے گا نہ کبھی آب تیغ وہ ظالم
کیا کرین مرے بازو کی مچھلیان فریاد

جو ابر زلف مرا نالہ گوش زد کردے
برنگ برق کرین اونکی بجلیان فریاد

جو آتش گل تر سے سبق ہوئی بلبل
کریگا صورت ناقوس آشیان فریاد

خموش کیطرح ہون مین جو رہی لب سے
جو منہ لگا تو سن لو مری فغان فریاد

ذرا تمہین تجھے دیکھین تو پھر جفا جل سان
کرین ہم یہ مہ و مہر آسمان فریاد

کسی کی خاطر نازک کا جب خیال آیا
زبان تک آکے ہوئی لب نہان فریاد

برنگ نی ہے روزن جفا چھپ کر
کرینگی اب مرے پاؤنکی انگلیان فریاد

ادا سے میری نہیں انگلیان وہ چٹکاتے
یہ انکے ہاتھون سے کرتی ہین انگلیان فریاد

| ۳۶ | وزیر نالے صدائے شکست تنگ سے کر<br>وہ بید مین ہو کر اب تو بھی بے زبان فریاد | ۵۹ |
|---|---|---|

ہمارے ساتھ کرے کیون نہ آسمان فریاد
سدا نکلتی ہی گنبد مین تو اَمان فریاد

ٹھہر کے آتی ہی ہر استخوان پہلو پر
ہوی ہی ضعف سے محتاج نہ زبان فریاد

میان ارض و سما یون ہون آہ مین نالان
کہ جیسے ہو دو لب کے درمیان فریاد

مثال نی ہوے سوراخ ناوک غم سے
تمام جسم کے کرتی ہین استخوان فریاد

دکھا یا پھول سا رخ کسنے اور سرو سا قد
کہ نالے بلبلین کرتی ہین قمریان فریاد

ہما ہی آے سگ یار اگر نہین آتا
کہان تلک کرین یہ مشت استخوان فریاد

کوی بھی دیر و حرم مین نہ داد کو پہنچا
دعائین مانگین بہت کی جہان وہان فریاد

تمہارے دل مین جو جا نے ہوا اثر کہ نہو
بتو کہو تو کرون پھر امتحان فریاد

کہے فلک وقنا ربنا عذاب النار
وہ دل جلا ہون کرون جب شرر فشان فریاد

جو ایک رات نہ دیکھے ہلال ابرو یار
کرے زبان مہ نو سے آسمان فریاد

چمن مین غنچے چٹک کر جو پھول بنتے ہین
زیادہ کرتی ہی کیا حسن گلرخان فریاد

ترے جلے بھنے کب سوز غم سے نالان ہو
کباب خام کرے آگ پر فغان فریاد

زبان تلک آ نہین سکتا ہی ایک حرف خوشی
ہوی ہی اپنے در لب پہ پاسبان فریاد

شب وصال کے ساتھ آئیگی فراق کی صبح
کریگا شام سے مرغ سحر یہان فریاد

جو روون دیدہ روزن سے رو مین دیوارین
کرے فغان لب بام سے مکان فریاد

ہی میرے قہقہے کے ساتھ ساتھ نالہ بھی
صدا لے خندہ سے رہتی ہی توامان فریاد

زمین پہ ہر دم رقص اونکے گھنگرونکی صدا
کرتا رے کرتے ہین بالاے آسمان فریاد

گھٹا اگر مرے اس دود آہ کی چھائی
کریگا صورت طاؤس آسمان فریاد

عدو جو لاش پہ آئے نہ رنج ہو بس مرگ
چراغ مردہ کرے آپ ہے کہان فریاد

مین انجمن مین ہون پروانہ باغ مین بلبل
کہین جلون کہین کرتا پھرون فغان فریاد

چھپی ہی کانٹے کے پردے مین شرم کے مارے
جو بے اثر کبھی آئی ہی تا زبان فریاد

خیال لعل و رخ آتشین مین نالان ہون
عجب نہین ہی زبان شعلہ ہو دھوان فریاد

کہین خوشی سے زیادہ ہی غم مرا مشتاق
ہنسی سے پیشتر آئی ہی تا زبان فریاد

جفا مین انکی بیان کیجیے وفا ونکے ساتھ
ہنسی بھی لب پہ ہو آئی جو تا زبان فریاد

صدا ہی باسنی اوس سرو کی جو قیمت خرام
گمان ہوا مجھے کرتی ہین قمریان فریاد

بس اک گھڑی مین بنا دیجیے انھین گھڑیال
وہ کیجیے آہ کرین ساتون آسمان فریاد

برنگ غنچہ سوسن دہن کبود ہوا
لبون پہ آئی جو یاد مسی مین یان فریاد

فزون ہی نالون کے باعث سے قیمت بلبل
زیادہ کیون نکرے قدر عاشقان فریاد

نہ آئی اپنی قفس تک صدائے خندۂ گل
ہزار بار گئی تا بہ گلستان فریاد

بگوش دل سنے بلبل تو دم بھڑک جائے
ہی موج نکہت گل اپنی باغبان فریاد

سنا ہی کرتے ہین وہ درد گوش کا شکوہ
لو پہنچ گئی دل پر درد کی وہان فریاد

ترے خیال گلستان رخ مین ہم او طفل
چمن مین کرتے ہین پڑھ پڑھ کر بوستان فریاد

بیٹھے ہین کانٹے کے پردے دم آیا ہونٹون پر
وبال گوش ہی نالہ بلا سے جان فریاد

زبان پہ آتی ہی اب بے صدا بتنگ نفس
ہوی ہی برسون مین اپنی مزاجدان فریاد

قطعه

خیال قد مین ہی قد قامت الصلوٰة فغان
رکوع العنت ابرو مین ہی خم قامت

غشی نماز ہی تکبیر عاشقان فریاد
سجود سر کا پٹکنا ہی اور اذان فریاد

| ۸۰ | وله | ۱۷ |
|---|---|---|

خط نہ شبگون ہی یہ مثل صبح ہی چہرا سفید
ہین طلسم حسن سے موجین سیہ دریا سفید

ناتوانی سے ہوا ہی قاتل لہو میرا سفید
نیمچہ ہو جائے گا بھر کر ہلال آسا سفید

کیا لگائی ہی گلوری گورے گورے ہاتھ سے
ہو گیا چونے کی صورت پان مین کتھا سفید

[illegible] ناک تو حسن کا
نشانی سے ہی آنکھ سرخ اور تل سیہ مکھڑا سفید

گورے گورے اپنے گالونکو اگر چھو لیجیے
ہو حنائی ہاتھ ابھی مثل ید بیضا سفید

گوش زد ہو جائے گر وہ شہرۂ حسن صبیح
ہو بیاض چشم سان ہر کان کا پردا سفید

تیری پیشانی سے او مہ وعرق نکلا نہین
آسمان حسن سے ٹوٹا کوئی تارا سفید

واہ کیا ہی جلد آئے تو بھی ای صبح وصال
ہو گیا مین ہجر اوس زلف شب یلدا سفید

تیرہ بختونکو نہو کچھ فائدہ منعم سے بھی
جسم اگر چاندی کا تیرہ ہو نہو سایا سفید

رنگ بدلے تھا جو خط مین صفحۂ الفت و رخ
ہو گیا آخر کبوتر بھی ہرا نیلا سفید

نازکی سے خاک پر گر کے ہوا ہی یہ کبود
ورنہ تھا مہتاب سے بھی یار کا سایا سفید

روبرو خورشید کے ہو جاتے ہین کالے ہرن
تو اگر آنکھین دکھائے ہو ہرن کالا سفید

دامن اوس مہ کا چھوے یا رب جو غیر تیرہ رو
آستین کی طرح اوسکا ہاتھ ہو سارا سفید

پرورش منظور ہی آنکھون سے طفل اشک کی
شیر بنجائے لہو ای ضعف ہو ایسا سفید

| | | |
|---|---|---|
| ہوگئیں زلفیں سفید اب نارنجا چھوڑیے<br>میکشی منظور ہے اب اک گل رعنا کے ساتھ | | صورت کافور عنبر ہوگیا سارا سفید<br>ساقیا ہو سبز ساغر سرخ مے شیشا سفید |

| | | |
|---|---|---|
| ٦١ | تار بستر ہوگیا میرا تن لاغر و زیر<br>یا نظر آتا ہے بستر پر کوئی دھاگا سفید | ٢٢ |

ہے بہار اک یہ بھی گر ہو خط سبز اوسکا سفید
خوشنما ہوتا ہے کیا گرد قمر ہالا سفید

ضعف سے اپنا تن لاغر ہوا ایسا سفید
بستر غم پر پڑا ہے ایک مو گویا سفید

تم جو کہتے ہو نہ ہوگا خط سبز اپنا سفید
واہ سچ کیسے کبھی دیکھا نہیں طوطا سفید

کیا چمکتا ہے پیالا ماہ تابان کا سفید
لائیو ساقی ذرا بلور کا شیشا سفید

چاند کی صورت ہے اوس مہر کا نقش پا سفید
چاندنی کی طرح آتا ہے نظر سایا سفید

شکل مرجان سرخ موتی ہے تو لب سے ہوا
مثل گوہر عکس دندان سے ہوا مونگا سفید

چشم اشک آلودہ پر اوس رشک کے کہتے ہین
کیون بچھا دون تیرے طفل اشک کو کرتا سفید

اشک کیا دامن سے پوچھے لگ گیا ملبوس خاص
برہنہ تھا طفل اشک اوسکو دیا کرتا سفید

سرخ عارض ایسے ہین گل جنکے آگے ہین سیاہ
کیا سیہ ہے چشم جسکے آگے ہے سرما سفید

آگئی صبح اجل ساقی نہ آیا میکشو
ہوگئین آنکھین برنگ پنبۂ مینا سفید

روبرو اعلی کے ادنی کو نہین ملتا فروغ
مہر کے آگے ہے مہ اک ابر کا ٹکڑا سفید

سرخ ہو مثل قبا ہی گل بدن کے رنگ سے
سینے شبنم کا اگر وہ رشک گل کرتا سفید

وہ جو اوسکا نہین پھرتی ہے میں رہتا رنگ روپ
ہو کے خاکستر دلا ہوتا ہے انگار اسفید

یاد مین اک ماہ کے روتے تو چھٹکی چاندنی
ہجر کی شب کا ہوا اشکون سے منہ کالا سفید

پھاڑ کے پھینکے ہین او وحشت گریبان اسقدر
صورت جیب سحر ہی دامن صحرا سفید

دیدۂ خونبار سے دیکھون اگر تیرے شکل گل
سرخ ہوجائے ترے دالان کا پردا سفید

بزم مین اپنی وہ گل آیا ہی پھر میکشی
پھول بھر کر لائیو ساقی کوئی شیشا سفید

ہنسکے بولا وہ گل تر دین گل م یکر شگفت
گل جو اوسکے آگے خجلت سے ہوا سارا سفید

دیدۂ سوزان مین دیکھو اشکھا ہی گرم کو
ہی یہ وہ مجمر کہ جسکا ہی ہر انگار اسفید

دید کا مانع ہوا ہی پر تو حسن صبیح
پڑ گیا آنکھون پہ او محبوب اک پردا سفید

| ۶۲ | کی وزیرا اشکون نے یونہین ہجر مین ارشست و شو<br>دامن شب صورت جیب سحر ہوگا سفید | ۲۱ |
|---|---|---|

وصل مین فتار معشوقانہ دکھلاتی ہی نیند
آج کن انکھیلیون سے آنکھونمین آتی ہی نیند

یاد چشم سرمگین مین شکلو گر آتی ہی نیند
صورت مرغ نگہ آنکھون سے اوڑجاتی ہی نیند

فرقت دلدار مین سہوا اگر آتی ہی نیند
آنکھ سے باہر ہی باہر آکے پھر جاتی ہی نیند

عین بیہوشی ہی ہشیاری سے سمجھا جاہیے
اہل غفلت کی تو بیداری بھی کہلاتی ہی نیند

کروٹین لے لیکے کٹتے ہین شب فرقت مین ہم
کس طرح اے خفتگان خاک آجاتی ہی نیند

اونکی فرقت مین نہ پوچھو سرگذشت خواب چشم
آج کل یاہی نگہ کی ٹھوکرین کھاتی ہی نیند

سبزۂ خوابیدۂ گلشن کا جب آتا ہی ذکر
تب قفس مین کوئی دم بلبل کو آجاتی ہی نیند

فرقت دلدار مین سونیکو مرنا کہتے ہین
عاشقونمین خواب مرگ ایسی ہی کہلاتی ہی نیند

نیند کو بھی نیند آجاتی ہی ہجر یار مین
چھوڑ کر ہی خواب مجکو آپ سو جاتی ہی نیند

کہتے ہین سونا اسے چونکا نہ روز حشر تک
اس ہمارے بخت خفتہ کی قسم کھاتی ہی نیند

کیا غلط سمجھے وہ آئیگا پھڑکتی ہی جو آنکھ
آنکھ مین ضعف شب فرقت سے تھراتی ہی نیند

فرقت دلدار مین جو رات بھر آئی نہ تھی
وصل مین آتے ہی ہوتے آنکھون مین شرماتی ہی نیند

منتظر رکھتی ہی غمزے کرتی ہی آتی نہین
او بت ترسا تری فرقت مین ترساتی ہی نیند

کو ہی جانا ہے جو اوٹھتا ہون تو سو جاتے ہین پاؤن
دفعۃً آنکھون سے پاؤن مین اوتر آتی ہی نیند

گرمی سوز جگر بیتاب کر دیتی ہی جب
ٹھنڈی سانسین ایسی بھرتا ہون کہ آجاتی ہی نیند

تیغ کا پھل کھایا آب تیغ پی کر سو رہے
کثرت آب و غذا سے واقعی آتی ہی نیند

صورت زاہد نہ جاگو حضرت دل سو رہو
قبلہ من کعبۂ مقصود دکھلاتی ہی نیند

اس مری دیوانگی پر اے جنون پتھر پڑین
آنکھ کے ڈھیلے لگاتا ہون اگر آتی ہی نیند

واہ ری تاثیر الفت بل بے فرط اتحاد
غش پہ غش آتے ہین مجکو جب اونھین آتی ہی نیند

سوتے ہو تو چشم بد دور آنکھین ہتی ہین کھلی
فتنۂ بیدار کیا ایسی ہی کہلاتی ہی نیند

ہجر مین سونے کی ایسی ہی تمنا اے وزیر
دیکھتا ہون اوسکو حسرت سے جسے آتی ہی نیند

اللہ رے حسن رخ نیکوے محمدؐ
ہی چشم خداوند جہان سوے محمدؐ

نظرون مین شفاعت نے عمل تول لیے ہین
پلے پہ ہی امت کی ترازوے محمدؐ

بخشش مین وہ مصروف ہی سرگرم شفاعت
اللہ سے ملتی ہوئی ہی خوے محمدؐ

کرتی ہی کنہ خلق خدا کچھ نہین کہتا | وقف ہی کہ نازک ہی بہت خوی محمدؐ

٦٣ ## ردیف راے مہملہ ١٣

ذرا تو دیکھ لے وہ ہمکو آکر | کوی دم اور بھی ای دم وفا کر
اگر پوچھے وہ بربادی ہماری | صبا کہدیجیو کچھ خاک اوڑا کر
ہزارون ہوگئے ٹکڑے گریبان | چلے اس ناز سے دامن اوٹھا کر
جو کہتا ہون ترا بیمار ہون مین | تو کیا کہتا ہی کچھ اپنی دوا کر
مین وہ بیمار ہون برگشتہ طالع | اجل پھر جاے گی بالین تک آکر
گریبان صبح محشر نے کیا چاک | قیامت کی ہی کیا قامت دکھا کر
جو وان کا چھپ کے جانا یاد آیا | تو کیا رونے لگے ہم منہ چھپا کر
یہ یاد آتی ہی کسکی چلبلاہٹ | جو گر پڑتی ہی بجلی تلملا کر
جو یاد آیا خم محراب ابرو | کیے سجدے کئی سر کو جھکا کر
نہین اوٹھنے کے قاتل کی گلی سے | کہ ہم بیٹھے ہین سر سے ہاتھ اوٹھا کر
ترا گیسو بہت بل کر رہا ہی | بگاڑا تو نے ظالم سر چڑھا کر
دشمن یہ سمجھا دعا دیتا ہی جسکو | لگا جب کوسنے وہ ہاتھ اوٹھا کر

٦٤ | وزیر اب تا بکجا یہ بت پرستی
کسی دن تو بھلا یاد خدا کر | ٢٣

کرتے ہو باتین رکھکے جو شمشیر دوش پر | سیکھے زبان تیغ نہ تقریر دوش پر

ای ماہ ہی یہ زلف گرہگیر دوش پر
یا مجھ سیاہ بخت کی تقدیر دوش پر

قاتل نے کب یہ رکھی ہی شمشیر دوش پر
ہی ابروے خمیدہ کی تصویر دوش پر

آنے کی بڑھ کے پاؤن تلک کاکل دراز
رہنے نہ دیگی اب اسے تقدیر دوش پر

طفلی کی باتین آتی ہین پیری مین ہمکو یاد
کیا دن تھے وہ جو کرتے تھے تقریر دوش پر

یان تک کھنچا ہی ضعف کہ ہاتھونکو گر گئی
پھرتا ہون رکھکے یار کی تصویر دوش پر

قاتل نے میرے بعد کیے ترک ہی ظلم
خنجر نہ ہی کمر مین نہ شمشیر دوش پر

ساقی مرا بنا ہی مکان تو ہر ایک مست
لیجائے خشت خم پی تعمیر دوش پر

تمثیل دون جو یار کی زلف سا تے مین
چڑھ جائے میرے پاؤن کی زنجیر دوش پر

دوش سحر پہ آئے نظر آفتاب جسطر
اوس طفل کو چڑھائے اگر پیر دوش پر

تاخیر میرے قتل مین ہوتی نہ اسقدر
کرتی نہ تیغ یار جو تاخیر دوش پر

کیا سر چڑھا کے اسکو بگاڑا ہی یار نے
بل کر رہی ہی زلف گرہگیر دوش پر

اوس شمع رو کی زلف سیہ فام دیکھکر
پھبتی کہون یہی کہ ہی گلگیر دوش پر

تو ہاتھ سے مجھے تو ابھی شمع بزم مین
رکھے اوٹھا کے پاؤن سی گلگیر دوش پر

جائینگے اوڑ کے تیری طرف وہ ہدف ہین ہم
پر بنگیا جو آکے لگا تیر دوش پر

گھر کر کسیکے دل مین نہ بیہودہ خاک چھان
مٹی اوٹھا نہ تو پے تعمیر دوش پر

بل کر رہی ہی زلف جدا تیغ ہے جدا
ہوتی ہی میرے قتل کی تدبیر دوش پر

اس شک سے کیا نہ کبھی مین نے ذکر یار
کراماً کاتبین فرشتے نہ تحریر دوش پر

کاندھے پہ اوسکے زلف شب ماہ تنگی
پرتو فگن ہی رخ کی جو تنویر دوش پر

مشہور ہو نہ یار کہین یوسف اسیر
رہنے لگی ہی زلف کی زنجیر دوش پر

قاتل مرے گلے پہ تو رکھ دیکھیو اوسے
گر نازکی سے بار ہو شمشیر دوش پر

وہ مجکو قتل کرکے ہوے ایسے بیحواس
ترکش مین تیغ رکھنے لگے تیر دوش پر

۶۵

کاندھا دیا جنازے کو قاتل نے اے وزیر
کیا میری لاش کی ہوئی توقیر دوش پر

۱۷

تیغ رکھدی مرے قاتل نے جو عریان سر پر
جو ہرن کے ہوے سید چمنستان سر پر

ہی جو ٹوپی کے ستارون سے چراغان سر پر
نظر آتی ہی دھوان کاکل پیچان سر پر

جاتے ہو باغکو پہنے ہو گلابی ٹوپی
بلبل بے ادب آ بیٹھے نہ ایجان سر پر

رات صیاد نے یہ کہکے سرافراز کیا
رہین لٹکے قفس مرغ خوش الحان سر پر

ناوک غم سے ہی غربال مرا کاسہ سر
خاک چھانون جو پڑے گرد بیابان سر پر

اے جنون نالے کرون پست نہ وبالا ہو
زیر پا ہی ابھی آجاے بیابان سر پر

جا کے دل بھول گیا راہ نہ آیا پھر کر
کوچہ زلف ہی یا بھول بھلیان سر پر

نہو گر شمع سر گور غریبان تو نہو
ہی ہر اک رات ستارون سے چراغان سر پر

اک پری کے اثر نقش قدم سے بھاگی
آگئی تھی جو بلاے شب ہجران سر پر

ہم ترے پانون پہ سر رکھنے نہ پائین ہو سرو
دین جگہ قمریون کو سرو گلستان سر پر

گردش بخت کی تاثیر اسے کہتے ہین
سر کی دستار ہوئی گنبد گردان سر پر

بال بال اپنا گرفتار بلا رہتا ہی
روز آلائی ہی بلا زلف پریشان سر پر

مبر بحبیب آج کل ای جوش جنون بیٹھا ہون
ہاتھ دوڑائیو لو پہنچا ہی گریبان سر پر

قد ترا صاف ہی سلیچے مین ڈھلا شمع صفت
شعلہ رخسار دھوان کاکل پیچان سر پر

آئینگے وقت خزان چھوڑ دے آئی ہی بہار
لے لے صیاد قسم گھر سے گلستان سر پر

ہون وہ مزدور کہ مر کر نہوا چھٹکارا
لیچلا بار غم فرقت یاران سر پر

| ۶۶ | یاد ابرو مین ہوا سر بگریبان جو وزیر<br>آگیا کھینچ کے تلوار گریبان سر پر | ۱۶ |
|---|---|---|

داغ سودا سے ہوئی چشم نمایان سر پر
تیر پر تیر لگے بنگئے مژگان سر پر

سرخ دستار ہی ای قاتل دوران سر پر
سچ کہو یا ہی چڑھا خون شہیدان سر پر

سر جھکا کر تجھے ای رشک پری دیکھینگے
حشر کو ہوینگے جب دیدۂ انسان سر پر

قید یوسف تھا جہان جا کے زلیخا نے کہا
اوٹھ سکے تو مین اوٹھالون ابھی زندان سر پر

گل جو ہین کفش مین تیری پھول ہین ٹوپی مین تری
بوستان زیر قدم ہی تو گلستان سر پر

ذکر رخ کرتے ہین آکر سر بالین مزار
روز پڑھ جاتے ہین کس لطف سے قرآن سر پر

ای جنون نوچتے ہین پیرہن کیون مجھ سے
صاف ہوگا ہی کہ ہین تار گریبان سر پر

پھر جنون ہوگا ہمین پہنینگے پھر زنجیرین
پھر تری لٹ ہوئی سلسلۂ جنبان سر پر

مدت قید اسیران کہن کیا کہیے
گل کے سو بار گرے تختۂ زندان سر پر

دام کاکل مین نہ مچھلی کف رنگین کی پھنسے
ہاتھ یون رکھلے نہ بیٹھا کرو جانان سر پر

صاف ہی مثل حنا رنگ کف پا سے عیان
سرخ دستار جو تم باندھے ہو جانان سر پر

دل عشاق بہت گیسوؤنمین نالان ہین
گرد و آزاد کہ ہے شور اسیران سر پر

جسطرح ٹوکری مٹی کی اوٹھالے مزدور
ای جنون یونہین اوٹھالونمین بیابان سر پر

غیرت تخت ہی ہم خاک نشینونکو زمین
صورت چتر ہی یہ گنبد گردان سر پر

دامن دشت مین جب پھاڑ کے پھینکا مینے
جو مگر قیس نے رکھا وہ گریبان سر پر

١٦١

٦٧

ناتوانی نے خمیدہ یہ کیا مجھکو وزیر
زیر پا چاک گریبان ہو تو دامان سر پر

٢٥

چلا ہی اول راحت طلب کیا شادمان ہو کر
زمین کو بھی چلا نالان رنج کی آسمان ہو کر

کیا ویران چمن کو آئے ہو کیا تو بہاران ہو کر
ہوے گل پانی پانی سب چلے آب روان ہو کر

ہی خاطر تو قتل عاشقان سے منع کرتے تھے
اکیلے پھر رہے ہو یوسف بے کاروان ہو کر

جواب نامہ کیا لایا تن بیجان مین جان آئی
گیا پانسے کبوتر و ہانسے آیا مرغ جان ہو کر

غضب ہے روح سے اس جامہ تن کا جدا ہونا
لباس تنگ ہے اوترےگا آخر دھجیان ہو کر

اگر آہستہ بولون ناتوانی کہتی ہی بس بس
صدائے جنبش لب دیتی ہے صدمے فغان ہو کر

عذار آتشین خط سیہ اک دن نکالےگا
رولائیگا یہ شعلہ میری آنکھونکو دھوان ہو کر

مکدر ہو اگر تو مجھکو گاڑو اسطرف دیکھو
کہ زیر خاک ہون گرد نگہ سے ناتوان ہو کر

کیا غیرونکو قتل اونسے موے ہم رشک کے مارے
اجل بھی دوستو آئی نصیب دشمنان ہو کر

پھر اصد چاک ہو کر کوچہ کا گل سے دل اپنا
عزیز و یوسف گم گشتہ آیا کاروان ہو کر

کمان ابرو کی ایسی نرم ہو آئیگا جو ناوک
رہیگا استخوان میں اپنے مغز استخوان ہو کر

چھڑائی جو سکر ہمنے مسی تو کیا ہی شرمایا
لب اوس محبوب کا چھپنے لگا منہ میں نہان ہو کر

فلک میری طرح آخر تجھے بھی پیس ڈالیگا
اوڑیگا ای ہما اک روز گرد استخوان ہو کر

ہما سے سر کڑا اپنی سگ جانان جو تو کھائے
ملائم استخوان ہو جائیں مغز استخوان ہو کر

جہان جو چاہیے ویسے ہنسے کھلائی نیرنگی
بصر آنکھوں میں گویائی زبانوں میں دلوں میں جان ہو کر

ستم کو اوسکے بد کہیے تو خونریزی پہ مائل ہو
کرے سنگ ملامت تیز خنجر کو فسان ہو کر

نہانے میں جو لہراتی ہے زلف یار دریا میں
تڑپنے لگتی ہیں پانی پہ جو مچھلیاں ہو کر

ادا سے جھپک کے ملتے ہو نگہ سے قتل کرتے ہو
ستم ایجاد ہو ناوک لگاتے ہو کمان ہو کر

اوٹھائیگی جو ہمکو وحشت دل یار کے در سے
گرینگے پا ترے پاؤن پہ اپنے بیڑیان ہو کر

کہا جو اونسے چاہا ضعف سے یان لب نہیں ہلتے
سبک کر دیتے ہیں حرف سخن بار گران ہو کر

اثر باقی رہا بل بے شب فرقت کی تاریکی
چراغ روز سے شعلہ نکل آیا دھوان ہو کر

خط نوخیز میں عارض جو تیرے چھپتے جاتے ہیں
پری بنجائینگے اس شیشے میں نہان ہو کر

گرا قدموں پہ صید ناتوان تھا ہاتھ سے چھٹکر
جگہ دے ہاتھ نقش پا ہی صیاد آشیان ہو کر

ترے وحشی کو برسون ای پری کب نیند آئی ہے
اگر خواب گران آیا بھی تو سنگ گران ہو کر

| ۱۴ | وزیر اوسکا ہوں میں شاگرد جسکو کہتے ہیں منصف<br>لیا ملک معانی پادشاہ شاعران ہو کر | ۶۸ |
|---|---|---|

گذر جا عالم امکان سے اے دل نوجوان ہو کر
گرا دے چار دیوار عناصر لا مکان ہو کر

بناوٹ نے بگاڑا باتین سنو اہین خموشی نے
نہ پوچھ ہمنے کیا ہی منہ کی کھائی بے زبان ہو کر

کھلے کا راز الفت گر یہ چھپنے کے چرچے ہین
کریگی مجکو رسوا میری خاموشی بیان ہو کر

نہین ہے گو دہن باتین کرو چشم سخنگو سے
مسیحا ہوتے ہو مشہور ابھی معجز بیان ہو کر

در غلطان نکل آیا صدف سے عشق دندان مین
مگر گرد بیتی لے چلی رنگ ہے وان غازہ ہو کر

یہی کہہ کہکے شب بھر یار کو پیش نظر رکھا
دکھائین گی تماشا تمکو آنکھین پتلیان ہو کر

وہان حلقہ در سے مکان یار کہتا ہے
نکالون تجکو آدم کیطرح باغ جنان ہو کر

جہازی تیغ قاتل کی جو کشتی تک آ پہنچی
اوڑا لائی مگر باد مخالف بادبان ہو کر

نہ توڑے پھول کوئی ٹوٹ جائیگا دل بلبل
پھریگا طائر رنگ چمن بے آشیان ہو کر

سفر مین میری آنکھوں سے یوسف دیکھیے کو آیا
غبار دامن نظارہ گرد کاروان ہو کر

رخ گلگون کا نقشہ اور کردی صیت ابرو کی
بہار نظم دکھلائے گلستان بوستان ہو کر

تری آنکھون کے نظارے کا سودا ایسا ہو جائے
رہین پا نگہ مین انکے حلقے بیڑیان ہو کر

وہ پیاسا ہون لگا کہ تیغ پر لب او جب کھینچی
نکل آئی وہان زخم سے سوکھی زبان ہو کر

زمین پر نقش پا سے خط یہ خط تحریر ہون قاصد
جو لو تو پہنچائے نامہ صوت خامہ وان ہو کر

لب بام آگئے گر دیکھو تماشا تمکو دکھلاؤن
کمند آسا چڑھون تار نگہ پر ناتوان ہو کر

| ۶۹ | کہین گر زندہ در گور ہے وزیر اب وہ تو زیبا ہے<br>کیا ہے ہمنے پیدا سنگ مرقد سخت جان ہو کر | ۳۳ |
|---|---|---|

وصال مین تو کرو رحم مجھ سے لاغر پر
کھو تو لیٹ رہون ایک تار بستر پر

دہان زخم گلو سے اگر ذرا چوسون
سمٹ کے آب ہو قطرہ زبان خنجر پر

فقیر جانے زمین جو آ کے بس ہین بیٹھے
گلیم سایۂ دیوار ہی بچھی در پر

تمھارے یوسف رخسار کو اگر دیکھے
درود آئینہ پڑھنے لگے پیمبر پر

ادھر اودھر ہے گم سے ترے کبھی یہ گرے
برنگ سایہ ہین دیوار پر کبھی در پر

پڑی کسیطرح جو شیشے سے نکلی دختر رز
گمان بد سے رکھا ہاتھ چشم ساغر پر

وہ گرم خون ہی میرا اگر ذرا ابھر جاے
پسینا بن کے نکل آئے آب خنجر پر

جو آیا جا نہ سکا ہی یہ گھر ترا دلچسپ
پڑی ہی سائے کے مانند چاندنی در پر

کیا یہ صرف تواضع قد خمیدہ نے
کہ اپنے پاؤن کو جا دی ہی آنکھون سر پر

خطاب شاہ شہیدان عطا کر او ظالم
ہماے تیغ کا سایہ پڑا مرے سر پر

کسی نے آنکھین بچھائی ہین کیا تمھارے لئے
گمان تار نگہ ہی جو تار بستر پر

تری مژہ کی صفت لکھکے خط مین بھیجا ہے
پھری اجل کی چھری گردن کبوتر پر

وہ بدگمان ہون کہ خط دیکھے بند ہین آنکھین
پہنای باز کی ٹوپی سر کبوتر پر

اوٹھی جو موج دم خندہ آب دندان سے
بنی ہی چادر آب اوس رخ منور پر

عیان جبین سے ہے رگ گل ہو مثل چین جبین
جو پاؤن رکھو تم ای جان جان گل تر پر

غضب ہوا کہ بت سنگدل پہ دل آیا
خدا بچائے کہ شیشہ گرا ہی پتھر پر

نگاہ قہر ہی ای جان نامہ بر پہ کرو
کبھی تو باز کو چھوڑو مرے کبوتر پر

خدا پرست سے کمدو ہوا ہین سنگ برست
نشان پاے نبی پڑ گئے ہین پتھر پر

یہی سمجھ کے گلے کاٹو سخت جانون کے
ہم اپنی تیغ کو کرتے ہین تیز پتھر پر

نہ توڑ پاؤن سے مینا ے مرکو اے زاہد
فلک کو دیکھ کہ شیشہ ہی کاسۂ سر پر

گلوری کھاؤ کہ ہو جاتین سرخ دانت سفید
دکھاؤ آتش یاقوت آب گوہر پر

نثار کرتے ہین آدیکھو جان نثار کہ پاس
گلے کو آپ کے خنجر پہ سر کو ٹھوکر پر

نمود خط پہ وہی ہی صفای عارض یار
غبار آئنہ ہی خاطر سکندر پر

بنا ہی خواب اجل انکو نام سونے کا
ہمیشہ طالب زر جان دیتے ہین زر پر

لگے گا موذیون کے ہاتھ مال موذی کا
کہ سانپ بیٹھتے ہین دولت تونگر پر

لڑین نہ بہر خدا مجسے منکر دیدار
یہ فیصلہ تو ہی موقوف روز محشر پر

حباب وار ہی آمادۂ فنا دریا
صدف کو ناز عبث ہی طلسم گوہر پر

نہ پوچھو جوشیون سے کیون کھلی ہی فصد پہ فصد
یہ خون چکان ہی حکایت زبان نشتر پر

تمھارے قصر صفا کی واہ کیا ہی صفا
پھسل کے سایۂ دیوار گر پڑا در پر

نیاز نامہ چلا لیکے نازپروردہ
کہ منتون کی ہی چوٹی سر کبوتر پر

زمین پہ دوڑ کے آنا بھی آدمی نہ چلے
یہ شوخیان نہین اچھی ہین دوش ہادر پر

لگا دی دانت پہ محبوب سبزہ رنگ نے تیغ
خضر نے ناؤ چڑھائی ہی آب گوہر پر

| ٧٠ | وزیر بعد نبی مرتضی نبی ہوتے<br>نہوتی ختم نبوت اگر پیمبر پہ | ٢٥ |
|---|---|---|

ہون وہ بلبل جو کرے ذبح خفا تو ہو کر بس
روح میری گل عارض مین رہے بو ہو کر

عاشق زار ہون مین صبح ہوی تو ڈھونڈو
چھپ رہونگا گل قالین مین ابھی بو ہوکر

شیشۂ دل مین ترے تیغ اوتر آے کہین
میان سے نکلی ہے محبوب پری رو ہوکر

شوق سے حکم کرے سجدیکا پیغمبر حسن
آئتین سجدیکی نازل ہوئین ابرو ہوکر

ہم بھی تنجانے سے جا نکلین کبھی ہے طواف
حضرت کعبہ کشش کیجیے ابرو ہوکر

ساغر چشم کی ہم فکر مین یہ محو ہوے
سر بھی زانو پہ رہا کاسۂ زانو ہوکر

اسقدر بس گئی تجبیر کہ نظر آتے نہین
ابتو گلزار مین گل رہنے لگے بو ہوکر

ناتوانی سے ہوا خون کا بھی رنگ سفید
کیا بہانہ ہے جو بہ جاے اب آنسو ہوکر

جسم سے روح نکل آے پے استقبال
چلتے ہی تیغ قضا جنبش ابرو ہوکر

جان پڑ جاتی ہے زیور مین پہننے سے ترے
کہین اوڑ جاے نہ جگنی تری جگنو ہوکر

چشم لیلی کو یہ لپکا تھا نظر بازے کا
نجد مین قیس کو دیکھ آتی تھی آہو ہوکر

جنس دل جانچ بھی لے تول بھی لے حاضر ہے
رہ گیا سینے مین کیون تیر ترازو ہوکر

ناک بھون ایسی چڑھائی کہ ہوا ناموزون
یار موزون یہ ترا مطلع ابرو ہوکر

آدمیت یہ خداداد ہے اللہ اللہ
انس انسان سے کرتے ہو پری رو ہوکر

رشک سنبل ہوی بلبل کی پریشان نظری
زینت چہرۂ گل ہو گئی گیسو ہوکر

ٹھہرا ہی جوشش گریہ کہ گلا کٹ جاے
آب شمشیر نکل جاے نہ اچھو ہوکر

نہ ہٹی باغ سے آمد جو ترے گل کی سنی
رہ گئی صبح بہاری گل شبو ہوکر

تم نہا کر جو چلے غم سے سمٹ کر دریا
آگیا دیدۂ گرداب مین آنسو ہوکر

خوشگامی سے ہی فرسودہ ہوا ناخن فکر
نہ کھلا عقدۂ کمر کا گرہ ہو ہو کر

پاے نازک مین نظر آتے ہین بوسونکے نشان
آئے ہو کیا چمنستان سے لب جو ہو کر

ساقیا ہمنے شب وصل مین پی تھی جو شراب
روز فرقت نکل آتی ہے وہ آنسو ہو کر

ہم تو اس شرم رہائی سے ہین پانی پانی
دیدۂ چاک قفس سے چلے آنسو بہ ہو کر

دیکھکر چہرۂ بت بہتے ہین ہادکی اشک
پانی سورج کو دیا کرتے ہین ہندو ہو کر

یار کی گرمی رفتار نے اعجاز کیا
اوڑ گئی فندق یارات کو جگنو ہو کر

١١ — ہون وہ غمدیدہ گرا نظرونسے اک پل مین وزیر
کی جگہ بھی جو کسی آنکھ مین آنسو ہو کر — ٥

قبر کا ساتھ پس مرگ نچھوڑے پتھر
بہتر انسانسے فاقہ مین ہین وڑے پتھر

قبر مین بھی سر شوریدہ کو پھوڑے پتھر
قل کے ڈھیلونکی عوض چاہیین تھوڑے پتھر

لاے اب تیشۂ فرہاد عوض نشتر کے
کہد جراح سے یان سر کے ہین پھوڑے پتھر

ابکی کچھ فصل بہاری مین یہ ہے جوش جنون
سر نکالے جو شجر شاخ سے پھوڑے پتھر

ابجو عاشق ہوے ہم تجبہ لگا ہو چاہیے
تیر تلوار تبر برچھیان کوڑے پتھر

## ولہ

منہ آے نظر صاف وہ ہے یار کی تلوار
آئینے کا آئینہ ہے تلوار کی تلوار

## ردیف زاے معجمہ

جانے نہین دیتا مجھے دربان در انداز
ہان لیجیو اے اشک مرے خانہ برانداز

کیونکر وہ ملین ہمسے جب اتنے ہون انداز
جور و ستم و ناز و ادا شور و شر انداز

ولہ

قامت سو نسے کیون ہی رشتہ سوزن و راز
بدنما ہوتا ہی قدسے ہو جو پیراہن دراز

| ٦٢ | ردیف ضاد معجمہ | ١٧ |
|---|---|---|

سبزۂ خط سے بڑھا اور وقار عارض
خضر آباد ہوا نام دیار عارض

نرہا حسن گئی صبح بہار عارض
خطِ شبرنگ ابھی ہی شب تار عارض

او جوان خط سیہ ہوگا یہ پیری مین سفید
صبح ہوجاے گی اک دن شب تار عارض

ای گلو کرتے ہو کیا حسن دو روزہ پہ غرور
عارضی ہی چمن رخ مین بہار عارض

دولتِ حسن پہ یہ خاک اوڑا رکھی ہی
غازہ عارض پہ ہوا ہی وا اے غبار عارض

اوس رخ صاف پہ کیا ہوے مخطط رکھون
پھول سے گالون میں چبھ جائین گے خار عارض

دولتِ حسن کا کوئی تو نگہبان ہوتا
زلف او سیم بدن کیون نہو مار عارض

صاف ہو آئنہ سان پھر خط مشکین مٹ جاے
پھر جلب ہو مرے اللہ تتار عارض

ہی کہان خطِ سیہ صدمے سے اسکے ہی کبود
سایۂ زلف نزاکت سے ہی بار عارض

ہی تری زلفِ سیہ دودِ رخ آتش رنگ
رنگ کے ٹھہرے ہین عارض پہ شرار عارض

موجۂ نکہت گل ہی پے بلبل گلدام
عندلیب دل نالان ہی شکار عارض

قطعہ

گال پر گال فرا رکھ کے تماشا دیکھو
اپنا رخسار ہی یہ عاشق زار عارض

کرے غالب کو تہی شوقِ ہم آغوشی مین
وا ابھی شکل مہ نو ہو کنار عارض

گل کھلاتے ہین پسینے سے رخ رنگین پہ
بھر دیا پھولونسے دامان بہار عارض

کیونکر ای حسرتِ دیدار تجھے سمجھاؤن — پاسِ نظارہ نزاکت سے ہی بارِ عارض
نازیبا نکرے خطِ سیہ رنگ صبیح — دیکھ ڈالے ہین بہت لیل و نہارِ عارض

۶۳ — کیا تجھے دے وہ بھلا رخصتِ نظارہ وزیر — رنگ رخسار نزاکت سے ہی بارِ عارض — ۱۵

کیا ہی دلچسپ ہی ای یار بہارِ عارض — کہ نگہ بیٹھ رہے جا کے کنارِ عارض
تیغ ابرو نکھنچی تیر مژہ بھی نچلے — گھر گیا مورچہ خط سے حصارِ عارض
آتی ہی کوچہ گیسو سے پریشان [illegible] — نہ بھڑک جائے کہین اور بھی نارِ عارض
آیا پیشانیِ گردون پہ ستارون سے عرق — دیکھیے آپ ذرا گرمیِ نارِ عارض
رات کو چاند ہوا دن کو بنا مہرِ منیر — رنگ بدلا کیا وہ شعلۂ نارِ عارض
نہال رخسار دکھائے تمہین ابنِ خلیل — نخلِ گل ہو جو بڑھے شعلۂ نارِ عارض
کوچہ زلف سے کیا آئی صبا سبز ہوا — اڑ گیا تھا جو خطِ یار غبارِ عارض
یادِ رخسار مین لوٹے لیے منہ رکھکر — رات گل تکیے سے لیتے رہے کارِ عارض
شست شو اشکون سے کرلون ٹھہر ای ستم دیدہ — گرد دامانِ نگہ ہو نہ غبارِ عارض
قطعہ
ہو تکے ہر عضو پہ شیدا تھا ملی یہ بھی سزا — تھا فقط ایک نہ مین عاشقِ زارِ عارض
ٹکڑے ٹکڑے ہو ہو کے گرے ہاتھ کہین پانو کہین — آنکھین ہین کسی جا ہی مزارِ عارض
قطعہ
گر جدا کرتے ہو ہر عضو وصیت بھی سنو — عاشقِ چشم ہون اور عاشقِ زارِ عارض
نخلِ نرگس کے تلے آنکھین مری دفن کرو — کیجیے سایۂ گلبن مین مزارِ عارض

| رم کرے جلد یہ آہوے سیاہ شب ہجر | | جلوہ افروز ہوا ہی شہسوار عارض |
|---|---|---|
| ۴۲ | خط شبرنگ وہ آغوش زلیخا ہی وزیر<br>یوسف روز سے افزون ہی وقار عارض | ۱۴ |

| | |
|---|---|
| آب شمشیر پلا دو مے احمر کے عوض | بھر دو قبضے کی کٹوری کبھی ساغر کے عوض |
| آبلے پھوٹ بہے دل کے بھر آئین آنکھیں | سیپ مین آب گہر آتا ہی گوہر کے عوض |
| دست نازک جو ترا دیکھے تو فصاد کہے | رگ گل فصد کو درکار ہی نشتر کے عوض |
| جانب باغ کمان کیون مین اوڑا جاتا ہون | تیر کے پر مرے بازو مین ہین کیا پر کے عوض |
| ساقیا بھول گیا کیا مری دریا نوشی | خم لگا دے مرے منہ سے کوئی ساغر کے عوض |
| گل رخسار کا دیوانہ ہون نازک ہی مزاج | پھول کیون مجکو لگاتے نہین پتھر کے عوض |
| وحشی چشم سیہ عین عنایت سمجھین | سنگ سرمہ جو لگاو انھین پتھر کے عوض |
| رشک کی جا نہین پر کچھ مجھے سو اس مین نہین | مرغ دل نامہ جو لیجائے کبوتر کے عوض |
| کشور حسن ملا پر تو رخ سے تیرے | سلطنت آینہ کرتا ہی سکندر کے عوض |
| مثل شبنم عرق آجاے رخ گلگون پر | غنچۂ گل جو انگیٹھی مین ہون اخگر کے عوض |
| سنگ رہ ہو گئے بت کعبے چلے تھے اے خضر | ملگئے راہ مین رہزن ہین رہبر کے عوض |
| سوے دریا نگہ گرم سے دیکھا کس نے | آبلے سیپ مین پیدا ہوئے گوہر کے عوض |
| دختر رز عوض روح بدن مین ہوتی | کاش ہوتا مری گردن پہ سبو سر کے عوض |
| اوسنے خط دست حنائی سے لکھا ہی مجکو | مرغ یاقوت پہ آئے گا کبوتر کے عوض |

ہو گئے ہم تو یہ اوس بت نے کہا دربانے
گئے اللہ کے گھر آج مرے گھر کے عوض

مجکو موسی کیا فرعون بنایا اوسکو
زر تو نگر کو دیا صبر مجھے زر کے عوض

| ۱۶ | جنکو بے بستر گل نیند نہ آتی تھی وزیر<br>سوتے ہین خاک پہ وہ پھولون کے بستر کے عوض | ۵ |
|---|---|---|

ساقیا آب جو مانگون مے احمر کے عوض
کاسۂ عمر کو بھر دیجیو ساغر کے عوض

سر مرا کاٹ کے تلوار گلے پر رکھدی
دی ہے شمشیر دو سر یار نے اک سر کے عوض

تیغ ابرو کی شکایت ورق دل پہ لکھی
اوسنے زخمونکے جو خط پڑ گئے مسطر کے عوض

ناتوان ہین جو اوٹھے وے الٹے تو یان آ بیٹھے
دی جگہ روزن دیوار نے لو در کے عوض

فارغ البال کیا مجھکو پریشانی نے
رہتی ہے پیش نظر زلف معنبر کے عوض

زر کو لکھے کوی اولٹا تو وہ رز ہو جائے
زر ملے طالع واژونکی سبب زر کے عوض

میرے نالونسے شب ہجر زمین کانپ اوٹھی
آسمان ٹوٹ پڑے آج نہ اختر کے عوض

ابرو یار پہ قطرے یہ پسینے کے نہین
گوہر اس تیغ مین پیدا ہے جوہر کے عوض

یادگار گل نوخیز خزان مین ہے یہی
شاخ گل مین دل بلبل ہے گل تر کے عوض

کچھ گھٹا جسم مرا کچھ یہ بڑھا تنگ کا تار
عیب پوش تن عریان ہوا چادر کے عوض

ساقیا مژدہ کہ آ پہنچی ہے مستانہ بہار
شاخ مین اب تو گلابی ہے گل تر کے عوض

آج اسواسطے روتے ہین طفل نادان
دامن خاک ہے کل دامن مادر کے عوض

خواہش اسبابکی بس عالم اسباب مین تھی
سو رہے بعد فنا خاک پہ بستر کے عوض

| مصرع اول | مصرع ثانی |
| --- | --- |
| دے کی خط حال زبانی کہہ اوس کو خط | جا سے طوطی سخنگو جو کبوتر کے عوض |
| مر کے کہتے ہین لب گور سی ہم حسن پرست | آئینہ لوح کو درکار ہی پتھر کے عوض |
| یاد پستان جو مجھے کرتی ہی دیوانہ فریب | سنگ تیرے پڑتے ہین گلزار مین پتھر کے عوض |

| ۷۶ | ردیف ظاے معجمہ | ۱۰ |
| --- | --- | --- |

| مصرع اول | مصرع ثانی |
| --- | --- |
| سے چلے بتخانے کو خدا حافظ | تم بھی زاہد کہو خدا حافظ |
| تیرے کوچے سے ہیچ اوٹھا کے چلے | گیسوے مشکبو خدا حافظ |
| دم عیسی سے بھی شفا نہوی | لو بس ای ہمدمو خدا حافظ |
| ہی بہت زود رنج دل میرا | یار ہی تندخو خدا حافظ |
| اوس صنم کو خدا کہون نہ کہون | ہی سخن گو مگو خدا حافظ |
| دل کو بتخانہ گر کے کعبے سے چلے | زاہدو راہدو خدا حافظ |
| ہر فرنگن سے گورے ہاتھہ مین دل | جان کا صاحبو خدا حافظ |
| دیر سے مثل نالہ ناقوس | جاتے ہین ای بتو خدا حافظ |
| بات بھی کی تو یہ کہا شب وصل | جائین ہم تم کہو خدا حافظ |
| شہ خوبان کے غم مین جان چلی | ای وزیر اب کہو خدا حافظ |

| ۷۷ | ردیف عین مہملہ | ۲۸ |
| --- | --- | --- |

| مصرع اول | مصرع ثانی |
| --- | --- |
| شعلہ رخسار اگر دیکھے نہ پروانہ شمع | دود سان پھرنے لگے گرد سر جانانہ شمع |
| آتش رخ سے اگر روشن کرے جانانہ شمع | کرمک شب تاب سان ہی جابجا پروانہ شمع |

چھپیگی وہ من گل کرکے ہیں شرخ جانانہ شمع
باغ بزم یار میں ہے سبزۂ بیگانہ شمع

ایک عالم شکل فانوس خیالی گرد ہے
ہے بجا کہیے سراپا ہے قد جانانہ شمع

کس سے بھوکے ذرا اوٹھائی رخ سے محفل میں نقاب
گر پڑی ہے برق کی صورت جو بیتابانہ شمع

ہیں ہوا خواہ اوسکی لیکن قدر یہ ہے سانچے ہیں ڈھلا
پنجۂ گلگون ہے شعلہ ساعد جانانہ شمع

رنگ شعلے سے گل ہونے میں قلقل کی صدا
پھونک کرنہ سے بجھائیگا جو وہ مستانہ شمع

اک ترے آنے سے ایسا ہی ہے بزم آراستہ
ہیں گلو چشم و عارض شیشہ و پیمانہ شمع

جلوہ گر ہے یار بزم آشنا و غیر میں
ایک سے روشن ہے میان کعبہ و بتخانہ شمع

بزم میں گر روے روشن سے اوٹھائی تو نقاب
شرم سے چھپنے لگے زیر پر پروانہ شمع

بیٹھی ہے نور چشم مست ساقی دیکھکر
کہتے ہیں ہم جلتی ہے پیش در میخانہ شمع

کاٹتا ہے سر کو کیوں اولٹی ہیان آ عزیز ہے
تیری محفل میں قدم رکھتی ہے گستاخانہ شمع

کٹ گیا سر بزم میں لیکن رہی ثابت قدم
ہے تو زن کہتی ہے لیکن ہمت مردانہ شمع

ہو فلک پیدا صویں سے شعلے سے آک آفتاب
آتش رخ سے اگر روشن کرے جانانہ شمع

کرتی ہے تیار بالش فکر خواب صبح ہے
بھرتی ہے فانوس میں شب بھر پر پروانہ شمع

اے جنون سیوز غم کا ہے اثر مرنے کے بعد
جانتا ہے ہڈیوں کو ہر سگ دیوانہ شمع

گو کرے احسان ظالم پر ہو کیا اوسکا کوئی
کب کرے روشن بھلا زنبور کا کاشانہ شمع

ہو گیا روشن جو سینو نکلی ہے بس بنیاد ظلم
گر ہنوز زنبور ہی شمع ہو پیدا نہ شمع

شانہ جب اوسنے لیا اپنے حنائی ہاتھ میں
ہو کے روشن بن گیا کنگھی کا ہر دندانہ شمع

بے ترے پڑ لئے بھاگین مرغ وحشی کی طرح
گو دکھائے آنسوؤن سے اپنے آب و دانہ شمع

اوس سے بھونکے کو اگر دیکھے قبا پہنے ہوے
جائے فانوس سے چاڑ سے صورت دیوانہ شمع

دلکو کر خالی خدا تا بخشے اپنا داغ عشق
جب نہو کوئی جلائے آپ صاحب خانہ شمع

مثل فانوس خیالی وہ بھی گردش مین ہے
ہون وہ سرگردان سنے میرا اگر افسانہ شمع

ہون کسیکی چشم مست و روے روشن کا شہید
میری تربت پر چڑھانا چاہیے پیمانہ شمع

کیون نہ مین دیوانہ ہون اسکی نفاست دیکھکر
جائے مشعل منہ مین رکھتا ہے سگ جانانہ شمع

ایسی تاریکی شب فرقت کی ہو ملتا نہین
ڈھونڈتی پھرتی ہے کاشانہ مرا کورانہ شمع

گر نہ موج اشک کی زنجیر سے پابند ہو
بے ترے محفل سے بھاگے صورت دیوانہ شمع

| ۷۸ | آتش غم بعد مردن اپنے کام آئے **وزیر**<br>استخوان میرے جلائے جان کر جانانہ شمع | ۱۲ |
|---|---|---|

ہے یہ دو دن بزم مین ساقی و مطرب چنگ و شمع
ایکدن چھاتی ہے اور بالین ہے اور ہے سنگ و شمع

ہون کسیکی فندق و ساعد کا مین یار و شہید
قبر پہ بہر نشان رکھنا گل اورنگ و شمع

روشنی خط سے ہوئی زائل نہ روے یار کی
اب تلک یکسان ہے وہ آئینہ بے زنگ و شمع

شمع کا مثل چراغ صبح تھا کافور رنگ
رات یکجا تھا جو وہ آتش عذار شنگ و شمع

اشک کا قطرہ کبھی گرتا نہین کیا ضبط ہے
گرچہ سوز عشق سے یکسان ہین مین و پتنگ و شمع

چشم تر خون دل نالان و داغ یاس ہین
ہجر مین ساقی ہین جام شراب و چنگ و شمع

مثل پروانہ جلین کیون دل نہ اہل حرم کے
ہے مشابہ اوسکے رخسار سے آتش رنگ و شمع

تھا ہمدم کو جو سوز و گداز عشق کا — شام سے روتا رہا تا صبح میں دل تنگ و شمع

جامۂ سبز و تن پر نور وہ یاد آگیا — روے شبکو دیکھکر فانوس حنا رنگ و شمع

ہجر کی شب کاروان اشک کے ہمراہ تھے — نالہ و لخت دل سوزان برنگ زنگ و شمع

لڑکے ہاتھ اوسکا چھڑانا شمع گل کرنا مرا — وصل کی وہ رات یاد آتی ہے اور وہ جنگ و شمع

۵۹

کھینچتا تصویر اگر مجھ دل جلے کی ای وزیر
سوز مین پھر ایک ہوتا خامۂ ارژنگ و شمع

۶۰

ہو مثل شمع طور جو تنویر پائے شمع — اون پاؤن کے نہ آگے ہو توقیر پائے شمع

ثابت ہوئی ہے کون سی تقصیر پائے شمع — جو موج اشک بنگئی زنجیر پائے شمع

کیونکر ہو تیری ساق بلورین کا ہمسے ضعف — کب ہو سکے پتنگ سے تقریر پائے شمع

رتبہ ہے آگے شمعون کے یون پائے یار کا — پروانون مین ہے جیسے کہ توقیر پائے شمع

پونہچا ہے اب تو شعلۂ سر اوسکے پاؤن تک — ای اشک شمع کیجیو تدبیر پائے شمع

لغزش قدم کو کچھ نہو سی سر کٹا دیا — رکھتے ہین اپنے پاؤن بھی تا تیر پائے شمع

رکھنا قدم جو بزم مین تیری گناہ ہے — سر کو نہ کاٹ چاہیے تعزیر پائے شمع

ہمتو قدم نہ رکھ سکین اور وہ ہو بزم مین — بہتر ہے اپنے پاؤن سے تقدیر پائے شمع

یہ آرزو ہے پاؤن ترا کر کے روبرو — کچھ کرتے ہم پتنگ سے تقریر پائے شمع

دیتا ہے اپنی جان عبث جلکے ای پتنگ — لے اسکے شمعدان سے تسخیر پائے شمع

دل جلتے جلتے سینے مین کچھ بچ رہا جو ہے — کھینچی ہے سوز عشق نے تصویر پائے شمع

ثابت قدم ہی بسکہ رہ سوز عشق مین
سب عاشقون مین چاہیے توقیر پاے شمع

زنار بزم مین نہ ٹھہرتی ترے حضور
ہوتا نہ شمعدان جو زنجیر پاے شمع

دیکھے اگر وہ روشنی نقش پاے یار
کرنے لگے پتنگ بھی تحقیر پاے شمع

کچھ ساق یار سے جو کرے ہمسری تو دو
ہر لطمۂ صبا سے ہو زنجیر پاے شمع

شب عذر لنگ کرکے نہ او بزم سے ہٹا
اللہ ری عقل و فطرت و تزویر پاے شمع

ہی گرم وصف پاے نگارین جو بزم مین
منظور کیا ہی یار کو تحقیر پاے شمع

پروانہ رات مرکے لگن مین جو رہگیا
لوح مزار بنگیا گلگیر پاے شمع

زلف دراز جلنے مین لپٹی ہی ساق سے
ایماء یا کہ شب ہوی زنجیر پاے شمع

ثابت قدم وہ ہون کہ لکھا ہی جو وصف پا
ہر سطر مین ہی عالم تصویر پاے شمع

## ولہ

روبرو تیرے کہان وہ رونق بسیار شمع
ہوگئی کافور ساری گرمی بازار شمع

## ٨٠ ردیف غین معجمہ ١٩

سوز غم سے یان جلا کرتے ہین بے روغن چراغ
بنگئے ہین مو فتیلے داغہا سے تن چراغ

یاد عارض مین ہوا ہی جان کا دشمن چراغ
آنکھ دکھلاتا ہی شب بھر صورت رہزن چراغ

چین گیسو سے نمایان ہوئی ہی عارض کا فروغ
شام کو جسطرح سے کردے کوئی روشن چراغ

کیا سیہ خانہ مرا پر ہول و آفت خیز ہی
افعی شام جدائی کا بنا ہی من چراغ

ہو جنون دیکھے جو اوسکی آتشین خد کا فروغ
چاک کرڈالے حریر شعلہ کا دامن چراغ

کیا فروغ عارض پر نور ہے نام خدا
داغ چیچک کے بنے ہین ای بت پرفن چراغ

دانت مسی ملنے مین چمکے دہان تنگ سے
یا شبستان عدم مین ہوگئے روشن چراغ

کیا حرارت ہے ترے مجروح مین ای شعلہ رو
زخم کی بتی بنی ہے شعلہ زخم تن چراغ

کوچۂ زخم سیہ بختان مین کہاتا ٹھوکرین
جوہرون سے گر نہ رکھتا خنجر آہن چراغ

کیا ترقی پر فروغ حسن ہے ای شعلہ رو
جل بجھے غیرت کے گر دیکھے ترا جوبن چراغ

لائی ہے پروانہ دلسوختہ کی کیا خبر
کیون صبا کی آتے ہی کرنے لگا شیون چراغ

یون مرے موئے سپید سر مین ہین داغ جنون
چاندنی مین جسطرح بے نور ہون روشن چراغ

گوشہ گیری دشمن جانی سے دیتی ہے نجات
خوف صرصر کا نہین گر ہو تہ دامن چراغ

گرم وصف شعلہ رویان ہو جو بعد مرگ بھی
بنگیا ہے ضیا ہر اک ریزۂ مدفن چراغ

ہو تجلی طور کی شعلے مین اوسکے ای کلال
گر بنا تو لیکے خاک وادی ایمن چراغ

عشق لیکن خانہ برباد آیا کھینچون آہ گرم
کالی آندھی آگئی جلدی کرو روشن چراغ

سبزۂ خط مین نہان ہے وہ عذار آتشین
یا لیے ہین خضر پیغمبر تہ دامن چراغ

چھپ گیا جب پھول تو نمین کوئی ای عندلیب
ہم یہ سمجھے ہے حفاظت کو تہ دامن چراغ

| ۸۱ | داغ عشق شعلہ رویان پھونک دیگا ای وزیر<br>اک نہ اک دن ہوگا قصر تن مین آتش زن چراغ | ۱۱ |
|---|---|---|

اشتعال آتش غم سے ہین داغ تن چراغ
چار دیوار عناصر مین ہین یا روشن چراغ

دیکھتا ہون سارے عالم کا تماشا آپ مین
جسم فانوس خیالی ہے دل روشن چراغ

تیرہ باطن کو بھی ہوتا ہی فروغ عارضی
چاہ مین رخسار یوسف سے ہوا روشن چراغ

سوز غم سے بیکسی کا دل جلا چالیس دن
ہم غریبوں کی لحد پہ یون ہوا روشن چراغ

ذرہ افشان کا خم ابرو مین رکھتا ہی فروغ
طاق کعبہ مین نظر آتا ہی یار روشن چراغ

اٹھ نہ جاتی ہی شعلہ ہر دم آتش فشان
کفچۂ مار سیہ فرقت مین ہی روشن چراغ

گریبان کرتا ہی پروانے سے جیب و شمع زر
مثل شعلہ رشک سے سر دھنتے ہین روشن چراغ

حلقۂ گیسو سے افشان رخ کی دیکھی روز وصل
دنکو ملک شام مین آئے نظر روشن چراغ

تم جو بے پردہ دکھاؤ گے عذار آتشین
پردۂ فانوس مین چھپ جایگا روشن چراغ

اوس لب شیرین کے تل کا تھا مجھے جانسوز عشق
ہون سر مدفن بھی میٹھی تیل سے روشن چراغ

سوز عشق شمع رو سے جلگیا ہون ای وزیر
اس سے میرے عرس مین کرتے ہین سب روشن چراغ

پھولوں سے تیرے ہجر مین ہی داغدار باغ
طاؤس بن کے نالے کرے گا ہزار باغ

ہی داغ و آبلے سے یہ رشک ہزار باغ
پھولا پھلا ہی زور عناصر کا چار باغ

تیغ دو سر دکھاؤ اگر ابروؤن کی تم
شاخ دوتا کے صدقے کرے ذوالفقار باغ

## ۸۲ ردیف فا ۱۲

دیکھ ادب آ کر مرا گور غریبان کی طرف
قبلہ رو مین پاؤن سر ہی کوی جانان کی طرف

دونون ہاتھ اپنے نہین بیکار ہی دست جنون
ایک دامن کی طرف ہی اک گریبان کی طرف

قید یوسف کو کیا پر تھا زلیخا کو نہ چین
نالے کر آتی تھی وہ جا جا کے زندان کی طرف

ہم بھی لپٹے جاتے ہین دامن سے مثل گرد راہ
ناز سے دیکھا تو ہوتا پھر کے دامان کیطرف

بعد مردن ہر وصیت بس یہی ای دوستو
قبر مین منہ پھیر دینا کوی جانان کیطرف

آنیو دامن اوٹھائے مدفن عشاق پر
ہاتھ لیجائے نہ کوئی پیرہنے امان کیطرف

میری جانب یون نہ کرتا ہے حقارت سے نگاہ
کوی ہندو جسطرح دیکھے مسلمان کیطرف

سبزہ بیگانہ مین پاتے ہین کچھ اپنا سا حال
آنکلتے ہین جو ہی بلبل گلستان کیطرف

دیکھنا تاثیر گریہ کر دیا لبریز آب
رو کے جب دیکھا کسی چاہ زنخدان کیطرف

ہے الٰہی منظور لطف برق باران دیکھنا
دیکھیے ہنس ہنس کے میری چشم گریان کیطرف

نیزہ جیسے کنوین مین گر نکیا رکھتا ہو عزم
دیکھتا ہون یون مین اوس چاہ زنخدان کیطرف

ہو کے غافل اہل ادب سے ہم نہ سوئے ای وزیر
پاؤن ہو جاتین نہ اپنے کوی جانان کیطرف

| ۲۶ | ردیف قاف | ۸۳ |
| --- | --- | --- |

خدا نما ہے بت سنگ آستانۂ عشق
چلو نگاہ سے نگہ بن کے سوے خانۂ عشق

نہ کم ہون سکۂ داغ دل یگانۂ عشق
بھرا پڑا رہے یارب سدا خزانۂ عشق

جبین قیس سے بنے سنگ آستانۂ عشق
جنون ہے خیمۂ لیلی سیاہ خانۂ عشق

مدام دل مین رہے داغ الفت ساقی
نہ بے چراغ ہو یارب شرابخانۂ عشق

یہ محفل طرب حسن ہے نہین مقتل
صدا گلوے بریدہ کی ہے ترانۂ عشق

یہ کہکے پھرتی ہے دن رات آسیاے فلک
ملے تو خرمن مہ و سے کے لون مین دانۂ عشق

ہے آفتاب پیالہ فرشتہ خو ساقی
خم فلک ہے سبو سے شرابخانۂ عشق

بس ایک ہاتھ مین دو ہو کے مینہ مین پہ گرا
قضا جو آئی ادا ہو گیا دوگانۂ عشق

ہر ایک گام پہ دل پیستا ہی ابلق چشم
مگر ہی سرمے کا دنبالہ تازیانۂ عشق

جلایا طور کو اکدم مین صاعقہ بنکر
شرر فشان جو ہوا سنگ آستانۂ عشق

ہو خانۂ صدف دل نہ کسطرح پر نور
کہ آپ ہی گہر شب چراغ دانۂ عشق

بتو خدا نے کہا فی السماء رزقکم آپ
ملا ہی مجکو یہ ہفت آسیا سے دانۂ عشق

یہ سچ مثل ہی بتو سبکا ہی خدا رزاق
نصیب طائر دل ہی ازل سے دانۂ عشق

جو خال بنکے خط رخ مین دل ہے میرا
کہو نمین خرمن مہ مین ملا یا دانۂ عشق

صدائے ماتم دل سنکے خوش وہ ہوتے ہین
نوائے سینہ زنی ہی کہ شادیانۂ عشق

جو شوق دید ہی موسی کیطرح ایک نہ ہین
کہ لن ترانی محبوب ہی ترانۂ عشق

نقاب اودھر وہ اوٹھائین ادھر میں آہ کرون
سمند حسن پہ پڑ جائے تازیانۂ عشق

جو تولیے اسے کونین کی ترازو مین
گران ہو وزن مین نہ آسیا سے دانۂ عشق

فروغ بزم تصور ہی یاد لبستان کی
حباب حسن بنے ہین چراغ خانۂ عشق

خیال گوہر دندان مین ہم جو روتے ہین
سرشک دیدۂ تر ہی در یگانۂ عشق

ہی میرے دل کیطرح اس سے پریشان حال
ملا ہی زلف کو حسن سیاہ خانۂ عشق

چڑھا جو دار پہ عاشق کا سر ہوا سردار
جدا ہی خانۂ عالم سے کارخانۂ عشق

خدا کا گھر ہو جو ٹوٹے جہاد نفس سے دل
خراب ہو تو بنے لامکان تہ خانۂ عشق

کسیکی ابرو پر خم کا دھیان رہتا ہے
ہمارا کعبۂ دل ہی سیاہ خانۂ عشق

| | |
|---|---|
| وہ دل لگا کے سنین داستان کی صورت | بیان کیجیے اس حسن سے فسانہ عشق |
| وزیر تخم محبت کو دل مین بو اپنے | زمین وہ شور ہی جسمین اوگے نہ دانہ عشق |

| ۹۴ | ردیف کاف عربی | ۱۰ |
|---|---|---|

| | |
|---|---|
| ہیں عاشق چشم گریان و لب خندان ہی ایک | جل گیا جو نخل اوسکو برق اور باران ہی ایک |
| دیکھنے دیتا نہین اوسکو حجاب عشق ہائے | ہو نہین وہ محروم جسکو وصل اور ہجران ہی ایک |
| ناتوانی سے ترے بیمار کے رخسار پر | سیلی دست ستم اور سایہ مژگان ہی ایک |
| پیرہن مین یون بدن ہی جس طرح سے تنمین روح | چشم بد دور اب لطافت مین جسم جان ہی ایک |
| ماہ سے تشبیہ پھر تجکو نکیونکر دیجیے | چاندنی اور سایہ تیرا ای مہ تابان ہی ایک |
| آپ سے بہتر کے آگے خود نمائی ہی زبون | روبروے مہر ماہ و ابر بے باران ہی ایک |
| چاہیے ہنسکر چھڑکنا ای لب جانان نمک | آتش غم سے کباب اور یہ دل سوزان ہی ایک |
| عاشقون کے آگے مشرک ای بت یکتا ہو تو نہین | گر کہو نہین حسن مین تو اور مہ کنعان ہی ایک |
| سیکڑون طوطی زبان ہین این اسیر دام غم | خانہ صیاد اور یہ گنبد گردان ہی ایک |
| ایک ہی یہ نور ہی دلمین ہر اک کے جلوہ گر | شیشے ہین لاکھون پری سب مین و لے پنہان ہی ایک |

ولہ

| | |
|---|---|
| گذرا افلاک کے پار گیا لامکان تلک | او تیر آہ بے ادبی اب کہان تلک |

| ۸۵ | ردیف کاف فارسی | ۱۳ |
|---|---|---|

| | |
|---|---|
| ظاہر ترے گلے سے ہی رنگین سخن کا رنگ | کیا صاف پیرہن سے عیان ہی بدن کا رنگ |

میلا ہوا نگاہ سے تیرے بدن کا رنگ
ایسا لطیف کب ہر گل یاسمن کا رنگ

کون آفتاب چہرہ ہی محفل مین جلوہ گر
کافور ہو گیا ہی جو شمع لگن کا رنگ

آسیب سے نگاہ کے اللہ رے نازکی
نیلوفری ہی اوس صنم گلبدن کا رنگ

ہوتا ہی یہ سفید کبھی زرد ضعف سے
لاتا ہی رنگ روز ہمارے بدن کا رنگ

جلتا ہون بعد مرگ جو خورشید کیطرح
کیا ہی ہر ایک تار کفن مین کرن کا رنگ

پوشیدہ آفتاب ردائے شفق مین ہی
یا ہی حجاب تن تیرے پیرہن کا رنگ

ہوئے حنائی رکھے برہنہ جو کوی پانون
فصل بہار مین ہی یہ خاک چمن کا رنگ

کن حسرتون سے دیکھتے ہین ہم سہیل کو
آتا ہی یاد جبکہ کسی کے ذقن کا رنگ

ای گل جو اوسکی قبر پہ ہی شور بلبلان
گلگون تیرے شہید کے کیا ہی کفن کا رنگ

چہرے پہ تیرے آنکھین تری کیون نہو سیاہ
ہوتا ہی آفتاب سے کالا ہرن کا رنگ

اوترا نہ زہر افعی گیسوے عنبرین
نیلا ہی گور مین جو مری خاک تن کا رنگ

عنقا کا رنگ کیا مین بتاؤن بھلا وزیر
وہ شوخ پوچھتا ہی جو اپنے دہن کا رنگ

دیکھ سبے بادہ کیا ہی اپنا رنگ
رحم ای آسمان مینا رنگ

زور دکھلا رہا ہی کیا کیا رنگ
واہ وا ای جہان نگار رنگ

ہو گئے ضعف سے سبک ایسے
لے اوڑا ہمکو بھی ہمارا رنگ

کیونکر نہ جھڑین منہ سے ترے وقت سخن پھول
چپ رہنے مین غنچہ ہی تو ہنسنے مین ہین پھول

مستانہ بہار آئی ہی لا مشفق من پھول
ساقی ہین گلابی کی طرح توبہ شکن پھول

نظرون سے گرون ہین تو وہ آنکھونسے اٹھاتین
کیا ضعف سے مثل گل بازی ہی بدن پھول

پڑتی ہی تری چشم سیہ باغ مین گل پر
توڑے گا مگر آنکھ کے ڈھیلے سے ہرن پھول

شاخونسے گلستان مین ہین کیا پاؤن نکالے
چلدین نہ کہین کود کے دیوار چمن پھول

آئے جو صبا کوچۂ گیسو سے چمن مین
بنجائین ابھی نافۂ آہوے ختن پھول

پرتو سے گل رخ کے ہوا روغن گل تیل
جھڑتے ہین چراغونسے ابھی سیکڑون من پھول

کیا پڑ گئی تھی آنکھ کسی گل پہ تمھاری
کیون سونگھتے ہین باغمین آ کے ہرن پھول

دیکھا ہی جو بلبل نے ترے نقش قدم کو
نظرونسے گرے جاتے ہین اے رشک چمن پھول

پھبتی ہی نئی رخ کو کمون پھولونکی ڈالی
گل عارض گلگون ہی دہن پھول ذقن پھول

جسطرح کنوین مین کوئی گرنیکا کرے عزم
یون دیکھتے ہین یار سوے چاہ ذقن پھول

سودے نے تری زلف کے کس پیچ مین ڈالا
دھاگے سے جھٹے تو ہوے مشتاق رسن پھول

آہو اگر آنکھین ہین تو کیون کہتے ہو نرگس
کیا سحر سے بنجاتے ہین اے جان ہرن پھول

آتی ہی جنون خیز دلا فصل بہاری
اب دشت مین شاخونسے نکالینگے ہرن پھول

گرتی جو تری برق نگہ خرمن گل پر
جلتے دل بلبل کیطرح سیکڑون من پھول

پڑ جاے ترے روے منطط کا اگر عکس
پیدا کرین مثل گل خورشید کرن پھول

اے حب وطن کہتے ہین غربت مین یہ کہکر
نظرونمین ہین خار چمنستان وطن پھول

کیا ہم سن جاہ گلستان سے بندے تھے
بوٹا سا ہی قد یار کا نخل چمن حسن
ہوتے ہین خجالت سے سفید آپ کے آگے
کیا دیکھون بہار شفق شام غریبان
برسون گل خورشید و گل ماہ کو دیکھا
بلبل کے لبھانے کو نیا آگ ہین لاتے
کہ چمن مین گل کے کرو شوق سے گلگشت
جو تجھی کو سوم سمجھین اگر پھول نہین یاد آئین
پیارے ہو سبک وزن مین قیمت مین گران ہو
ہین صبح شہادت کے گریبان کی طرح چاک
ارباب تعلق کا تعلق نہین جاتا

جب فصل بہار آئی ہوئی زخم رسن پھول
پتے ہین اگر برگ تو ہین پھول کرن پھول
چاندی کے ہوئے جاتے ہین سونے کی کرن پھول
یہ غنچۂ دل ہوگا نہ بے صبح وطن پھول
تازہ کوئی دکھلائی ہمین چرخ کہن پھول
لو رام کلی گانے لگے بننے دہن پھول
بالیدہ ہین ایسے کہ فضا مین ہین چمن پھول
مرجائین مگر ہوئین نہ دولہا نہ دولہن پھول
نظرون مین تمھین تول لیا ہی یہ بدن پھول
کیا مانگ کے لائے ہین شہیدون کی کفن پھول
مرنے پہ بھی درکار ہی کافور کفن پھول

| ۱۷ | گلریز ہے کیا کلک وزیر اب دم تحریر<br>پیدا تو کرے ایسی بھلا شاخ سمن پھول | ۸۷ |
|---|---|---|

نہ کیا ذبح گیا چھوڑ کے بسمل قاتل
کیون نہ انگشت شہادت سے ہو بسمل قاتل
دست نازک کی نزاکت جو سبھے نے دیکھی
جی مین آتا ہی تری تیغ کو دل مین رکھ لون

دہن زخم پکارا کیے قاتل قاتل
تیر دستی ہین نہین تیرے انامل قاتل
ایسی سمٹی کہ ہتیلی کا بنی تل قاتل
ایسی لیلی کہین چاہیے محمل قاتل

جان دین کیون نہ مرین عاشقِ جانباز ان پر
تیغ خون ریز پری جو رشمائل قاتل

صفحہ ہر جا پہ ینگی کیا خون کی چھینٹین اڑ کر
آستین کا ہی تری کوس انھین منزل قاتل

پاؤن رکھا جو حنائی تو یہ تھوکے گا لہو
دہن زخم بنے گا لب ساحل قاتل

پھیر دے گردن عشاق پہ مقتل مین چھری
رقص بسمل ہی کے قابل ہی یہ محفل قاتل

تو نے زلفِ عرق آلود دکھائی جو مجھے
مار آبی نظر آئی یہ سلاسل قاتل

جاے کوچے مین اگر گل کے ہی پھینکو کسی سمت
ناوکون مین ہین جو پہاے عنادل قاتل

اثر ظلم سے تیار ہو شمشیر گلی
خاک ہو جاے ستمگر تو بنے گل قاتل

دانت پر تو نے لگائی نہین تیغ پر آب
آب مین گھول دیا زہر ہلاہل قاتل

پی گیا مین دہن زخم سے پانی ایسا
ہر زبان تیغ کے مثل لب ساحل قاتل

کیا تری تیغ نے جوہر کا چمن دکھلایا
آشیانون سے نکل آے عنادل قاتل

سخت جان ہون مری گردن پہ چھری پھیر اگر
تیز کرنے کے لیے خوب ہی یہ سل قاتل

نیک ساعت سے چلی تھی یہ تری تیغ دو سر
سر تک آئی مرے تو بھی سر منزل قاتل

| ۸۸ | بعد مردن بھی وہی شوق شہادت ہی **وزیر**<br>دہن زخم سے ہم کہتے ہین قاتل قاتل | ۱۶ |
|---|---|---|

دل ترا قتل پہ کیونکر نہو مائل قاتل
آب شمشیر عناصر مین ہی داخل قاتل

ہی بہت سہل شہیدان وفا سے ملنا
خون لگا لے تو شہیدون مین ہو داخل قاتل

عید قربان ہی یہی دن تو ہی قربانی کا
آج تلوار کے مانند گلے مل قاتل

ہون جو شاعر دل گم گشتہ کا یون حال کہا | پڑھ دیا آگے ترے مصرع بیدل قاتل
ضد عاشق سے ہی گلزار مین پھولونکی عوض | توڑے گا غنچۂ منقار عنادل قاتل
دل مین ہی عشق ترا یاد تری غم تیرا | رہبرون سے ہوی آباد یہ منزل قاتل
رقص بسمل یہ پھڑک جاتا ہی تلوار کا دم | ڈھال سے آتی ہی آواز جلاجل قاتل
کسی کروٹ کسی پہلو نہین دیتا مجھے چین | دشمن جان ہی تری طرح جگر و دل قاتل
جوہر تیغ کی زنجیر جو تو پہنا دے | بیڑیان پاؤن کی کاٹے یہ سلاسل قاتل
کھینچے تلوار تو ہو جاسے دو چندان جوبن | تیغ خم گشتہ ہلالی ہے مہ کامل قاتل
مرے سینے مین وترا آئے جگر سے دل مین | تیری تلوار کرے قطع منازل قاتل
پاؤن گر خانۂ زنجیر سے باہر رکھون | رگ پا بن کے لپٹ جاے سلاسل قاتل
کب پھڑکتا تھا ترا دست حنائی ایسا | طائر رنگ حنا ہو گیا بسمل قاتل
چار آئینہ عناصر کا او تارون بیکون | زخم کھانا مجھے ہو جائیگا مشکل قاتل
یہ بیالہ ہی بنا گرد سبکرومی سے | دم شمشیر سے اوڑ جاے مرا دل قاتل

| ۸۹ | زار ایسا غم بیتابی دل سے ہی وزیر<br>بنگیا ہی نگہ دیدۂ بسمل قاتل | ۱۷ |
|---|---|---|

نالان فراق دل مین ہی ماتم سراے دل | سینے سے آرہی ہی صدا ہاے ہاے دل
ایسا کیا ہی تذکرہ نالہاے دل | آنے لگی زبان سے ہماری صداے دل
حاضر ہی لیجیے یہ اگر کام آے دل | کچھ اور پاس ہم نہین رکھتے سواے دل

مقصد بر آئے بیا لنسے لی تیغ یار نے — اوترا غلاف کعبۂ حاجت روائے دل

آتی ہی اونکے کوچہ گیسو سے یہ صدا — آؤ مسافرو کہ بیابان ہی سرائے دل

جز یاد دوست غیر کا خطرہ نہ آسکا — وسعت نثار تجبہ ہوا تنگنائے دل

بو ہوکے گل مین گیا دل بلبل سما گیا — توڑا کسینے پھول تو آئی صدائے دل

جانا پری رخون مین ملا کا ہی سامنا — قاصد ٹھہر کہ ساتھ کو نمین دعائے دل

مانند ریگ شیشۂ ساعت عیان ہی صاف — آئے غبار اگر نہ چھپائے صفائے دل

دنیا کو چھوڑیے سگ دنیا کیواسطے — یہ استخوان پسند کرے کب ہمائے دل

بنکر پیالہ ہو لب میگون سے آشنا — ساقی ملا کے خاک مین دیکھے صفائے دل

چکر مین ایک آہ سے ہی گرد باد جسم — اللہ رے زور شور تسے ای ہوائے دل

رہتے ہین گرد اونکے ہوا ادر کے قریب — اب شمع زندگی کو بجھاوے ہوائے دل

ای جان جسکو نقطۂ موہوم کہتے ہین — تیرا دہان تنگ ہی یا تنگنائے دل

مین سنبر بخت دل کے تڑپنے سے مرگیا — چھاتی پہ مونگ دلنے لگی آسیائے دل

کاہیدہ ہو ریاضت باطن سے جسم اگر — لیجائے سوئے خلد اوڑا کر ہوائے دل

| ٩٠ | عزلت پسند کیون نہو صائب صفت وزیر<br>با خلق آشنا نشود آشنائے دل | ٦١ |
|---|---|---|

ہی عرش آستانۂ ولستر لئے دل — اللہ رے رتبہ حرم کبریائے دل

بھنتا ہی کیا کباب کے مانند ہائے دل — خونبار ہی جو نالۂ درد آشنائے دل

پہلو مین میرے دیکھے جو پیکان بجاے دل
میری طرح کہے لب سوفار ہاے دل

ہر عضو تن کو درد محبت بناے دل
وہ نی ہون بند بند سے آئے صداے دل

اے حور اپنا جذب جو تجکو دکھاے دل
جنت سے چار باغ عناصر مین لاے دل

پاے نگاہ یار پھسلتا ہے بار بار
پیدا کرے نہ گرد کدورت صفاے دل

دکھلا رہی ہے شعلۂ آواز برق طور
کیا لن ترانیون پہ ہے بانگ دراے دل

جوبن ہے آج کر لو جگہ دل مین کہتے ہین
کل ڈھونڈتے پھرینگے کدھر ہے سراے دل

کیونکر کہون نہ قبلۂ حاجت روا اسے
کعبے کا ہو غلاف جو اوترے قباے دل

یہ سات آسمان جو دن رات پھرتے ہین
ہین گرد باد وادی بے انتہاے دل

جانا ہے سہل کوچۂ گیسوے یار مین
دست دعاے عاشق مضطر ہے پاے دل

اک تار آستین ہین یہ نہ اطلس سپہر
دامان حشر سایۂ جیب قباے دل

گلشن مین یہ ہوا دل بلبل کی بندھ گئی
آئی شکست رنگ چمن سے صداے دل

ساقی یہ جام آپ چلے سوے میکدہ
دست سبو کیطرح سے پیدا ہو پاے دل

بہنے لگے ہین چشم دل مضطرب سے اشک
دانے اوگلتی ہی ہوری تپاے دل

بیتابیون سے رات پھر جو ادھر اودھر
داغ درون سینہ بنے نقش پاے دل

آنکھین لہو بہائین جو ساغر سے مر گرے
شیشہ جو گر پڑے تو مرا ٹوٹ جاے دل

کشتے کو میری تیغ کے لائی ہی کہان تک
اے دست تو ہے باد مخالف ہواے دل

بیسی اب اسقدر نہ رہی گرد استخوان
گردش فلک کی سیکھ گئی آسیاے دل

| | | |
|---|---|---|
| کہتے ہین لامکان جسے ہی فضاے ذات | | دونون جہان ہین حلقہ زلف دوتا کے دل |
| | راحت کسی اگر تو کیا رنج سے گذر<br>خالی رہے وزیر نہ ہمانسرائے دل | |
| جسکا کھٹکا تھا وہی آیا ہی غارتگر گل | | ہوکے غش گرنے لگے خاک پہ گل سر گل |
| ۹۱ | ردیف نون | ۲۱ |

ای بتو شیفتہ کاکل پیچان ہون مین | آج سر حلقہ زنار پرستان ہون مین

مین جو کافر ہوا تو ضد سے مسلمان ہوا | اب تو کافر ہو تو پھر ضد سے مسلمان ہون مین

جلد یارب کہین پھر جائے گلے پر خنجر | دیر سے منتظر جنبش مژگان ہون مین

کیا محبت ہی جو چھیڑے اسے ضد ہو مجھے | وان جو ہو زلف مین کنگھی تو پریشان ہون مین

دوسرے تیسرے تلوار کا پانی دینا | ہر گل زخم سے قاتل چمنستان ہون مین

ناتوانی سے نہ آیا کبھی لب تک نالہ | ای اجل آکہ لب گور سے نالان ہون مین

کیا خالق نے قد عاشق و معشوق مین فرق | یار ہی سرو رواں سرو چراغان ہون مین

کب یہ کہتا ہون کہ گل کیطرح ہون گلشن مین | کاش خار سر دیوار گلستان ہون مین

شکل سوفار جدا لب سے ہے لب یارب | پاؤن تعزیر جدائی مین جو خندان ہون مین

شور محشر ہوا بدنام فغان مین نے کی | باعث برہمی بزم خموشان ہون مین

چاہیے تھا ہی یوسف سے زلیخا کہتی | تو رہا قید سے ہمقابل زندان ہون مین

آدمیت نری دیکھے تو ٹپک جائے دم | یہ تمنا ہو پری کو بھی کہ انسان ہون مین

بس و الاضبط فغان کر کہ بہت رنج دیے
کوئی دم شاد کن خاطر یاران ہون مین

اپنے جامے سے ہون باہر جوش گریہ
یہ نہو مجھسے کہ منت کش و امان ہون مین

ہند مین ہوئے نہ برباد مرے مشت غبار
اے خدا خاک در شاہ شہیدان ہوئین

اے فلک اب تو شب وصل کا ہونا معلوم
صبح محشر کیطرح چاک گریبان ہوئین

استخوان کا مرے سو فار بنایا اوس نے
جاے گریہ ہی کہ اسطرح سے خندان ہوئین

کیا ہی برگشتہ وہ بت مجھسے ہی اللہ اللہ
اتنی تقصیر ہوئی ہی کہ مسلمان ہوئین

کیون ہوا ہوئین تیرے ہاتھہ سے ٹکڑے ٹکڑے
نہ تو دامن ہون مین قاتل نہ گریبان ہوئین

کیا اک بات مین تسخیر پریزادون کو
زیب دیتا ہی کہون آج سلیمان ہوئین

| ۱۹ | میرے شاگرد تلک صاحب دیوان ہین وزیر<br>کیا ہی پروا نہ اگر صاحب دیوان ہوئین | ۹۲ |
|---|---|---|

وصف اک گل کا کیا کرتے ہین
منہ سے یان پھول جھڑا کرتے ہین

ذبح کرنا تو ہمین اے صیاد
یہ نکہنا کہ رہا کرتے ہین

اپنے گلزار محبت مین صبا
ہوش بلبل کے اوڑا کرتے ہین

کھول دیتا ہی تصور در یار
آنکھہ جب بند کیا کرتے ہین

یہ ترے عہد مین ہی ظلم کی رسم
نیمچے خون مین بجھا کرتے ہین

سن لین کافر جو ہون گوش شنوا
سارے بت حمد خدا کرتے ہین

کبھی ہوتی ہی جو اون سے رنجش
آپ ہم اپنا گلا کرتے ہین

| | | |
|---|---|---|
| زہر غنی پوست لب دے ڈالو | قطعہ | ہم فقیرانہ صدا کرتے ہین |
| جنس دل جانچ کے لیتے ہین یہ شوخ | | نظرون مین تول لیا کرتے ہین |
| عاشق اوس سرو کے ہین کیا صوفی | | ذکر قمری جو کیا کرتے ہین |
| کوے قاتل کا یہ قاصد ہی بنا | | نامہ بر قتل ہوا کرتے ہین |
| پٹے رہتے ہین خطون کے پرزے | | پر کبوتر کے اوڑا کرتے ہین |
| تیری زلفون سے اوسے کیا نسبت | | مشک کہتے ہین خطا کرتے ہین |
| نامہ بر ہین جو کبوتر اوسکے | | چاہ یوسف مین رہا کرتے ہین |
| مرہم سبز لگاتے ہین جو وہ | | میرے زخمون کو ہرا کرتے ہین |
| اوسکا خط دیکھتے ہین جب صیاد | | طوطے ہاتھون کے اوڑا کرتے ہین |
| ہے وہ بازار مرے یوسف کا | | مشتری جس مین بکا کرتے ہین |
| صبح کو ہم عوض آئینہ | | منہ ترا دیکھ لیا کرتے ہین |

| | | |
|---|---|---|
| ٩٢ | کشتہ تیغ تبسم ہون وزیر<br>دہن زخم ہنسا کرتے ہین | ١٥ |

| | | |
|---|---|---|
| ستم ایجاد جفا کرتے ہین | | ستم ایجاد کیا کرتے ہین |
| جو ترے کوچے سے آجاتا ہے | | پاؤن ہم چوم لیا کرتے ہین |
| دو زبانون سے سدا مار سیاہ | | صفت زلف دوتا کرتے ہین |
| زلف کو کالی بلا کہتے ہین غنیم | | ہم بلائین جو لیا کرتے ہین |

| | |
|---|---|
| آسیا ہی ہمین وہ گردش چشم | یعنی ہم اوسپہ پسا کرتے ہین |
| جستجو مین تری او صید فگن | طائر رنگ اوڑا کرتے ہین |
| صدقے ہونے کو تری ابرو کے | صورت چشم پھرا کرتے ہین |
| نقد دل دے کے لٹکتے ہین ہم آنکھ | قصّے یون مول لیا کرتے ہین |
| سب اونھین کہتے ہین رشک ادریس | تیرے کپڑے جو سیا کرتے ہین |
| کوئی زنار پہنتے ہین ہم | بت عبث دھاگے دیا کرتے ہین |
| سنکے بتیین مری ہوتا ہی جنون | نکتہ چین سنکے چنا کرتے ہین |
| ذکر یوسف جو کرون تو وہ کہے | ایسے ہم مول لیا کرتے ہین |
| کسی دل سوختہ کو ٹھکرایا | کہتے ہو تلوے جلا کرتے ہین |
| رشک ہی بات نہ قاتل سے کرے | دہن زخم سیا کرتے ہین |

| | | |
|---|---|---|
| ۹۴ | دیکھنے پاتے نہ تھے جنکو وزیر<br>اب وہ آنکھون مین رہا کرتے ہین | ۳۲ |

| | |
|---|---|
| کسقدر ہی فرق یوسف مین او اپنے یار مین | کم خریدار اسکے آتین وہ بکے بازار مین |
| آنکھ اوٹھا کر جسنے دیکھا مجکو وہ نالان ہوا | تار مطرب کا ہوا عالم نگہ کے تار مین |
| تھی جو یاد زلف و رخ تو خط مین بھی مین نے لکھین | خط سنبل مین کئی سطرین کئی گلزار مین |
| سنگ طفلان کھا چکے لیچل سو صحرا جنون | سیکڑون پتھر پڑے ہین دامن کہسار مین |
| عشق گلرویان مین بلبل نہین ہی عارضی | ہی خط تقدیر بھی لکھا خط گلزار مین |

پاؤن پر مہندی کرے گر تو لہے جانیکا عزم
گل کرین نالے شکست رنگ سے گلزار مین

خوبرو بے قید ہو جائین اگر ہون سبزہ گرد
پھول وو کوڑیکے ہون جائین اگر بازار مین

اوس نے دروازہ کیا تھا بند اگر ای تیر آہ
سیکڑون روزن بنانے تھے تجھے دیوار مین

سلسلہ رکھتا ہی میرا کفر کچھ اسلام سے
ہین کبھی تسبیح کے دانے مری زنار مین

یاد مین اک بت کے جب بہنے لگا دریا اشک
موج کا عالم نظر آیا مری تار مین

ای صنم کیون ہو نہ زاہد کو گمان تسبیح کا
دین ہین سو گرہین جو ن نے توڑ کر زنار مین

ہاتھ منہ پر رکھ کے وہ بت کھل کھلا کر ہنس پڑا
مل گئے موتی سے دندان عقیقیا کے ہار مین

اور قاصد سے نہ خط مجھ دل جلے کا جا سکا
نامہ باندھا مین نے بال مرغ آتشخوار مین

شمع کشتہ جنبش دامن سے روشن ہو گئی
کسقدر ای جان گرمی ہی تری رفتار مین

رات تو ہوتی ہی بھاری مردم بیمار کو
کیدن سبک ہو نہین سیہ بختی تری چشم یار مین

جوہرون پر اوسکے ہو جاتا ہی موج کا گمان
کیا عجب ہی ای قاتل تری تلوار مین

کیا ہی لپٹا ہی دل صد چاک تیری زلف سے
عشق پیچان بنی ہی کنگھی ترے گلزار مین

چشم کی گردش مین ہی اب دشت پیمائی کا رنج
اشک گویا آبلے مین ہر مژہ کے خار مین

کیون نہ ٹانکی فصل گل مین ٹوٹین ای وحشت کہین
جیب کے تارونسے بخیہ زخم دامندار مین

چبھ گیا کانٹا فلک کے آہ تو اسکو نہ جان
یہ بھی ساتھ اپنے پھر اتھا وادی پر خار مین

غیر کے دلمین بھی اب رہنے لگی ہی یاد دوست
کیون نہ کھاون خار رہین ہی نکہت گل خار مین

میری گردن مین گریبان طوق قمری بن گیا
سر جھکایا ہی جو یاد سرو خوش رفتار مین

روے روشن سرخ روہی زلف پیچان و سیاہ
منہ پہ کہدون فرق جوہی کافر و دیندار مین

مژدہ ای بلبل کہ آ پونہچا ہی صیاد بہار
بجھ گئے گلدام موج بوے گل گلزار مین

پھرتے ہین مستی مین میکش گرد پیمانونکی طرح
ہی خم می شمع روشن خانہ خمار مین

ہو جواب تخت سلیمان تختہ تابوت ہی
سو رہا ہون اک پری کے سایہ دیوار مین

جسمین ہین پرپا پاؤن لکھون وہ زمین شعر ہو
مثل خامہ نقش پا میرے ہین اشعار مین

یار کی جانب جو دیکھین یہ وصیت ہی صبا
خاک میری ڈال دینا دیدہ اغیار مین

دیکھ لے گلزار عالم مین ہی کم ظالم کو عیش
پھول کتنے ہین سر چمن ایک پھل تلوار مین

کر دیا زندان کو گلشن مین وہ ہین نگین خیال
آشیان بلبل نے باندھا روزن دیوار مین

اپنے پاؤن کے بھی ہم ای ضعف شرمندہ نہین
جب خود رفتہ ہوے جا پونہچے کوے یار مین

| ۹۵ | وہ پری پیکر حور سے بہتر کہین ہی ای وزیر<br>ناز مین انداز مین رفتار مین گفتار مین | ۴۹ |
|---|---|---|

اوٹھا اوٹھا کے جو پردہ نگاہ کرتے ہین
ہمارے دلمین وہ در پردہ راہ کرتے ہین

ثواب جانکے زاہد گناہ کرتے ہین
ہی دل بھی کعبہ ہم اسکو سیاہ کرتے ہین

تو وہ ہی گل کہ جو تجھپر نگاہ کرتے ہین
شکست رنگ سے گل واہ واہ کرتے ہین

حسین غسل مین جسدم نگاہ کرتے ہین
ہر ایک داغ کو ماہی کے ماہ کرتے ہین

اگر ہلال کی جانب نگاہ کرتے ہین
تجھی کو یاد ہم ای کج کلاہ کرتے ہین

لگا کے سرمہ وہ جسدم نگاہ کرتے ہین
فلک پہ برق کو ابر سیاہ کرتے ہین

دکھاتا ہی جو ہمین کاٹ تیغ قاتل کا
دہان زخم سے ہم واہ واہ کرتے ہین

بنایا مثل صبا ہمکو ناتوانی نے
گذار باغ سے روزن کی راہ کرتے ہین

نگیون ہو سرے پہ گرد سپاہ کا دہوکا
مژہ پہ فوج کا سب اشتباہ کرتے ہین

چمک رہا ہی ستارہ سا کیا یہ ای دربان
مگر وہ روزن در سے نگاہ کرتے ہین

یہ کسکے منہ سے جہڑے پہول باتین کہتے ہین
چمن کا غنچے پہ سب اشتباہ کرتے ہین

نہ آؤ خوش رہو جسجا رہو مرے صاحب
ملو و یا نہ ملو ہم نباہ کرتے ہین

لکھی ہی حسن نے فارغخطی یہ خط نہ سمجھ
جو تل نکلتے ہین مہر پر گواہ کرتے ہین

بنالہ اشک نہین خوف دوری منزل
کہ ایک گام مین ہم قطع راہ کرتے ہین

دلا دلا کے کسی بت کی یاد کرتے ہین قتل
مدام راہ زنی سنگ راہ کرتے ہین

وہ عندلیب ہون فریاد میری سن سن کر
چٹک کے غنچۂ گل آہ آہ کرتے ہین

ہمارے خون کی گواہی کو جاتے ہین جو وہان
قبول اپنی شہادت گواہ کرتے ہین

جو دیکھے سرو تو ای گل ہوا مجھے ثابت
ترے فراق مین گلشن بھی آہ کرتے ہین

مزا فرشتون سے پوچھ آدمی کے چاہنے کا
کنوین مین آج تلک چاہ چاہ کرتے ہین

نہین ہی تجھسے ہمین کچھ بھی ای فلک شکوہ
ستم جو کرتے ہین یہ شک ماہ کرتے ہین

ذرا سے جرم پہ چہانکے کنوین فرشتون نے
یہ آدمی ہین کہ کیا کیا گناہ کرتے ہین

جنون ہی سینے سے آنکھون مین آمد آمد دل
مژہ کے خار کو اب فرش راہ کرتے ہین

وہ عندلیب مین گلشن قفس کو ہم کر دین
کہ پھول جہڑتے ہین جسوقت آہ کرتے ہین

کسی پری کی جدائی مین ہون یہ کاہیدہ
کہ لوگ شبہۂ مردم گیاہ کرتے ہین

سیاہ کار وہ ہین مثل خامہ چلتے ہین جب
زمین کو نقش قدم سے سیاہ کرتے ہین

جو کعبے جاتے ہین بتخانے سے کبھی اوٹھکر
تو سنگسار ہمین سنگ راہ کرتے ہین

لکھین سمجھ کے گناہ انکو کاتب اعمال
بشر تو کیا ہین فرشتے گناہ کرتے ہین

ذرا ہماری وفاؤن پہ بیوفا تو نہ بھول
کہ ہفتہ دوست سے دو دنکی چاہ کرتے ہین

۹۶

بجاے تاج تو رکھ اپنے سر پہ داغ جنون
وزیر آج تجھے بادشاہ کرتے ہین

۳۰

تماشا دیکھنا ہی وہ اثر ادہن چشم جادو مین
اشارے سے کرے کی قہر پتلی چشم آہو مین

اسیر ہونکے لیے دانے تو ہین زنجیر گیسو مین
ارے بیداد گر کیا آب بجلی ہی تیغ ابرو مین

بجا ہی رہتے ہین تیوری سے بل جو اوسکی ابرو مین
ہی آہو چشم کیونکر بل نہو ہین شاخ آہو مین

وضو کرنا ہی مجکو آج آب تیغ بران سے
کرونگا سجدے اے قاتل تری محراب ابرو مین

تجھے کیا طعن سے زاہد یہ اپنی اپنی قسمت ہی
کوئی سجدے کرے محراب مین اور کوئی ابرو مین

نہ سمجھو ماہ نو مضمون نیا جو ہاتھ آتا ہی
مہینے مین کہا کرتا ہون مصرع وصف ابرو مین

اولجھنے سے مرے تو بچتا اب شانہ کھاکر
کرون کیا دل مرا اولجھا ہوا ہی پیچ گیسو مین

حنائی ہاتھ سے شانہ نکیجے پیچ ہی آئین
کف رنگین کی مچھلی پھنس نجائے دام گیسو مین

تجھے جب دیکھتے تھی شانہ ہین چھٹین ہین کیسی
دل صد چاک سے ہوگا شانہ اسکے گیسو مین

گرے قدمون پہ مہندی او دکھائی شبنم آئینہ
کرے کنگھی چمن سے لیکے سنبل تیرے گیسو مین

بغل مین یار ہی اور جام مے بھر بھر کے پیتے ہین | ہمارے ہاتھ مین ہی آفتاب اور ماہ پہلو مین
مین وہ ہون دشت پیما ذکر میرا گر کرے کوئی | پڑین کانٹے زبان مین آبلے پڑ جائین تالو مین
سمجھ کر دام تڑپے کیون نہ مچھلی میرے بازو کی | کئی ہین بال زلف یار کے تعویذ بازو مین
تو وہ ہو حسن چشم ہی طفلی مین تیرا دل لبھانے کو | کیا کرتی تھی اکثر رقص پتلی چشم آہو مین
تسلسل اشک کا ہو جاوے تسبیح سلیمانی | اگر روؤن مین یاد سرمۂ چشم پریرو مین
اگر کعبہ بھی تم ہوتے کبھی سجدہ نکرتے ہم | بتو واللہ دل ہوتا جو اپنا اپنے قابو مین
جو خال چشم جانان دیدۂ انصاف سے دیکھے | ندامت کشتہ ہو ٹھہرے نہ پتلی چشم آہو مین
صفائی جسقدر اسمین ہی اوسنے پیچ ہین اوسمین | پھسل کر تیرے چہرے سے نگہ پھنستی ہی گیسو مین
جبین والفجر ہی والیل گیسوے معنبر ہی | خط رخ سورۂ یوسف ہی اونکے مصحف رو مین
تلین اعمال جسدم ای خدا ہم بت پرستونکے | براے وزن ہون سنگ صنم اکسو ترازو مین
یہ سمجھا ہر منجم برج میزان مین قمر آیا | جو تل کیواسطے بیٹھا کبھی وہ مہ ترازو مین
مین وہ ہون آبلہ پا روز محشر بھی تو خواہش ہی | مرے اعمال کانٹے مین تلین سب کے ترازو مین
زمین جو مین نکالون آسمان سمجھین اوسے شاعر | کہین ہیں ماہ نو مصرع کہون گر وصف ابرو مین
تری پاپوش گلگشت چمن کو ای صنم جائے | کہ تیری کفش کے گل ہین فزون پھولونسے خوشبو مین
چھری پھولونکی ہی تلوار اوسکے دست گلگون کے | ہر اک گل سے زیادہ ہین سپر کے پھول خوشبو مین
کہین مکتوب میرا اوس بت مغرور تک پہونچے | خدا کا نام لیکر نامہ باندھا بال آہو مین
جو ہین خوش چشم انھین کیا احتیاج زیب و زینت ہی | کوئی سرمہ لگاتا ہی بھلا کب چشم آہو مین

دکھاؤن دیدہ حیران کا اوس خود بین کو آئینہ — دل صد چاک سے شانہ کرون مین اوسکے گیسو مین
مرے تار کفن نالان رہینگے بعد مرنے کے — کہ بیتابی سے ہر مضطر کا عالم ہر رگ مو مین

۹۷ — ۱۵

زیر آغوش یہان فرقت مین بھی خالی نہین رہتی
نہین ہے یار اگر تو درد ہی مدت سے پہلو مین

ہاتھ مین سلسلۂ زلف گرہ گیر نہین — زور دیوانہ ہون مین بستۂ زنجیر نہین
فاختہ کی ترے دیوانون مین توقیر نہین — طوق گردن مین ہے پاؤن مین زنجیر نہین
قتل ہونگا مین تری تیغ سے لکھا ہے — خط تقدیر ہے یہ جوہر شمشیر نہین
دیکھ اے چشم مرے نقش تصور کا اثر — کون ہے اشک مین اوس طفل کی تصویر نہین
دہن یار کو دیکھا ہے یہ کس منہ سے کہون — ہے یہ وہ خواب کہ جسکی کوئی تعبیر نہین
ہون وہ دیوانہ کرون مثل گریبان ٹکڑے — صورت فاختہ یان طوق گلوگیر نہین
سیکڑون سلسلۂ زلف مین ہین جسکی مرید — نوجوان ہے وہ ابھی جان جہان پیر نہین
قتل کو شمع صفت مین ہون سراپا گردن — پر وہ کہتا ہے مری تیغ تو گلگیر نہین
گالیان دیکے وہ قائل ہوے مین چپ ہو رہا — خامشی سے کبھی بہتر کوئی تقریر نہین
سامنا کیا کرے دل اوس مژہ و ابرو کا — صاحب فوج نہین صاحب شمشیر نہین
تو جو ہو گرم سخن کیون نہ تکے منہ بلبل — دہن غنچۂ گل قابل تقریر نہین
کونسا طائر مضمون ہے نہین ہے جو ہدف — اپنا ہر مصرع برجستہ کم از تیر نہین
استخوان کا مرے چوکا نہ نشانہ اک بار — اے کماندار بجا ہے یہ ترا تیر نہین

| | | |
|---|---|---|
| خط عاشق سے جو نفرت تھی نکل آیا خط | | کونسا جرم ہی جسکے لیے تعزیر نہین |
| ۹۸ | برش تیغ کا کچھ وصف بیان کرتے وزیر<br>دہن زخم مگر قابل تقریر نہین | ۱۴ |
| اسقدر ہم ناتوان و زار ہین | | بازو اپنے مچھلیون کے خار ہین |
| چاک چاک اپنا گریبان ہو چکا | | اندنون دست جنون بیکار ہین |
| روتے ہین اشکون کے بدلے خون ہم | | ابر ہین ہم لیکن آتشبار ہین |
| جاتے ہین گلشن سے لے او باغبان | | ہم اگر تیری نظر مین خار ہین |
| آستین سے پوچھیے کاہے کو اشک | | ابتو منہ پر زخم دامندار ہین |
| دیکھ کر تجکو مگر حیران ہوے | | آئنے جو پشت بر دیوار ہین |
| لے اوڑا ای وحشت کہ اپنے پاؤن کے | | منتظر خار سر دیوار ہین |
| آنکھین ہین خونخوار تیری ای مسیح | | کیا ہی بے پرہیز یہ بیمار ہین |
| خود بخود اپنا جنازہ ہی روان | | ہم یہ کسکے کشتۂ رفتار ہین |
| سایۂ خنجر مین آیا خواب مرگ | | واہ کیا طالع مرے بیدار ہین |
| ہم ہین رنجور اپنے اشک و آہ سے | | ہی بری آب و ہوا بیمار ہین |
| ابتو ہی منہ کا برسنا اپنے ہاتھ | | آستینین ابر دریا بار ہین |
| سرو و شمشاد و صنوبر باغ مین | | نقشہ ہاے قامت دلدار ہین |
| ۹۹ ہمون ہی بیزار ان وزرون سے وزیر | | ہم جو اپنی زیست سے بیزار ہین ۲۴ |

خواب مین وصل تصور بھی کبھی محرم نہین
ای پری عنقا سے کچھ انگلیا کی چڑیا کم نہین

بیدماغ ایسا ہون بزم مے مین بھی خرم نہین
دور ساغر ساقیا دوران سے کم نہین

ہاتھ مین اب اک پری کے کاکل پر خم نہین
وہ سلیمان ہین کہ جسکے قبضے مین خاتم نہین

ہو چکی تم سے مسیحائی دل بیمار کی
دیکھو تو بالے کی مچھلی کو کہ اسمین دم نہین

اوسکی صورت کو سلیمان دیکھکر کہنے لگا
سچ تو یہ ہی آدمی بھی کچھ پری سے کم نہین

کیا کرون گلگشت گلشن اے جنون فرقت مین
خار ہی یہ گل نہین ہی آبلہ شبنم نہین

ہی مری بزم عزا مین وہ مہ تابان شریک
ہالہ مہتاب ہی یہ حلقۂ ماتم نہین

مثل گوہر ہی مہیا آب و دانہ غیب سے
مین قناعت پیشہ ہون منت کش حاتم نہین

اپنے آگے سرفرازی ہی دلا سرگشتگی
گر زمین پھرنے لگے تو آسمان سے کم نہین

تب مزا ہی یار ہر اک زخم پر چھڑکے نمک
لطف کیا ہی پھول تو ہین قطرۂ شبنم نہین

سیل بھی آئے تو آئینہ بے دیوار کا
گھر مرا معمور حیرت ہی مجھے کچھ غم نہین

منعمون نے صرف کی تعمیر مین عمر عزیز
بے ستون سمجھے خانۂ تن کی بنا محکم نہین

گل جو ہنستے ہین تو کیون روتی ہی شبنم باغ مین
گلشن عالم مین گر شادی و غم توام نہین

طور سنگ آستان ہی بہر سر ہو برق طور
لن ترانی سے صدا زنجیر در کی کم نہین

آب خنجر بھی گوارا ہی پلائے خود وہ گر
یار قاتل ہو تو زخم اے دل کم از مرہم نہین

اک پری پیکر کی گردن مین پڑے رہتے ہین ہاتھ
دست خم گشتہ ہین خاتم کہ سلیمان ہم نہین

دیدۂ تر سے نہ دیکھون سوئے آب زندگی
سامنے مجھ خشک لب کے قدر جام جم نہین

رہتی سے میری کیا کیا المین کہتی ہین عدو
ورنہ کاٹ اوس تیغ مین کم ہی کہ جسمین خم نہین

ہون وہ سرگشتہ کہ میرے نام کی تاثیر سے
مہ مین سنگ فلاخن سے نگین کچھ کم نہین

خشک آنسو ہوگئے گرنے لگے لخت جگر
نکلے ہین جگنو مگر برسات ای ہمدم نہین

ہمکو اس حیرت سرا مین کہ نگریان ای فلک
گلشن تصویر کو آتش سے کم شبنم نہین

بوٹی بوٹی ہی پھڑکتی واہ ری شوخی تری
دست نگین کی بھی مچھلی کو قرار اک دم نہین

تیری آنکھون کے تصور کا ہجوم ایسا ہوا
آہو ونکو بھی مرے صحرا مین جا کم نہین

| ۲۸ | کھاتے کھاتے غم بھی ہو جائے گا راحت ای وزیر<br>سم اگر کھانے کی عادت ہو گئی تو سم نہین | ۱۰۰ |
|---|---|---|

ای پری مرنے کا مجھ وحشی کے کسکو غم نہین
حلقہ ماتم سے زنجیر وفن کے حلقے کم نہین

یار تنہا گھر مین ہی افسوس لیکن ہم نہین
حور تو ہی گلشن فردوس مین آدم نہین

کب ہمیشہ دیو کے قبضے مین انگشتر رہی
حلقہ گیسو جو دست غیر مین ہی غم نہین

گردش چشم سیہ نے یہ بھلائی چوکڑی
آہو ونکو رو برو تیرے مجال رم نہین

شور قلقل ساقیا ہی صاف نالہ صور کا
گر یہی ہی بید ماغی دیکھنا پھر ہم نہین

آتش حسن اور بھڑکی منہ پہ جو آیا عرق
منہ چراغ برق کو روغن سے ہرگز کم نہین

بے زبانی سے ہین عوانے سلیمانی کرو
مہر خاموشی لب ہرگز کم از خاتم نہین

اوس بھبوکے نے چمن مین جا کے کین گلگون سیا
آ گیا ہی عارض گل پر عرق شبنم نہین

اوڑ چلی ساقی بط مے سے ہی موج شراب
بزم مے سے ہجر مین کسکو خیال رم نہین

خاک کر اوسکی رہا کرتی ہی بنکر گرد باد
دیکھکر تیرے گل عارض کو ایسے ہین خجل
پرتو افگن ہی جو تیرا خندۂ دندان نما
ہون وہ مشتاق شہادت ہوگا پیدا ایک سر
آتی ہی اوس سرو روش کے یہ ہوا رنگ چمن
چہرہ ہی ملک سلیمان سو وہ ہی زیر نگین
دیکھ اوسکو نہین کستی ہی تیغ خانہ ساز
جام کو گردش فراق یار مین دشوار ہی
تیغ رہتی ہی گلے پر فرقت دلدار مین
دیکھتا ہون جسکو مین دلگیر آتا ہی نظر
وہ گلابی ہی کٹوری جیسا گل جس پہ ہی چاک
ای گلو شادی زیادہ مورد اندوہ ہی
تو نہ آیا ہوگئین فرقت مین یہ آنکھین سفید
اوسکے گلتکیے کو رکھ دو سینۂ مجروح پر
کان لگے پڑے ہین آواز اوسکی گر چھپ گئی
کشتۂ تیغ تبسم ہون کہو جراح سے
شرم سے ہی پانی پانی روے گلگون دیکھکر

بعد مردن بھی ہماری بدگمانی کم نہین
پانی پانی ہین گل تر ای پری شبنم نہین
ہین صدف یہ گل نہین گوہر ہین یہ شبنم نہین
تیغ اگر گلگیر ہی تو شمع سے مین کم نہین
ہر گل تصویر پر گل نام کو شبنم نہین
اوس پری کا حلقۂ گیسو کم از خاتم نہین
فرق اصالت مین ہی جو ہر تواضع خم نہین
ساقیا یہ مے کے قطرے آبلون سے کم نہین
جز دم شمشیر بران اب کوی ہمدم نہین
گلشن تصویر ہی یہ گلشن عالم نہین
دیکھکر انگیا کی چڑیا بلبلون مین دم نہین
نکلے ہین آنسو بہت ہنسنے سے یہ شبنم نہین
صبح تو ظاہر ہوی پر نیر اعظم نہین
مرہم کافور کے پھاہے سے مجکو کم نہین
پاسے شرم و حیا کی گفتگو بھی کم نہین
میرے زخمون کے لیے غیر از نمک مرہم نہین
آینہ بھی روبرو تیرے کم از شبنم نہین

| | |
|---|---|
| وہ وہ آنکھون کا تری شاید پڑا ہی آپ عکس | مغز بادام اسی پر ہی وہ بے سبب تم نہین |

| | | |
|---|---|---|
| ١٠١ | بوسۂ شمشیر قاتل کی تمنا مین وزیر<br>عمر گذری ہی لب زخم جگر باہم نہین | ١٥ |

| | |
|---|---|
| تیغ وہ آبدار لاتے ہین | دیکھیے پیاس کب بجھاتے ہین |
| پاؤن پڑتی ہی اپنے جب زنجیر | طوق کو ہم گلے لگاتے ہین |
| زخم پر میرے کیون نہ چھڑکین نمک | عشق کا وہ مزا چکھاتے ہین |
| زلف پرخم کو کب چھپا مین نے | آپ کیون پیچ تاب کھاتے ہین |
| شکل آئینہ اونسے صاف ہین ہم | جو ہمین خاک مین ملاتے ہین |
| حشر برپا ہوا خرام نکر | مردے قبرون سے نکلے آتے ہین |
| ہی کبوتر جو نامہ بر میرا | چٹکیون مین اوسے اوڑاتے ہین |
| عشق چاہ ذقن کیا تو ہی دل | دیکھنا کیا کنوین جھنکاتے ہین |
| خنجر آبدار سے قاتل | میرے دل کی لگی بجھاتے ہین |
| ہم خریدار تو ہین مژگان کے | کیون وہ خنجر گلے لگاتے ہین |
| گل زخم اب کھلین گے تیر سے کب | بلبلون کے وہ پر لگاتے ہین |
| وعدہ دیدار کا کیا ہی اگر | لن ترانی کسے سناتے ہین |
| تو بھی دکھلا دے کعبۂ ابرو | ہم بھی دست دعا اوٹھاتے ہین |
| جو کبوتر گیا ہوا وہ گلی | اوس پہ گل نامہ بر بھی کھاتے ہین |

| ۱۰۲ | خط مین لکھتے ہین شوق دید وزیر<br>آج ہم قسمت آزماتے ہین | ۲۵ |
|---|---|---|

قوت بازو ہوی ہین اے سیمبر انگلیان
طائر رنگ حنا کو ہین نشیمن پر انگلیان

پار کر دین دلکے جب کھدین جگر پر انگلیان
تیر دستی نگینی ہین اے ستمگر انگلیان

کیا ہی نشترون پر چڑھی ہین اے ستمگر انگلیان
چھپتی ہین پنجۂ خورشید محشر انگلیان

کر تواضع غم جو ہو پست و بلند دہر کا
جب بہ لین جھک کر ہوین پانچون برابر انگلیان

لون بلائین ہین تو وہ گل کھل کھلا کر ہنس پڑے
گل کھلا مین صورت غنچہ چٹک کر انگلیان

او جوانی آمد پیری کی ہیبت دیکھنا
کانپتی ہین کسقدر رعشے سے تھر تھر انگلیان

ہاتھ مین لیجا تن لاغر مرا نامے کے ساتھ
ڈر نہ اے قاصد کہ چبھوتی ہین اکثر انگلیان

بل بے مستی مین ٹپکتی ہی پسینے کی طرح
گردن مینا سے اے ساقی ہین بہتر انگلیان

دست وحشت نے کیا ٹکڑے گریبان قرار
بھاگنے مین کسکی تھمین دیسے باہر انگلیان

ہو گا صحبت کا اثر زرد حنا سے ربط ہی
دل چرا لیجا ئینگی اب چور بنکر انگلیان

جام خالی پر رکھا کیون دست گلگون ساقیا
کیا گلابی کیطرح بھر دینگی ساغر انگلیان

طوق قمری کا گمان ہوتا ہی چھلون پر ترے
کیا ہین اے شمشاد قد شاخ صنوبر انگلیان

رکھدیے کیا پاؤن گستاخی سے دست سرخ پر
لال ہین درجہ کمان تھین اے کبوتر انگلیان

واہ یار استاد کیا لکھا مخمس آپ نے
دست گلچین مین پانچ پانچ اک جا بنا کر انگلیان

کم کسے سمجھین ترے دست حنائی کے شہید
سبز ہین انگشت شہادت کی برابر انگلیان

ہونہ ذوق میکشی یا ساقی کوثر اوسے
آئینہ عارض نہین یوسف ہی دکھلاتین نہ آپ
خط نہین ابر قیامت کا ہی کچھ تحریر حال
کون پھاڑیگا گریبان آئی گر فصل بہار
مشورت کچھ قاتلون مین ہی ہمارے قتل کی
ہر رگ تار گریبان سے ہوا جاری لہو
چل رہے ہین پاؤن نکلے بچھو آ جی ہنگام رقص
ایک ہو تو کیجیے مین یہ سب مشتاق قتل
اپنے یوسف کو مرے یوسف سے تو نسبت نہ دے

شیشے نازک ہین بہت زاہد کی تھر اونگلیان
کاٹ ڈالینگے ابھی حضرت سکندر اونگلیان
پاس رکھتے ہین بیاض صبح محشر اونگلیان
تل ہتیلی کے بنین اے ضعف کھلکر اونگلیان
بیطرح اوٹھنے لگین ہین جانب سر اونگلیان
کرتی ہین اے دوست وحشت کار نشتر اونگلیان
کرتی ہین خونریزیان اس ہر قدم پر اونگلیان
ہاتھ بازو پاؤن سینہ دل جگر سر اونگلیان
اے زلیخا اسپہ کٹتے ہین وسپر اونگلیان

| ۱۰۳ | شعر تر لکھے ہین وصف ساقی کوثر مین آج<br>اے وزیر ابتو ہین موج آب کوثر اونگلیان | ۱۰ |
|---|---|---|

بھری ہی تونے جو ساقی شراب شیشے مین
نہین نمود یہ درد شراب شیشے مین
ہی پاس ساقی ہوش شراب شیشے مین
سواے شیش محل وہ کہین نہین سوتا
غروب جاہ پہ آفتاب رہتا ہی
گر آدمی ہی نہو زیر آسمان غافل

پری اوتاری ہی اپنے حساب شیشے مین
ہوا ہی صرف کسوف آفتاب شیشے مین
بغل مین ماہ ہی اور آفتاب شیشے مین
پری کیطرح سے کرتا ہی خواب شیشے مین
نہان ہی آسٹہ پر کیون شراب شیشے مین
پری کیطرح نہو مست خواب شیشے مین

کسیکے آتے ہی ساقی کے یہ حواس گئے
شراب سیخ پہ ڈالی کباب شیشے مین

مرون تو شیشۂ ساعت مین میری خاک بھرے
فلک دکھائے مجھے انقلاب شیشے مین

وہ مست ہین کہ دم مرگ بھی دعا ہے یہی
ہماری روح پہ ہووے عذاب شیشے مین

سوائے روز مرے میکدے مین رات کہان
فلک کیطرح سے ہے آفتاب شیشے مین

| ۱۰۴ | ولہ | ۹ |
|---|---|---|

میرے نالون سے تہ و بالا ہوی اکثر زمین
زیر پا آیا فلک اور بار ہا سر پر زمین

ہے دیار ماہ رو کا بس یہی قاصد نشان
آسمان تجھکو نظر آئیگی و انکی سر زمین

کسطرف جاؤن کہ ہوان دو بلاؤن سے نجات
آسمان گھر گھر یہی ہے اور یہی گھر گھر زمین

باری باری یہ مجھے پیسین برنگ آسیا
آسمان دن بھر ہے گردش مین تو شب بھر زمین

مثل خورشید آسمان جلتا ہے آہ گرم سے
کانپتی ہے ٹھنڈی سانسون سے مری تھر تھر زمین

جس جگہ ہین دفن قاتل تیرے مژگان کے شہید
وان عوض سبزے کے پیدا کرتی ہے نشتر زمین

سیکڑون اس مین گئے محبوب جاہ رشک حور
رکھتی ہے آغوش مین کیا کیا پری پیکر زمین

آتش فرقت سے عالم کورۂ آتش ہوا
آسمان ہے دود و ہم اخگر ہین اور مجمر زمین

عشق خال یار نے ایسا کیا زار و نحیف
بیٹھ رہنے کو مرے کافی ہے اب تل بھر زمین

| ۱۰۵ | ولہ | ۸ |
|---|---|---|

مین سراپا مظہر اسم خدا و اللہ ہون
ہمصفیر وان اس چمن مین مرغ بسم اللہ ہون

کسطرف جاؤن دکھا دو یا محمد راہ حق
یان ہر اک گمراہ کہتا ہے مین خضر راہ ہون

ای مسیحا تیری زلفون کی درازی دیکھکر — کہتی ہی عمر خضر مین گیسو کوتاہ ہون
آسمان پر بھی سیہ بختی مین ہی میرا دماغ — خال روے مہر ہون داغ جبین ماہ ہون
کہہ رہی ہی آسمان سے یار کے گھر کی زمین — طور ہون صحراے ایمن ہی تجلی گاہ ہون
بیٹھنا کیسا ادھر آیا ادھر راہی ہوا — دن جو ہون کچھ مختصر ہون شب جو ہون کوتاہ ہون
اللہ اللہ کیا ہی اوسکے پاؤنکی ٹھوکر کا لطف — ہی سر اک بت کی تمنا کاش سنگ راہ ہون

| ۱۰۶ | روز محشر سے وزیر افزون ہی اس کافر کا طول<br>اب بھی کہتی ہی شب فرقت بہت کوتاہ ہون | ۷ |
|---|---|---|

کوہر اشک سے لبریز ہی سارا دامن — آج کل دامن دولت ہی ہمارا دامن
ای جنون باد بہاری سی نہین جنبش مین — کچھ گریبان سے کرتا ہی اشارا دامن
وصل کی رات ہی بگڑو نہ برابر تو رہے — پھٹ گیا میرا گریبان تمہارا دامن
جامہ چین نے نہین یہ پھول چنے نرگس کے — سیکڑون آنکھون سے کرتا ہی نظارا دامن
بہت ای دست جنون تنگ نظر آتا ہی — باندھے دامن صحرا سے ہمارا دامن
خوب پہنچا دیا ای دست جنون ہاتھون ہاتھ — مل گیا آج گریبان سے سارا دامن
آمد آمد مرے اشکونکی مگر سن لی ہی — جھاڑ کر گرد جو صحرا نے سنوارا دامن

| ۱۰۷ | ولہ | ۹ |
|---|---|---|

مثل اشک اک روز دل ہوگا نثار آستین — تیر دستی ہی ترا ہر ایک تار آستین
ای صبا پہنچاے ہاتھون ہاتھ دست یار تک — خاک دامنگیر میری ہو غبار آستین

ہاتھ میرا ای گل تر سوکھکر کانٹا ہوا
ہی ترے دامن کے چھوٹ جانے سے خار آستین

ضعف نے ایسا گھلایا فاصلہ جاتا رہا
خار دامنگیر انروزون ہی خار آستین

دونو اپنے کام مین ایجاب جان بمصرف ہین
روح دامن کے تصدق دل نثار آستین

دو شین پر رکھا او لشکر کسنے دامان قبا
ہوگئی دامن کی کلیونسے بہار آستین

تھمگئے آنکھونمین آنسو آتے ہی بالے دماغ
دیکھنا کیا کر رہے ہین انتظار آستین

اونکی انگلیون کیطرح ہر عضو دشمن ہوگیا
بنگیا ہی آستین مین ہاتھ مار آستین

| ۱۶ | دامن گلزار ہاتھ آیا ہی اپنے ای وزیر<br>اشک گلگون سے ہی انروزون بہار آستین | ۱۰۸ |
|---|---|---|

جو خاص بندے ہین وہ بندہ عوام نہین
ہزار بار جو یوسف بکے غلام نہین

بھلا ہو کیا دل زاہد مین سوز الفت حق
کبھی جلانے کے قابل چراغ خام نہین

گلا ہی چشم سخن گو سے خامشی کا نہین
دہن کے ہونے نہ ہونے مین کچھ کلام نہین

تو آفتاب ہی زلف سیہ نہین تو نہو
چراغ روز کو کچھ احتیاج شام نہین

عزیز عاشق گمنام کا ہی دل اسکو
نگین وہ ہاتھ مین لگتا ہی جسمین نام نہین

بس ایک ہاتھ مین دو ہو کی پڑھ دوگانہ عشق
جو بے نماز ہی وہ قابل سلام نہین

یہ سر جھکانا یہ منہ پھیرنا ہی مانع دید
مری نماز مین سجدہ نہین سلام نہین

وہ مجھپہ مرنے لگے جو ہی میرے درپئے قتل
الٰہی اسکے سوا اور انتقام نہین

فراق یار مین دست سبو اوڑاتی ہین خاک
یہ گردباد ہی گردش مین اپنا جام نہین

نہ ہنس سے ولاتے گا تجکو خمار بادہ عیش | ہو نشاط تو اس بزم مین مدام نہین

پھنسے نہ قید تعلق مین جو کہ ہو آزاد | چمن مین طائر نکہت اسیر دام نہین

وہ دل ہو چاک نہین عشق کا نشان جسمین | نگین وہ ٹوٹے محبت کا جسمین نام نہین

رہے گا ہجر کا دن کب کٹی اگر شب وصل | مدام روز قیامت کو بھی قیام نہین

بنے جو بال کا پھندا تمہاری تیغ کا بال | تو مرغ جان سکے لیے بہتر اس سے دام نہین

ہو وہ آتش کفر و دین سے خلق ہو مست | مگر شراب یہ ہم مشرب حرام نہین

۱۰۹ | ۱۰

پکارا اپنا گدا اسکے مجکو او شہ حسن
فقیر ہون ترے در کا **وزیر** نام نہین

عذار یار پہ زلف سیاہ فام نہین | مگر یہ حشر کا دن ہو کہ جسکی شام نہین

فراق یار مین دو لوسے ہمکو کام نہین | ہوس سحر کی نہین آرزوے شام نہین

ولاے کعبہ ابرو سے منہ کو کیا پھیرون | نماز ختم ہو جب تلک سلام نہین

یہ سیف آپ کی مثل پری سی قاتل ہو | مگر یہ عیب ہو چلتی نہین خرام مین

کہو نہ سرو کو اک زر خرید ہو اپنا | کیا جو بندے کو آزاد پھر غلام نہین

نہین اعادہ طاعت کو پیشوا درکار | قضا نماز کو کچھ حاجت امام نہین

کسی طرح شب فرقت بسر نہین ہوتی | کچھ اسکو گردش ایام سے بھی کام نہین

جو اوسنے بات نکی ہو گیا مجھے اثبات | دہن وہ تنگ ہو گنجایش کلام نہین

بجھی ہو آب سے کیا تیری تیغ تیز کی آنچ | کہ خونفشان مرے دل کا کباب خام نہین

پھری ہی فرقت جانان مین چشم دختر رز | یہ گردش آنکھ کی ساقی ہی دور جام نہین
نہ دیکھا نقش قدم کا صدائے پا نہ سنے | سمند عمر سا کوئی سبک خرام نہین
برہنہ رہتی ہی شمشیر ابروے قاتل | مثال تیغ اجل حاجت نیام نہین
بندھین وہ ہاتھ حنا سے کیا ہی جن سے شہید | کچھ اور یار سے منظور انتقام نہین
نہ داغ دو شب فرقت کا دلکو نام نہ لو | ابھی چراغ نہ روشن کرو کہ شام نہین
جگر سے سینے سے دل سے گذر گئی دم مین | تری طرح تری تلوار کو قیام نہین
ستارہ فلک حسن کہیے کم سن ہی | ابھی وہ چاند کا ٹکڑا مہ تمام نہین
پھرے طلب مین جو دنیا کی وہ نہین پیندا | مثال نامہ جو گردش مین ہی امام نہین

| ۱۱۰ | نہ خط مصحف عارض کا معتقد ہو وزیر<br>حروف جس مین ہون اللہ کا کلام نہین | ۱۶ |
|---|---|---|

ہی غلط گر ترے دانتونکو کہون تارے ہین | کہ دہن مصحف ناطق ہی یہ سیپارے ہین
اپنی ہستی مین تو آثار فنا سارے ہین | شام کو ذرے ہین اور صبح کو ہم تارے ہین
کیا ہی ہرجائی حسینان جہان سارے ہین | یہ وہ اختر ہین کہ ثابت نہین سیارے ہین
ذائقہ ہونٹون کا بدلے گا نہ مستی ملیے | ہونگے یہ قند سیہ تو شکر پارے ہین
بادشاہونکی طرح پھرتے ہین ڈنکے دیتے | خار پا چوب ہین اور آبلے نقارے ہین
چھپ چلے ہین خط شبرنگ سے رخسار صبیح | دن ہی کم شام کے آثار عیان سارے ہین
ساغر چشم کے سو دینے پڑینگے بوسے | شیشہ دل کبھی توڑا تو یہ کفارے ہین

| | |
|---|---|
| خط پہ خط روز ہما کر اوسے پونہچاتی ہین | اشک کا ہیکو ہین یہ اک کی کاری ہین |
| آب جاری کیا اعجاز سے ای بحر کرم | اونگلیان کا ہیکو ہین لو کے فواری ہین |
| مصحف رخ کو وہ دکھلائین اگر تیسون دن | نئی ہیبتی مجھے سوجھی کہون سیپاری ہین |
| ہاتھ اگر چھوے لے سے بل جاے ید بیضا ہو | لعل لب اوس بت کافر کے وہ انگاری ہین |
| رونگٹے کب ہین ان آنکھون مین ہین لمبے بال | ہاتھ زانو پہ کبھی یار نے دے ماری ہین |
| پشت پر ہی جو سپر خم ہوے ہین تیغ کی طرح | چار پھول اوسکے تمین پھولونکے پشتاری ہین |
| رو برو رہتی ہی تصویر تصور شب و روز | اتہمت ہے منت مخلق آپ کے نظارے ہین |
| دیکھکر تجھکو حسین کٹتے ہین لیے بھوین بناو | کنگھیان کرتے نہین سر پہ وان آ رہی ہین |
| ۱۱۱ | دل پہ جو گذری خبر اوسکو نہ دی آ کے وزیر<br>لائق خلعت رومال یہ ہرکارے ہین |
| | ۱۵ |
| سب کو رخسار مخطط یہ ترے پیارے ہین | بید ہندو کو مسلمان کو سیپارے ہین |
| منہ نظر آتا ہی آئینے وہ رخسارے ہین | اپنی بھی مہر ہی اور اونکے بھی نظارے ہین |
| زہر ان کالون مین ایسا ہی جو دیکھے مر جاے | سیکڑون سانپ ترے گیسوونکے مارے ہین |
| شاد ہون وصل مین کیا شام کی نوبت سنکر | کوس چلتے ہی بس صبح کو نقارے ہین |
| صورت چشم ہر اک عضو بدن گریان ہی | رونگٹے جسم مین کا ہیکو ہین فوارے ہین |
| آہ مین دلکا غبار اشکو نمین ہین لخت جگر | باد مین خاک ہی اور آب ہین انگارے ہین |
| منہ چھپاے ہوے ہین ناز سے طفلان حسین | ای معلم ابھی جزدان مین سیپارے ہین |

نی پانی ہین تم سے آگے حسینان جہان
ب بھی کہتا ہی اوسسے کچھنہ لکھا شوق وصال
شم جانانکی اگر دشت مین ہم بھولے ہین پا
سی آلودہ نہین ترے لب آتش رنگ
نصف دو صنعت قسے ہین وہ دو لو عارض
صینچکر اوسکی تصاویر کہے صورت گر
کھ دیا ہی مرے سینے پہ شہادت نامہ

دست و پا تک عرق شرم سے فوارے ہین
پشت قاصد پہ دلا ناموکے پشتارے ہین
ڈھیلے آنکھون کے ہمین آہوون نے مارے ہین
اپنی نظرون مین وہ جوان حار انگارے ہین
پھول خوشبو مین جلا دینے مین انگارے ہین
یہ کیسی مصحف رخسار کے سیپارے ہین
صنعتین کس مین ہین تیرے اوسنے نہین ہارے ہین

| ۳۱ | الفت چاہ زنخدان مین یہ لاغر ہون وزیر<br>روزن مور مری نظرون مین اندارے ہین | ۱۱۲ |
|---|---|---|

ق زلف و رخ دلدار آنکھین ہوگئین
خ پلکین ہوگئین خونبار آنکھین ہوگئین
بکھکر محو جمال یار آنکھین ہوگئین
ئیوا ہی اشک اب بہنے لگا ہی خون گرم
رگئین تمسے جو آنکھین ہو گئی اکبار صلح
شتی مے لے کے ای ساقی پونہچ بہر خدا
ی تصور بسکہ آنکھون مین خط رخسار کا
ہ بت کافر ہی بس بے عیب ماشاءاللہ کی

مبتلاے کافر و دیندار آنکھین ہوگئین
دیکھ لو اب زخم دامندار آنکھین ہوگئین
جام ہاے شربت دیدار آنکھین ہوگئین
بھیجیو پانی کہ آتشبار آنکھین ہوگئین
کیجیے دو تین باتین چار آنکھین ہوگئین
بے ترے محفل مین دریا بار آنکھین ہوگئین
آئنے کیطرح جوہردار آنکھین ہوگئین
لب ترے عیسی ہین پر بیمار آنکھین ہوگئین

بہ گئین پلکین برنگ خس سی آنکھونکے سامنے
چشم بد دور انکو گردش ہی عجب انداز سے
میرے پانونکی طرح ہیہات اب گردش مین ہین
عین نادانی ہی اب انسے جو رکھیے چشم داشت
لخت دل یاقوت ہین آنسو ہین موتی آبدار
دو تو ہین چشم سخنگو گر نہین ہی اک دہن
عشق پنہان دیدۂ گریان نے ظاہر کردیا
البتہ چشم صنم کس ناز سے گردش مین ہین
ہر کسی نے آنکھ جب ڈالی گلو سے صاف ہین
تول لیتے ہین سدا نظرونمین جنس حسن کو
ہی تصور روز و شب کسکی طلائی رنگ کا
کہتے ہو سب دیکھتے ہین تیری آنکھونسے مجھے
چلیے اب صحرا سے کوہی یار آنکھین دکھلانے
پھول نرگس کے بنائے کب ہان معمار نے
ای خدا شاہد ہمارا ثم وجہ اللہ ہی
آنسا انکو بنایا عشق تیر یار نے
بیٹھ نرگس ہاتھ پھیلائی ہین شاخ نسی درخت

اتبو نظرونمین گل بیمار آنکھین ہو گئین
ای پری آہوے خوش رفتار آنکھین ہو گئین
کسکی یہ وارفتۂ رفتار آنکھین ہو گئین
شکل مژگان پھر گئین بیزار آنکھین ہو گئین
آو دیکھو جوہری بازار آنکھین ہو گئین
چپ نہ رہیے قابل گفتار آنکھین ہو گئین
ہنسنے کی جا ہر لب اظہار آنکھین ہو گئین
عوب کا دی ہو گئی ہین تج ار آنکھین ہو گئین
ہنس کے فرمایا گلے کا ہار آنکھین ہو گئین
پلۂ میزان مری ای یار آنکھین ہو گئین
چشم نرگس کی طرح زردار آنکھین ہو گئین
ہیچ کمو غبار کی بیکار آنکھین ہو گئین
آبلون سے پانو مین دو چار آنکھین ہو گئین
یہ ہماری نقش بر دیوار آنکھین ہو گئین
جب نگہ کی بت پہ تجسبی چار آنکھین ہو گئین
ہی مری تار نگہ سوفار آنکھین ہو گئین
کسکو دیکھینگے جواب درکار آنکھین ہو گئین

جب گھٹے مین بنگلے ہین نقش بدیوار ہم | آ کے دیکھو روزن دیوار آنکھین ہو گئین
ساقی و مینا و ساغر ایک آتے ہین نظر | بادۂ وحدت سے کیا سرشار آنکھین ہو گئین
روتے روتے ہجر مین سوجی ہین یہ چشمان تر | جسم لاغر ہو گیا طیار آنکھین ہو گئین
عاشق ابرو ہون کرنا دیدہ و دانستہ قتل | جوہرون سے تجھ مین اے تلوار آنکھین ہو گئین
آنکھ کے ڈورون نے تیرے کچھ تو ہین دکھلا دیے | اے صنم جو بال تھے تار آنکھین ہو گئین

۱۱۳

پھر گیا وہ آ کے اب جاگے تو کیا حاصل وزیر
سو گئے جب بخت تب بیدار آنکھین ہو گئین

اوس چشم کے ابلق کو کمان پاتی ہین آنکھین | کیون گھوڑے تصور کے یہ دوڑاتی ہین آنکھین
جب آنکھ لڑاؤن تو وہ شرماتی ہین آنکھین | بس اوس مژگان مین چھپی جاتی ہین آنکھین
ہوتی ہین شب وصل تری دید کو پیدا | تارون کی طرح صبح کو چھپ جاتی ہین آنکھین
وحشی ہون دم نزع ہی پتھراؤ کی حسرت | اطفال سرشک آؤ کہ ٹھہراتی ہین آنکھین
جاتا ہی طلب کرنے ہر اک نوح سی کشتی | دریا کو اگر دیکھ کے لہراتی ہین آنکھین

ولہ

مین کیا جہان دنگ ہی اس اختلاف مین | عارض نقاب مین ہی کہ قرآن غلاف مین
شبہ سے جسکو موے کمر خلق کہتی ہی | بس ایک رونگٹا ہی وہی جسم صاف مین
کیونکر نہ مردمک کا ہو شک اوسکے خال پر | موے کمر بنا ہی مژہ چشم ناف مین
انگشت سرخ کب مسی آلو دلب پہ ہی | پیدا ہوا ہی مرکز شنجرف کاف مین

| ۱۱۴ | غزل فارسی | ۶ |
|---|---|---|

| | |
|---|---|
| بہ بین وقت رفتن حسرت دیدای نگار من | کہ از نقش قدم پیداست چشم انتظار من |
| نگاہ از دیدن او چون پر پروانہ می سوزد | مگر دارد چراغ از داغ دل شہا تار من |
| فلک اگر دار فرط حرارت کوردہ آتش | معاذ اللہ فتد گر بر زمین مشت غبار من |
| بغیر از روی حسرت شکل دیگر در نظر ناید | بہ بیند گر کسی آئینہ لوح مزار من |
| اگر از سستی بختم سمند او نمی آید | بپای او رسد ای کاش این مشت غبار من |
| سبا دا پای تو در لغزش آید گر قدم بنہی | صفا ہا صورت آئینہ می دارد غبار من |

## متفرقات

| | |
|---|---|
| کیا ترا ای غیرت لیلی مین سودائی نہین | سچ ہو بوے زلف کی ٹیڑہی ہی سودائی نہین |
| شوق میخوار مین ساقی یہ چلا دریائے اشک | کشتی مے اب بھی لینے کو مرے آئی نہین |

## ولہ

| | | |
|---|---|---|
| نظر دل سے دور رہنے کا پیارے گلہ نہین | | دل ہے قریب ایسے ہو کچھ فاصلہ نہین |
| چلن انفاس کے ہین اندنون کچھ تہمت گلچین | ولہ | کہ آمد شد ہوا کی کو چہ منقار بلبل مین |
| ہنک بو سکرو ہی ایسی بلبل مین | ولہ | پھری چمن کی روش کوچہ رنگ گل مین |
| صد ادرونکی آگے گر دسے چھیری تو ای مطرب | ولہ | جو سیرے آنسو ونکے تار ہون یہ ستار ہین |
| خدا کو مان نہ ای شور حشر ہمکو جگا | ولہ | لحد سے اوٹھ کے کہین ہم ہو سو بگرین |
| جگا دیا مجھے سوتے مین سیدہ ملا ہو مین | | ابھی لحد مین نکیرین گفتگو نکرین |

وجوانون سے تہی پایا کنار پیر کو
ہجی نظرون سے نہ دیکھو عاشقِ دلگیر کو
ہڈ الا ڈھونڈھ کر ظالم نے مجھ نخچیر کو
ہون مین دیوانہ مری تصویر بھی تنگ چینے
ونہ بوسے لے سکا لیکن ترے لیوا ذکئے
پڑتی ہے تیرے مکان پر یار جو اُلکی آنکھ
ہی زبان کی صاف جنبش مصرعِ برجستہ مین
ال اس غفلت کدیکا تھا عیان ورزا لست
پڑگئے ہین سیکڑون چھالے جوانی خونخوار خلق
خود وہ ہی قاتل کہ تیرا وصف کرنیکے لیے
ہم وہ ہین فرہاد اے شیرین اگر رکھین قدم
دامن اوس گل کا جو اٹکا پھر کے دیکھا ناز سے
جاکے ٹھہری استخوان پر جب لگائی تو نے تیغ
ہاتھ مین وحشی نہین آتا تو طفال حسین
پاؤن پر دشمن گرے تو جان فکر سر مین ہی
بارہا بجلی گرائی شعلہ آواز نے

اس کمان مین عمر بھر ہمنے نہ دیکھا تیر کو
کیسے تیر انداز ہو سیدھا تو کر لو تیر کو
چشم کیا سوفار کے بدلے ملی تھی تیر کو
کہربا کے رنگ سے کھینچو مرے تصویر کو
سر دیا شمشیر کو اور دست و پا زنجیر کو
گرد دامانِ نگہ مسکن گواہی تھی تعمیر کو
یار خوش تقریر کہتے ہین مری تحریر کو
خواب دیکھا بعد پہلے سن لیا تعبیر کو
کسکے خونِ گرم سے تو نے بھرا شمشیر کو
منہ ملا زخمون کو میرے اور زبان شمشیر کو
دودھ سا پتھر سے جاری کون جوئے شیر کو
دے اب اے بلبل دعا مین خار دامنگیر کو
کیون نہ اے قاتل ہما کہیے تری شمشیر کو
کھینچتے پھرتے ہین پتھر پر مری تصویر کو
مت سمجھ بیوجہ پاسے شمع پر گلگیر کو
لن ترانی کی صدا کہیے تری تقریر کو

بستی ہی مہندی چمن مین دیکھنا رفتار یار
پھول منہ سے جھڑتے ہین سنا ذرا تقریر کو

اپنے اشکونکے سبب دریا روان ہر گھر مین ہی
ہاتھ آتین مچھلیان گھر بیٹھے ماہی گیر کو

آسمان کے پار گذرے دل نے ایسی آہ کی
اپنے ترکش نے کمان کی طرح پھینکا تیر کو

کوہکن تجھسے نہ پنہان ہو سکا اسرار عشق
ہم چھپاتے استخوان کی طرح جوے شیر کو

بہر استقبال جاؤ نمین کبھی تیر آپ سے
وہ نشانہ ہون جو آتے دیکھون اوسکے تیر کو

| ۱۱۴ | ہو کے لاغر تیر کے مانند چھوٹے ای وزیر<br>کھیئے اب خانۂ کمان کا خانۂ زنجیر کو | ۱۹ |
|---|---|---|

دیکھ او ناوک فگن جذب دل نخچیر کو
ہی ٹھہرنا مشکل اب ترکش مین تیرے تیر کو

خواب مین دیکھا در جانان سر اوٹھ سکتے نہین
پاے خفتہ چاہیے اس خواب کی تعبیر کو

ای پری تونے ہمین وحشی کہا اچھا کیا
اب کوئی ہم چھوڑتے ہین زلف کی زنجیر کو

موے آتش دیدہ دم مین بال ہو تلوار کا
شعلۂ دست حنائی مین جو لے شمشیر کو

دامن جانان جو چھوٹا دامن صحرا لیا
دیکھ ای وحشت ہماری خاک دامنگیر کو

گر مرقع مین مرے خورشید رو کی ہو شبیہ
روز روشن دم مین وہ کر دے شب تصویر کو

رو دون زیر تیغ قاتل اسقدر دریا بہے
صورت کشتی بنا دون مین خم شمشیر کو

اوس مین بھی ہو کے سے بھلا ای شمع کیا نسبت تجھے
مثل پروانہ جلا دے جب چھوے گلگیر کو

ہاتھ اوس انگیا کی چڑیا تک پہنچ سکتا نہین
دام مین لاؤن دکھا کر دانۂ زنجیر کو

جرم کیا کیا کر رہا ہی خواب غفلت مین ہنوز
روز محشر سنیو ہر ہر عضو سے تعبیر کو

خط سنبل مین لکھین گے زلف جانان کی صفت
سنبل تر کی سیاہی چاہیے تحریر کو

ای گل زخم جگر تیرا نشانہ کیا سمجھے
بلبلون نے اپنے پر بخشے ہین اوسکے تیر کو

جو گیا تیرے مکان مین پھر نہ نکلا عمر بھر
نقش حب کا گھر ہی گویا گھر ترا تسخیر کو

پرورش طفلی سے پائی دامن کہسار مین
کوہ کو پستان مین سمجھا شیر جیسے شیر کو

گر میان وہ غیر سے کرتا ہی مین مرتا نہین
آگ لگجائے الٰہی موت کی تاخیر کو

بندھ گیا ہی غیر سے مضمون غزال چشم کا
اوسمین اب شاخین نکالے کہدو آہوگیر کو

ضعف سے مذکور خال لب گران ایسا ہوا
مہر خاموشی ہوا میرے لب تقریر کو

بیقراری دیکھکر میری کہا بہزاد نے
چاہیے رنگ پریدہ آپ کی تصویر کو

۱۱۷
شکل ابرو منہ پہ کھائین یار کی تیغ ای وزیر
صورت مژگان جگہ آنکھون پہ دین ہم تیر کو
۳۱

بے چین ہی یہ دیکھ کے مجھ بیقرار کو
ہی انتظار صبح شب انتظار کو

رسوا جنون مین بھی نکرونگا مین یار کو
مجمل کیطرح تلوے چھپائین کے خار کو

دل مین جگہ دی یار نے مجھ خاکسار کو
شیشے مین اک پری نے اوتارا غبار کو

چوٹی مین وہ لپیٹے ہین پھولون کے ہار کو
پھولی ہی شام کہدو یہ صبح بہار کو

حسرت نہ تا گلون کی ہو بعد فنا مجھے
گل کر دیا صبا نے چراغ مزار کو

اوس گلعذار سے کہو سرکا ہی منہ پہ بال
پھولون مین کیون بسایا ہی مشک تتار کو

مانند شمع بس مرے آنسو نکل پڑے
دیکھا جو بے چراغ کسیکے مزار کو

ای گل کہان نہین مرے رونے کا تذکرہ | سن لے صدائے گریۂ ابر بہار کو
شاخین نکالون سیکڑون شاخ غزال مین | دیکھون جو تیرے سرمۂ دنبالہ دار کو
ہم جیسے شکستہ بال کو پرواز کی ہوس | مر جاؤن مین صبا تو اوڑانا غبار کو
گلبن کو رخ دکھا کے کیا اوسنے عندلیب | منقار عندلیب کہون نوک خار کو
اوڑ کر مرا غبار پڑے اوسکی آنکھ مین | دیکھے نگاہ بد سے جو آئینہ یار کو
بے گنتی اوس قمر کے لیے بوسے رات بھر | دیکھو تو میری آرزوی بے شمار کو
گل ہنستے ہنستے لوٹ گئے میری قبر پر | یون روئی شمع دیکھ کے میرے مزار کو
مستی نے تیری دامنون کی برباد کر دیا | گرد یتیمی گہر آبدار کو
میری طرح جو غیر سے وہ آنکھ پھیر لے | دون مین دعائین گردش لیل و نہار کو
چھو کر حنائی ہاتھ سے اوس گل نے باغ مین | روشن برنگ شمع کیا شاخسار کو
ہم مر گئے مگر وہی نازک مزاج مین | کوہ الم سمجھتے ہین سنگ مزار کو
وحدت اوٹھائے پردۂ کثرت جو آنکھ کو | پھر ایک اس چمن مین کہے تو ہزار کو
دست طمع دراز ابھی شاخ گل کرے | دیکھے اگر چمن مین گل کفش یار کو
بولا ہوا کے گھوڑے پہ ابھی سوار ہی | دوش صبا پہ دیکھ کے میرے غبار کو
برگشتہ بخت وہ ہون جو دانہ مرا گرے | گردش ہو آسیا کی طرح کوہسار کو
ہون بیدماغ خواب عدم سے نہ چونک اوٹھون | خاموش کر صبا مری شمع مزار کو
وہ نی ہون تیری دوری سے لب پہ فغان کرون | چپ ہون جو منہ لگائے تو مجھ دلفگار کو

گر تو ہو بغل میں اوٹھاؤں یہیں مزا
لاؤں زبان پہ قصہ بوس و کنار کو

پہنا جو تو نے یار گیا یہ خوشی سے پھول
پھولوں کا ہار کر دیا موتی کے ہار کو

تربت پہ میری کون یہ گرم خرام ہے
نقش قدم چراغ بنے ہیں مزار کو

گر تو نہ آئے موت کا میں منتظر رہوں
آنکھیں خدا نے دی ہیں مجھے انتظار کو

تر دامن اسقدر رہوں کہ اے آفتاب حشر
سایہ مرا خجل کرے ابر بہار کو

ہر سوال آئیں جو مجھ ناتوان کے پاس
ڈھونڈھیں فرشتے لیکے چراغ مزار کو

۱۱۸

آتے ہیں میرے ہاتھ وہ مضمون آبدار
نسبت نہیں وزیر در شاہوار کو

۲۴

مر مر گئی بلبل جو گیا یاد چمن کو
غربت میں خدا یاد دلائے نہ وطن کو

لب پر تو نہ لا وعدہ خلافی کے سخن کو
جھوٹا نہ کہیں جوہری اس لعل یمن کو

باتوں میں لگا لوں گا غزالان ختن کو
آنکھوں سے تری سیکھ لیا طرز سخن کو

میں مر گیا ہوں دیکھ کے اعجاز سخن کو
اب سوزن عیسی سے سیو میرے کفن کو

دکھلایا تری تیغ نے جوہر کے چمن کو
پھر تازہ دیا داغ اسیران کہن کو

اندھا ہے وہ جس نے ترا دیدار نہ دیکھا
بہرا ہے وہ جس نے نہ سنا تیرے سخن کو

نقش قدم یار کی دیکھو تو صفائی
آئینہ دکھاتا ہے عروسان چمن کو

اے بت دیا اللہ نے نعم البدل اس کا
دی چشم سخن گو نہ بنایا جو دہن کو

بجلی کیطرح لاش تڑپتی ہے ہماری
کہتا ہے بجا ابر سفید اپنے کفن کو

منہ مین چکنعان کیطرح پانی بھر آئے
دیکھے کبھی یوسف جو تری چاہ ذقن کو

کرباتین لڑائی کی لب لال سے ظالم
دے لال کے مانند لڑا لعل یمن کو

دل چاہ ذقن مین تری زلفون کو نہ بھولا
افتادہ چہ یاد کرے جیسے رسن کو

مرتاہی جہان تجھپہ یہی قاتل عالم
اب زندہ بھی پہنے ہوے پھرتے ہین کفن کو

بلبل کی بھلا پوچھتا کاہیکو کوئی بات
صد شکر دیا نطق نہ غنچے کے دہن کو

قمری کو اوسی دن سے ملا طوق اسیری
جس روز کہ آزاد کیا سرو چمن کو

یوسف کیطرح گر پڑے ای ماہ کنوئین مین
دیکھے نہ تخشب جو ترے چاہ ذقن کو

خوش چشمون کے مضمون کیے مینے قلم بند
نیزے سے کیا صید غزالان ختن کو

بت کہتے ہین کیا کیا مجھے اس پاہی پہ
اللہ نے صد شکر بنایا نہ دہن کو

آنکھونکو تری سرمے کے دنبالے کر ان بن
شاخین ہین وبال اپنی غزالان ختن کو

تربت پہ مری آب دہن یار نے پھینکا
بھولا نہ پس مرگ وہ مجھ تشنہ دہن کو

مرنے پہ بھی خوش چشمونکو مجھسے وہی کاوش
سبزہ مری تربت کا چراتے ہین ہرن کو

یارونے پس مرگ مرے باندھ دیئے ہاتھ
تھا خوف کہ ٹکڑے نکرے جیب کفن کو

مرنے پہ رہی ساتھ بتانے کی دو رنگی
دکھلایا شب گور کو اور صبح کفن کو

| ۱۱۹ | جنبش نہ زبان کو ہو تو پھر بات نہ نکلے<br>گویائی ہی گردش سے وزیر اہل سخن کو | ۱۴ |
|---|---|---|

دوست سب کہتے ہین سرو قامت جلاد کو
نکلے قمری توڑپے کر بیضۂ فولاد کو

پونہچے کر فریاد سے دست زلیخا داد کو — آسے چاک دامن یوسف مبارکباد کو

کیا اوڑا لیجاؤ گے گلزار بے بنیاد کو — گل کو بلبل کر دیا ہی فاختہ شمشاد کو

نقشۂ موے کمر کھینچا تو بھولا تھا لچک — ہو گئی لغزش یکایک خامۂ بہزاد کو

ہمصفیرو ڈھانپ دیتا ہی قفس گل دام سے — رحم آجاتا ہی مجھہ بلبل پہ جب صیاد کو

پھنک رہا ہون کسقدر اللہ رے سوز فراق — موم ہو جائے اگر لون ہاتھہ مین فولاد کو

لکھنے بیٹھو گے تو لاکھون سر قلم ہو جاینگے — پہلے بسم اللہ مین بسمل کیا استاد کو

صدقے کر کے سرو کو آزاد وحشی نے کر دیا — کہدو قمری سے کہ آج آئے مبارکباد کو

کٹنے سے سر حاصل ہوئی کیا ہی سبکدوشی مجھے — سرگرانی کی دوا معلوم تھی جلاد کو

ضعف کی تاثیر نے کھینچنے ندی میری شبیہ — رنگ رخ اوڑنے نے عاجز کیا بہزاد کو

پاے مجنون جب کھنچے زنجیر سی اک بن گئی — خود بخود لغزش ہوئی یہ خامۂ بہزاد کو

جسم کیا او طفل ہر دم چوٹ لپک گئی — تازیانہ زلف کا کھلنا ہوا استاد کو

ہو چلی وحشت صریر کلک کی تحریر سے — گا بہارا او طفل جنگلا ہو نصیب استاد کو

سبزۂ خط دیکھکر ہاتھونکے طوطے اڑ گئے — جانور صدقے مین چھوٹے دو کچھ اب صیاد کو

| ۳۴ | ولہ | ۱۲۰ |
| --- | --- | --- |

اس پتے سے پوچھنا قاصد مکان یار کو — چاندنی کہتے ہین کسکی سایۂ دیوار کو

طوف رہتا ہی سدا گردش سے چشم یار کو — شوق سے کعبہ کہون مین ابروے خمدار کو

جب صبا لائی ادھر سے بوے زلف یار کو — نافۂ مشکین بنایا روزن دیوار کو

کرنہ پامال خرام ناز اب گلزار کو
پاؤن پڑتی ہی حنا موقوف کر رفتار کو

یاد جب کرتا ہون لطف سایۂ دیوار کو
ڈھونڈھتا پھرتا ہون مین جنت مین کوی یار کو

دوسرا مصرع ہی سایہ قد اگر مصرع ہی ایک
مطلع ایجاد ہم کرتے مین اپنے یار کو

دیجیے بندش صفائی کی جو سیکھے صوف خر
باندھیے سوچ سے مضمون الف یار کو

پھول جب جھڑنے لگے رنگین بیانی سے مری
رنگینی حیرت سے بلبل کھول کر منقار کو

آج ہی فرقت کی شب ای بخت خفتہ المدد
نیند آجائے ہمارے دیدۂ بیدار کو

رازدار ایسا ترا مجنون صحرا گرد ہون
مثل ماہی عمر بھر رکھون چھپا کر خار کو

مثل خاتم قمریون نے طوق بیچے میرے ہاتھ
لکھدے اب خط غلامی سرو قد یار کو

جس بیابان مین ہوا مین گرم رو ای شعلہ خو
کر دیا روشن برنگ شمع ہر اک خار کو

پاؤن کیون ترے ہجے مین میر کیا ہوا ثمر گناہ
پوچھتا ہوتی جو گویائی زبان خار کو

کیون نہ ثابت مجھے ظالم کی قسمت مین ہی عیش
دیکھتا ہون آمدن خندان لب سوفار کو

چشم جانان مین نہ کیون ہو سرمۂ دنبالہ دار
ناتوان ہی چاہیے رکھنا عصا بیمار کو

سب منجم کہتے ہین اب ہی برابر اے دل
سر سے پا تک دیکھکر زلف دراز یار کو

خاک بازی واقعی لڑکون کو بھاتی ہی بہت
اشک نکلے دیکھتے ہی خاک کوے یار کو

بند ہی دروازہ اوس گل کا مدد ای بال شوق
عندلیبون کی طرح اوڑ جائیے دیوار کو

غنچۂ نرگس ہی یہی آنکھین ہین نرگس کے پھول
برگ نرگس کہیے ای گل ابروے خمدار کو

ای بتو در پردہ تم سے راہ ونکو بھی ہی عشق
صورت تسبیح نہان رکھتے ہین زنار کو

مثل سایہ سرو ہی پامال دیکھو تو خرام
پھول منہ سے جھڑتے ہین نیو ذرا گفتار کو

خاکمین ملجاؤن پر او ٹھون نہ مثل نقش پا
جی مین ہی دکھلاؤن ورنا توانی یار کو

میرے نالونکا اثر باقی ہی بعد مرگ بھی
موے تن مضراب ہین ہر اک نفس کے تار کو

یاد آجاتا ہی بس اپنا سیہ خانہ مجھے
بھاگتا ہون دیکھکر مین سایۂ دیوار کو

وصل کی شب آج ہی گر صبح ہوگی تا بہ حشر
خوب سا سیدھا کرونگا چرخ کجرفتار کو

دل مین اپنے اب تصور اسکا کھینچے اندرن
عرش مین لٹکائیے زنجیر زلف یار کو

دلکو سینے سے مرے آنکھونمین لایا جوش اشک
چاہیے نقل مکان کرنا ہر اک بیمار کو

ہاتھ آتا ہی مرے مضمون دہان یار کا
توڑتا ہون غنچۂ نا رستۂ گلزار کو

جوش گریہ سے نہ خط لکھنے کی جب فرصت ملی
کاغذ ابری عوض نامے کے بھیجا یار کو

خانۂ زنجیر سے نکلا صدا کی طرح مین
ناتوانی نے کیا آزاد جسم زار کو

ٹکڑے ٹکڑے طوق کو کردین گریبان کی طرح
تیرے وحشی جب سنین زنجیر کی جھنکار کو

آتی ہی وحشت مین اب یاد بتان سنگدل
خوب رووان منہ پہ لیکر دامن کہسار کو

باندھے ہین مضمون جو مین نے قامت دلدار کے
عالم بالا مین پڑھتے ہین مرے اشعار کو

| ۱۲۱ | پڑگیا یہ غل کہ یوسف دیکھنے آیا ہی وزیر<br>سیر کی خاطر گیا وہ ماہ جب بازار کو | ۳۴ |
|---|---|---|

دوست دشمن ہین برابر چرخ کجرفتار کو
پھول دیتا ہی سپر کو اور پھل تلوار کو

زیر ابرو دیکھکر گردش مین چشم یار کو
ماہ نو نے بھی چڑھایا چرخ پہ تلوار کو

رحمت جان کہتے ہین عشاق زلف یار کو
یہ وہ شب ہی جو نہین بھاری کسی بیمار کو

باغ سے تشبیہ دیتے ہین گل رخسار کو
اب عوض طوطی کے بلبل کہیے خط یار کو

دیکھکر خورشید کانپا ابرو خمدار کو
بس اوٹھا رکھہ طاق پر ای ماہ اب تلوار کو

گر کرون روشن چراغ آہ آتشبار کو
مثل پروانہ جلا دون مرغ آتشخوار کو

حلقۂ گیسو کا مضمون ہاتھ آیا فکر سے
زور افسون سے کیا خاتم دہان یار کو

کیون نہو ہمکو ادب اوس ابرو خمدار کا
چوم کر لیتے اگر ہاتھ مین تلوار کو

غیر دیکھین جلوہ تیرا ہم جلین ای برق حسن
آگ لگجائے تری اس گرمی بازار کو

برچھیان مارین نگہ نے ہر مژہ نے لاکھہ تیر
ابرو خونریز کو بھی کھینچ لے تلوار کو

اس مری دیوانگی پر ای جنون پتھر پڑین
کر دیا ہی ٹکڑے ٹکڑے دامن کہسار کو

کون غیر از آبلہ اوس دم سپر داری کرے
ای جنون صحرا جو کھینچے مجھ پہ تیغ خار کو

لاغری سے آج ہم دوش ہوا پر پھرتے ہین
ای گلو بنتے تھے کل خار سر دیوار کو

اسقدر ہی کانٹے چبھنے کی کف پا کو ہوس
آبلہ پروانہ ہو دیکھے جو شمع خار کو

رنج دل افزون ہوا ہی میرے اشک و آہ سے
ہی بہت ناساز یہ آب و ہوا بیمار کو

توڑ کر سو بار دی ہی ای جنون ہمنے گرہ
کر دیا ہی شکل سبحہ رشتۂ زنار کو

کون کہتا ہی نہین آتا ہی عنقا دام مین
باندھتا ہون مین تو مضمون دہان یار کو

داغ گل نالے ہین بلبل ٹھنڈی سانسین ہین نسیم
یا الٰہی رکھیو سرسبز اس مرے گلزار کو

پاؤن کے چھالے انھین دیتے ہین آنکھون پر جگہ
دیدۂ ہر آبلہ سمجھا ہی مژگان خار کو

شکل قمری وسکے وحشی طوق مین پہنے ہوے
اس لیے کہتے ہین شاعر سرو قامت یار کو

دیکھنے سے میرے چشم یار کو ہی احتراز
کس نے بتلایا ہے یہ پرہیز اس بیمار کو

داغ مہ کو دیکھیے تمثیل دل کے داغ سے
باندھیے اشک روان ہر کوکب سیار کو

ساغر می ہنستے ہین ساقی بہکنے پر مرے
قلقل مینا جو کہتا ہون تری گفتار کو

اپنے کوچے مین مجھے رونے تو دو ای رشک گل
باغبان پانی ہمیشہ دیتے ہین گلزار کو

غنچۂ گل مشک نافے بنگئے ای عندلیب
جب صبا لائی چمن مین بوے زلف یار کو

ان بتون کے ظلم سے دشمن ہوا مین کفر کا
ہو گیا ہر موے تن نشتر رگ زنار کو

اسقدر مستی مین بھی ساقی رہا پاس ادب
سجدے کرتے جاتے ہین ہم خانۂ خمار کو

ای بت کافر تجھے دیتا ہون مین گل سے مثال
باندھتا ہون مین رگ گل رشتۂ زنار کو

میرے ہر اک زخم تن کو اس نے خندان کردیا
زعفران کا کھیت کیسے تیغ جوہر دار کو

دیکھکر تیرے مریض عشق کو بولے طبیب
ہم پیام مرگ کہتے ہین اسی آزار کو

زیر دیوار صنم بیتاب ہون بجلی کی طرح
ای مژہ تو ابر کر دے سایۂ دیوار کو

بل نکر ہم وحشیون کے آگے ای شاخ غزال
پیچ مین لاتے ہین اپنے ہم تو زلف یار کو

مثل قمری دار پر منصور حق کہتا رہا
عاشق قامت تھا سمجھا سرو چوب دار کو

حال بیتابی گریہ سے ہے مثل برق خط
نامہ بر اپنا بناؤن ابر دریا بار کو

ہم وہ ہین دیوانۂ برق تجلی ای کلیم
طور کر دین آہ آتشبار سے کہسار کو

ہون مسلمان بوسہ لیلونگا ابھی اللہ مین
ای بت تو مصحف کہو گے تم اگر رخسار کو

۱۴۲ — وصف ان شیرین دہانوں کا لکھوں گر ای وزیر<br>نیشکر دم مین بنا دون کلک کو ہر بار کو — ۳۱

بنے گلخن جلا دون آہ سوزان سے جو گلشن کو<br>کہین سب خوشہای سوختہ پھولون کے خرمن کو

وہ بلبل ہون جلا دون آہ سوزانسے گلشن کو<br>شرف ہو شاخ نخل طور پر شاخ نشیمن کو

جلینگے رشک سے گل ہنستے جاتے ہو جو گلشن کو<br>جلائیگی یہ بجلی دیکھنا پھولون کے خرمن کو

ہمین بیکس سمجھکر پھول اگر لاتا نہین کوئی<br>صبا سے کہدو گل کر دے ہماری شمع مدفن کو

جنون نالونسے میرے کیا وہ غفلت پیشہ آگہ ہو<br>نہ جاگا بانے خفتہ سنکے زنجیرونکے شیون کو

ولا ناجنس کی صحبت بھی طرفہ گل کھلاتی ہے<br>کرے نیرنگیان ڈالین اگر پانی پہ روغن کو

غبار دل عوض اشکونکے آنکھونسے جو گرتا ہے<br>جنون نے دامن صحرا بنایا میرے دامن کو

بہے سیلاب اشک ایسا گلے تک پانی آ پہونچے<br>بنا دون حلقۂ گرداب دریا طوق گردن کو

مجھے دیوانگی سے نے جذب تمنا طپش بخشا ہے<br>گلے سے خود لپٹ جانے جو لائین طوق آہن کو

مسی آلود لب مین ہی اہ کیا ہی جلوہ دندان<br>بھرا ہی ابر نیسان نے گہر سے اپنے دامن کو

بتاتے ہین جو مجھ وحشی کو انگلی کے اشارے سے<br>مسلو اے جنون سمجھے ہین لڑکے طوق گردنکو

نہو جبتک سحر کب آفتاب ابر ماہ سے نکلے<br>اولٹ دون جام مہ گر تو چھپائے روے روشنکو

کہا قصہ جو قاتل کے لباس زعفرانی کا<br>ہنسایا خوب سا ہمنے دہان زخم سوزن کو

سیہ خانہ مرا شمع فلک سے خاک روشن ہو<br>کہ جالا پر تو مہ بنگیا ہی چشم سوزن کو

بہار آتے ہی باے وحشت یہان پتھرا گئین آنکھین<br>بھرا اشکان نے میرے پتھرونسے اپنے دامن کو

جو ہین خونریز ظالم آبرو انکی نہین جاتی
کبھی ہوتے نہ دیکھا خشک ہمنے آب آہن کو

مزار کشتۂ تیغ جفا معلوم تا ہوئے
سبزے کے پھول لازم ہین چڑھانا میرے دشمن کو

پس از مردن مری سرگشتگی کا ہی اثر باقی
جو رکھین سنگ مدفن آپ گردش ہو فلاخن کو

صدا آنے لگی ای زاہدو اللہ اکبر کی
بجاتین کاز الفت جو ناقوس برہمن کو

چمن مین دیکھکر جوبن گلوے شیشۂ جم کا
خجالت سے جھکا لیتے ہین طاؤس اپنی گردن کو

ہمین یہ سنگ طفلان کم نتھا پاس سے ای وحشت
طلائی کر دیا خون گلو نے طوق آہن کو

یہ کیسا کے گوہر دندان سے اسنے ہمسری کی تھی
ملایا جو خدا نے خاک مین ہیرے کے معدن کو

ہین لوای بتو زنار تسبیح سلیمانی
رکھو راضی اسی پردہ مین ہر شیخ و برہمن کو

ہر اک پروانہ بھی محفل مین مستونکی طرح لوٹے
نگاہ مست ساقی کرے مینا شمع روشن کو

ہی نالان صورت ناقوس سیر گنبد مدفن
نہ بھولا خاک ہوکر بھی ہر ای وس طفل برہمن کو

کیا شرمندہ شبگو لف نے دکھلا دے آب عارض
بنا پروانہ ای مہرو چراغ صبح روشن کو

برنگ ساغر لبریز روتا ہی جو سنتا ہی
بجا ہی قلقل مینا کہون گر اپنے شیون کو

عوض ہی وانکے تربت پہ شور عندلیبان ہی
کسی نے پھونککر منہ سے کیا گل شمع مدفن کو

نکل جاتے وہین گر ہاتھ مین لو سنگ ای وحشت
تڑپ نے میری نبضون کے کیا نادم فلاخن کو

یہ کون آیا تھا گھر مین جو دماغ اپنا فلک پر تھا
سمجھتے تھے چراغ خانہ شب بھر ماہ روشن کو

| ۱۲۳ | کرون گر مین خیال گیسوی شبرنگ مین آہن<br>وزیر اکرم مین گل کر دون چراغ صبح روشن کو | ۲ |
|---|---|---|

حسد سے سمجھے ہین کج فہم دشمن مجھ سخنور کو
بسان تیغ قاتل جانتے ہین اہل جوہر کو

کسیکی نرگس مخمور کی گردش جو یاد آئی
برنگ شیشۂ می رو کے دیکھا دور ساغر کو

مجھے وہ طفل بازیگر قیامت یاد آئیگا
سنوانیزے پہ جب دیکھونگا مین خورشید محشر کو

گلا کاٹا جو دشنے کیا ہی عشق ہو ہو دم نکلا
ہمارا مرغ جان سمجھا پر پرواز خنجر کو

سدا قائم مزاجون کو ہی نفرت ہرزہ گردی سے
روان ہوتے نہین دیکھا کسی نے آب گوہر کو

نکل جاتا ہون اپنے پیرہن سے زار ایسا ہون
ہوی تشبیہ بوے گل سے میرے جسم لاغر کو

۱۲۴ — وله — ۱۴

دشمن بھی اپنے دوست سے یارب جدا نہو
نا آشنا کو بھی الم آشنا نہو

صد چاک ہو وہ دل کہ جو درد آشنا نہو
پھوٹے وہ آنکھ جس سے کہ آنسو گرا نہو

وہ صید ہون کہ پر بھی جسکا اوڑ سکا نہو
یارب مجھے کہین پہ ماہی ملا نہو

بعد از فنا زمین سے نہ اوٹھا مرا غبار
ایسا کوئی کسیکی نظر سے گرا نہو

کرتی ہی اب تلک جو لگاوٹ تمھاری تیغ
تسمہ کوئی گلے مین لگا رہ گیا نہو

مرکر بھی اوس گلی مین نہ ہم پہونچین یا نصیب
خاک اپنی جب اوڑے تو اودھر کی ہوا نہو

قطعه

بے یار ذوق کب ہی شراب و کباب سے
پروا نہین ہی اب مجھے ساقی ہو یا نہو

خون جگر پیا نہو جس نے وہ می پیے
کھاوے وہی کباب کہ جو دل جلا نہو

ہم خاک مین ملے تو ملے غم مگر یہ ہی
دلمین ترے غبار کہین آگیا نہو

رسوائی کا بھی چاہیے وحشت مین کچھ خیال
دامن جو چاک ہو تو گریبان پھٹا نہو

بے جرم و بے گنہ نہ عاشق کو قتل کر
کعبہ تری گلی ہے کہین کربلا نہو

کھینچی تھی تیغ پر نہ نزاکت سے کھینچ سکی
قاتل کا کیا قصور جو میری قضا نہو

مرہم جو سبز تمنے لگایا تو فائدہ
بے آب تیغ زخم ہمارا ہرا نہو

بانگ درا تو ہوتی نہین ایسی دلخراش
ہمراہ قافلہ دل نالان مرا نہو

جو ہو سکین وہ مجھسے کرو بیوفائیان
تا پھر کسیکو تم سے امید وفا نہو

جز کہربا اوٹھائی کسی نے نہ میری لاش
کاہیدہ اسقدر کوئی یارب ہوا نہو

حسرت سے کیون تڑپتے ہین صیاد اسیر دام
ہاتھون مین تیرے طائر رنگ حنا نہو

کھا کھا کے پان پیک جو تھوکی مزار پر
اوسکے شہید لب کا یہی خون بہا نہو

اسدرجہ کیون ہے حسرت رخ جفاجو کو اضطراب
دلکو مرے قرار کہین آگیا نہو

خاموش اپنے در پہ مجھے دیکھکر وہ شوخ
کہتا ہے یہ فقیر کہین بینوا نہو

ہے درمیان مین تفرقہ پرداز گفتگو
خاموش ہو تو لب سے کبھی لب جدا نہو

مہر جواب خط مین جگہ چھوڑ دی تھی کچھ
قاصد نے اوسپہ خط غلامی لکھا نہو

پھر روحکو ہے جسم مین آنے کا اشتیاق
اوس نے مرے جنازے کو کاندھا دیا نہو

بیچین ہو نہ جائین سب آسودگان خاک
وہ چال چل کہ جس سے قیامت بپا نہو

تو مجھ سیاہ بخت کی جانب نگاہ کر
دیکھون تو کیونکر آنکھ تری سرمہ سا نہو

| ١٢٥ | تاریک ہو گیا ہے نظر مین جہان وزیر<br>آنکھون مین اوسکے غیر نے سرمہ دیا نہو | ٢٤ |
|---|---|---|

کیفیت اونمین بھی ہی جو ہم سے گناہ ہو
بوتل ہو میکشی سے اگر دل سیاہ ہو

مصروف دید اُبھی زلف سیاہ ہو
اہی جان ناگ دون نہ تیغ نگاہ ہو

کاہیدہ مجکو دیکھکے وہ غیرت پری
کہتا ہی آدمی ہو کہ مردم گیاہ ہو

کرتا ہو پوست جسم برہنہ کا ضعف سے
پگڑی کا پیچ موے سر بے کلاہ ہو

جھک کر غم برہنہ سری کو مٹائیے
جو آبلہ ہی پاؤن کا سر کی کلاہ ہو

کیا مین بی ٹھنی ہوین مژگان کی پلٹنین
سر پہ جو دود تو شبہہ گرد سپاہ ہو

مرجاؤن مین ذرا جو مکدر ہو مجھ سے یار
خشکی مین اہی خضر مری کشتی تباہ ہو

احسان سے ابھی عرق شرم مین ہون غرق
آئے جو ناخدا مری کشتی تباہ ہو

موج و حباب وار نہ عریان ہون بی
تن پیرہن مین جو ہو تو مرا سر کلاہ ہو

فرما رہا ہی حق کہ مین ربّ غفور ہون
اب مین ہون بے قصور جو مجھ سے گناہ ہو

سوجھی ہی اوُلٹی دشت نوردی مین اے جنون
پاؤن مین آبلے کی طرح سے کلاہ ہو

پیدا ہو تن سے جامۂ تن مثل موج آب
سر سے حباب وار مہیا کلاہ ہو

نظرون مین ہون سبک تو مین جیتہ جاؤن بام پر
مجکو کمند یار کا تار نگاہ ہو

بیتاب روح ہی ترے نظارے کے لیے
مثل نگہ رواں کہین آنکھون کی راہ ہو

جیسے بیاض چشم مین ہی جلوہ گر بصر
یون استخوان مین یار کا تیر نگاہ ہو

کہتی ہی اونکی پرتو رخ سے حیا ٹھہر
جبتک کہ آئنے سے نہ باہر نگاہ ہو

دیکھین جو آنکھ اوٹھا کے وہ مجھ ناتوان کو
خم ہون مری طرح سے یہ بار نگاہ ہو

آتی ہے اپنی شکل نظر کیا گلا کرون
دیکھون تو نازکی سے اوڑے وہ غبار خط
دیوانے ہو گئے ہین ترے شاہدان باغ
بل بے صفا کہ چشمۂ عینک بھی گرد ہے
لو بنگیا ہے سایۂ قاصد سواد خط
پانی ہے سفید ہو ساقی شراب سرخ

تم آئنے کی طرح سے پیش نگاہ ہو
اسدرجہ رخ پہ صدمۂ گرد نگاہ ہو
گل پھاڑ کر قبا نکہین داد خواہ ہو
دیکھون شکم تو پشت کے باہر نگاہ ہو
جائے جدھر وہ ساتھ یہ سینے اشتباہ ہو
بوتل فراق مین رگ ابر سیاہ ہو

۱۲۶

ساقی چلے وزیر ابھی توبہ توڑ کر
گلشن مین بوتلون سے جو ابر سیاہ ہو

۳۶

نہ بنے مثل حباب اب تو ہی گوہر آنسو
کیا ہوا ضبط سے لو آگئے منہ پر آنسو
صورت طفل پریزاد بنا آخر آنسو
تو نے ڈھکا کے ہمین غیر کو ساغر جو دیا
پوچھتے پھرتے ہین ہر ایک سے ہم فرقت مین
پانی پانی ہوئے ہم جھڑکی لئے دربان کی
چل کے تلوار تری لگ گئی کیون روتے ہم
رو دیا دیکھ کے تجھکو تو نہ ہو آزردہ
حسرت بادہ کشی رکھتی ہے گریان ساقی

اپنی قیمت نہ گھٹا دے کہین گر کر آنسو
نکل آیا ہے پسینے کی طرح سر پر آنسو
ہین عزیز اب مجھے آنکھون کے برابر آنسو
ساقیا پی گئے ہم آنکھ مین بھر کر آنسو
ضبط کرتے ہین کسے تھمتے ہین کیونکر آنسو
چشم روزن سے نکل جائینگے بنکر آنسو
بنگیا کشتی شمشیر کا لنگر آنسو
پیش خورشید نکل آتے ہین اکثر آنسو
جام مے ہو جو گرے دست سبو پر آنسو

جستجو ضعف مین بھی ہی کسی ہرجائی کی
لیے پھرتے ہین تن زار کو گھر گھر آنسو

منہ ہی کیا آینے کا ہو جو حجاب رخ یار
توڑ ڈالین یہ ابھی سد سکندر آنسو

اوٹھہ گیا کون جو کی آہ لب ساغر نے
گر پڑے چشم بط مے سے زمین پر آنسو

آگئی یاد دم گریہ یہ کن آنکھون کی
ہوگئے شیشۂ بادام سے بہتر آنسو

آبرو گوشہ نشینی ہی تو پھر نا دولت
تھا گہر یہ کی بنا رشتۂ گوہر آنسو

چاہیے آتش تر جام بنے پانی کے
کہ حبابون کی طرح ہوگئے ساغر آنسو

پتلیان حسرت دیدار مین یون آہین نکل
جسطرح آنکھ سے ہو جاتے ہین باہر آنسو

عشق خال و مژۂ یار نے لی جان آخر
تیر ہی آہ تو گولی ہی مرا ہر آنسو

لاکھہ ویران ہون رکتے نہین جانیوالے
اونکی دیوار کو دم بھر مین کرین در آنسو

جو ہو رسوا کہ عاشق وہ چڑھے سولی پر
آے مژگان پہ جو ہو آنکھ سے باہر آنسو

نقد دل دے لب خندان سے جو مانگے کوئی
صورت غنچہ ہی مٹھی مین لیے زر آنسو

پانی پانی کیا ہی بے اثری نے اس کو
کیا تعجب ہی اگر آہ ہو لب پر آنسو

پھیر دے گی مری گردن پہ چھری موج سرشک
آگئی لہر تو دکھلاے گا جوہر آنسو

رو رہا ہون نہ پلا ہجر کی شب مے ساقی
ابھی آنکھون سے نکل جائیگی بنکر آنسو

کوے قاتل مین اگر جاے دل بے سر و پا
ابھی دیتی ہی ہوا وسے پاؤن تلے سر آنسو

پانی پانی ہوا کیا دیکھکے ترا رخ سرخ
مثل شبنم نظر آتا ہی گل تر آنسو

گردش چشم جو گہوارہ بنے فرقت مین
طفل نادان کیطرح سو رہین پل بھر آنسو

آہ کھینچوں تو بہا دے ابھی پتھر آنسو
نکل آئین شرر سنگ بھی بن کر آنسو

ای جنون بن گئے طفلان ستمگر آنسو
ڈھیلے آنکھوں کے لگا یا کیے شب بھر آنسو

دم گریہ ہی یہ کس بحر لطافت کا خیال
گرد دامان نگہ سے ہی مکدر آنسو

صدمہ گر دیتی کب اوٹھائین یہ گہر
کیون نہون سرمے سے ایجان مکدر آنسو

دونو آنکھیں تمہی یاد آئین تو ہم رونے لگے
صاف بادام دو مغز ابنا ہوا ہر آنسو

آب اوس تیغ ہلالی کی جو شامل ہو جائے
تو ابھی صورت جوزا ہو دو پیکر آنسو

ہی رگ ابر جنون خیز کو نشتر درکار
آہ کھینچوں تو بہا دے مژہ تر آنسو

ہجر مین آتی ہی قلقل کی صدا نالون سے
ہین جو شیشے دل بیتاب تو ساغر آنسو

مین وہ میکش ہون نظر آئین جو شیشے خالی
روؤن ایسا کہ بھرین عمر کا ساغر آنسو

باعث لغزش پا ہی اثر ضعف بصر
مانگتا ہی مری مژگان سے عصا ہر آنسو

کیا پسند اہل صفا کو ہو بھلا آرایش
دیکھ لو سرمے سے ہوتے ہین مکدر آنسو

مثل ابرو نہین چلتی تری شمشیر نگہ
سر کھب پنجہ مژگان سے ہی سربسر آنسو

روتے ہین یاد رخ و زلف فقط صبح و شام
پھول ہین دن کو تو ہین رات کو اختر آنسو

رازداری سے بنا آب سرشک آب گہر
آستین خشک ہی کر نہ سکا تر آنسو

یار پوچھے جو مرے رشک سے رسوا ہو کبھی
دست گلرنگ مین بن جائین گل تر آنسو

کم نہین باد مخالف سے یہ یاد ای مجنو
مثل کشتی نہ ڈبو دین تن لاغر آنسو

متوکل ہون مجھے فکر نہین روزی کی
آب و دانہ ہی مرے واسطے ہر سو آنسو

نہین منظور ہی رو کر تمھین رسوا کرنا
لو اوٹھا لیتے ہین اولے کیطرح ہر آنسو

تو بھی ای خار مژہ صورت نشتر ہو جا
وادی دل سے چلے آبلہ بنکر آنسو

کوچۂ زلف مین جانا ہی محال اسکو وزیر
بن گیا آبلۂ پاے نگہ ہر آنسو

کاٹ تلوار کا دکھلائیے جانا مجکو
آب آہن سے ہی منظور نہانا مجکو

ہجر کی شب ہی جنون جوش مین لانا مجکو
صبح کا چاک گریبان دکھانا مجکو

ولہ

لیا جان و دل و تاب و توان کو
مرے یوسف نے لوٹا کاروان کو

ولہ

کسی مومن کا دل نیک نہ یارب بد ہو
ہو گنا ہون سے سیہ تو حجر الاسود ہو

| ۳۲ | ردیف ہاے ہوز | ۱۲۸ |
|---|---|---|

گر اولٹ کر دیکھیے تصویر پشت آئنہ
سیدھی ہو جاے ابھی تقدیر پشت آئنہ

دیکھتا ہی وہ پری تصویر پشت آئنہ
بخت اسکندر رہے تقدیر پشت آئنہ

حکم ہو تو بیٹھیے لبون مین چپکی کیطرح
تم ہو آئینہ تو مین تصویر پشت آئنہ

ہاتھ کیا رکھا کرامت کی ید بیضا کیا
معجزے دکھلاے گی تنویر پشت آئنہ

کیجیے داخل دل بیتاب یار کی عوض
روز سنیے نالۂ شبگیر پشت آئنہ

منہ پہ آئینے کے پڑتی ہی ادھر تیغ نگاہ
آہ اپنی بھی ادھر ہی تیر پشت آئنہ

یار کے منہ پر کرو نہین آج وصف پشت پا
پیش آئینہ کرون تقریر پشت آئنہ

بنگیا ہی دستِ سیمین صنم چاندی کا گھر / دید کے قابل ہی یہ تعمیر پشتِ آئینہ

ایک دو روزن بنا تا گر ترا تیر نگاہ / جھانکتی تجکو ابھی تصویر پشت آئینہ

یار کے دست حنائی نے لگادی سیمین آگ / آب آئینہ کرے تدبیر پشتِ آئینہ

عکس رخ سے تیرے آئینہ سپہر حسن ہو / نسر طائر طوطی تصویر پشتِ آئینہ

لو کف رنگین جانان نے قیامت کیا / نور روے شمس ہی تنویر پشتِ آئینہ

عکس روے آتشین نے صاف کشتہ کردیا / کیمیا سیماب کو اکسیر پشتِ آئینہ

تم ادھر منہ دیکھتے ہو اور ادھر مین ناتوان / ہون نگاہ و دیدہ تصویر پشتِ آئینہ

خط ترا دیکھا تو آواز شکست رنگ سے / بول اوٹھے گا طوطی تصویر پشتِ آئینہ

کیا دکھائے ہین خدنگ عکس انگشتان یار / شکل جوہر یہ نہ نکلے تیر پشتِ آئینہ

سایہ سان دنکو پس دیوار ہی فرقت کی رات / بنگئی ہی ظالم شب تصویر پشتِ آئینہ

جب حنائی ہاتھ اوس شوخ نے پھیر دیا / آفتاب آسا ہوی تنویر پشتِ آئینہ

سیکڑون شاخین نکالین اوسمین بل بیچ / ہی غزال چشم آہوگیر پشتِ آئینہ

پشت و رو یکسان نہین اوس آئینہ رو کی طرح / پیش اسکندر کرون تحقیر پشتِ آئینہ

تمنے انگشت حنائی رکھی جب ہنگام دید / بنگئی شمع شب تصویر پشتِ آئینہ

صاف سینہ یار کا صبح رخ آئینہ ہی / چیٹھہ پر چوٹی شب تصویر پشتِ آئینہ

روے آئینہ مقابل ہی رخ دلدار کے / دست کوتہ کیون ہی دامنگیر پشتِ آئینہ

چیٹھہ پر چوٹی تری دیکھی تو وحشت مین کہا / جوہر آئینہ ہی زنجیر پشتِ آئینہ

دل سے میرے وصف تم پوچھو صفائی پشت کے
آج طوطی سے سنو تقریر پشت آئینہ

تیرے نظارے کو عکس آسا ادھر آئے نکل
ہے رخ آئینہ پر تصویر پشت آئینہ

پشت لب سے مثل خط ظاہر ہوے حرف سخن
بنگئی تحریر اب تقریر پشت آئینہ

عکس سے صاف ادھر سے صفا جا نکلا وہ دم
خود نمائی نے کیا تصویر پشت آئینہ

ابر و تصویر اگر چھو لو فلک پر ہو دماغ
جیر رخ پر چڑھ جاے شمشیر پشت آئینہ

ہاتھ کیا رکھا لگا نے تیر دستی آپ نے
بنگئی ہر ایک اونگلی تیر پشت آئینہ

تھا جو گھر چاند کا اب وہ بنگیا سونیکا گھر
دست رنگین مین پڑھی توقیر پشت آئینہ

| ۱۲۹ | اپنے بیگانے ہوے ہین اے وزیر اب کیا عجب<br>روے آئینہ کرے تحقیر پشت آئینہ | ۱۷ |
|---|---|---|

ہر عضو مسافر ہے نہیں کچھ سفری آنکھ
ہے آخر شب عمر چراغ سحری آنکھ

کیا کرتی ہے دلکش سخن اے رشک پری آنکھ
لو سیکھ گئی طرز کلام بشری آنکھ

اون آنکھوں میں صانع نے بھرے کوٹ کے موتی
قسمت یہ ہماری ہے کہ اشکوں سے بھری آنکھ

باتیں جو کرو ناز سے تم منہ کو چھپا کر
سننے کے لیے کان بنی اے رشک پری آنکھ

آیا ہے مرے دل کا غبار آنسوؤں کے ساتھ
لو اب تو ہوی مالک خشکی و تری آنکھ

ابتک وہی رونا ہے وہی حسرت دیدار
ہم مر گئے اسپر بھی کیا فرق نہ مری آنکھ

تیار کیا خامۂ مو اپنی مژہ سے
کھینچے گی مگر نقشۂ نازک کمری آنکھ

نرگس پہ نظر کیجے دوبارہ کہ وہ لکھے
ہو جاے نظر ثانی میں اوسکی نظری آنکھ

صحبت کا اثر صاحب بینش کو ہو کیونکر — عینک ہو اگر سبز نہ ہو جاے ہری آنکھ

باتون کو زبان مثل سخن منہ سے نکل جاے — نظارے کو ہو پاے نگہ سے سفری آنکھ

تیر مژۂ یار کو مژگان ہی سمجھتی — کس آنکھ سے لڑتی ہی سدا ابلہ بے خبری آنکھ

رفتار تو دکھلا کے ز خود رفتہ بنا دو — نرگس کی طرح ہی ہمہ تن کبک دری آنکھ

دامن کی طرح چاک ہوے آنکھ کے پردے — اودست جنون سیکھہ گئی جامہ دری آنکھ

جو اہل نظر ہین کبھی خود بین نہین ہوتے — دیکھو کہ ہی اس عیب نمایان سے بری آنکھ

کیا قہر ہو آیت ابرو ہوی نازل — ڈہبر نکرے دعوی پیغام بری آنکھ

کشتی وہ لیے نوح کے منہ چاہے آمین — طوفان بپا کر شب فرقت مین اری آنکھ

۱۳۰

رہتے ہین وزیر اشک کی جا لخت جگر کے
افروز رونق ہوے کان عقیق جگری آنکھ

۱۳

دم بھر جو نہ دیکھے تجھے ای رشک پری آنکھ — مژگان کی زبانون سے کرے نوحہ گری آنکھ

جم جاے تصور جو ترے بوٹا سے قد کا — پتھرا کے بنے صاف عقیق شجری آنکھ

لے لیجیے شیشے ہین سفید اشک نہین ہین — تم بادہ کشی سیکھہ گئے شیشہ گری آنکھ

جا تو جو چمن کو تو کرے فرش رہ ناز — بلبل جگر و فاختہ دل کبک دری آنکھ

دیکھا جسے بسمل کیا تا کا جسے مارا — اوس آنکھ سے ڈرتے جو خدا سے نڈری آنکھ

جنبش ادہر اوسکو ہی تو گردش ادہر اوسکو — ابرو ہی کہ شمشیر سپر ہی کہ سپری آنکھ

کیا دید کے قابل ترے کوچے کی زمین ہی — ہر گام ہی نقش قدم رہگذری آنکھ

تم جھانک رہے ہو یہ تمھیں تاک رہا ہی — کیوں دیدۂ روزن پہ ابھی تمنے دھری آنکھ
کہتی ہی تری ناف و شکم دیکھ کے بلبل — رخسار گل تر پہ ہی نرگس کی دھری آنکھ
ای ماہ یہ سب چشم فلک کے ہین استارے — ایسی تو نہ تھی مائل بیداد گری آنکھ
نرگس جو گلستان مین ہی تو دشت مین آہو — ہر رنگ مین دکھلانے لگی جلوہ گری آنکھ
گدکا کہین وہ سرمے کا دنبالہ اوٹھالے — ہی دست مژہ مین لیے پتلی کی پھری آنکھ
دیکھے وہ اگر چشم سیہ اور خط سبز — نرگس کی سیہ آنکھ ہو طوطی کی ہری آنکھ

| ۱۳۱ | وله | ۲۰ |
|---|---|---|

تیغ عریان پہ تمھاری جو پڑی میری آنکھ — چشم جوہر سے ابھی خوب لڑی میری آنکھ
نہ ہٹی پیٹ پر اوسکے جو پڑی میری آنکھ — بنگئی ناف شکم ایسی اڑی میری آنکھ
اشک گلرنگ پروتی ہی مژہ مین کیا خوب — کیا بناتی ہی یہ پھولونکی چھڑی میری آنکھ
تم رہے بام پہ یان لگ گئی آنکھین چھت سے — رات گنتی رہی ہر ایک کڑی میری آنکھ
اس خجالت نے ابد تک مجھے سونے نہ دیا — ہجر مین لگ گئی تھی ایک گھڑی میری آنکھ
ور دندان کی بھلا آئینہ کیا جانے قدر — اسکو دکھلاؤ مبصر ہی بڑی میری آنکھ
خط رخسار نہین پلسے نگہ کے ہین نشان — عارض صاف پہ معیار پڑی میری آنکھ
یاد آئے جو تری تیغ کا مالا قاتل — روکے پیدا کرے موتی کی لڑی میری آنکھ
رخنہ دیوار مین معمار بنا تا کیا تھا — تو نے روزنکی عوض کیوں نہ جڑی میری آنکھ
زندگی مین تو کیا مردم آبی مجکو — دیکھوں اب کیا ہو مرے ساتھ گڑی میری آنکھ

زلف کی طرح سے بکھیر ہوئی جاتی ہے نرم | پڑتی ہے جوش جنون میں یہ لڑی میری آنکھ

کیا اسی نے کیا مطلع ابرو موزون | تم جو کہتے ہو سنگو ہے بڑی میری آنکھ

چشم میں سرمے کا دنبالہ بنا کر بولے | کیون عصا ٹیک کے ہو جا کھڑی میری آنکھ

نخل نرگس نہین تربت پہ نظارے کے لیے | آس سے دیکھتی ہے راہ کھڑی میری آنکھ

نظر آنے لگی زمین کشتی دریاے فنا | دیکھ لیا جو مرے ساتھ لڑی میری آنکھ

باغبان نہر نہین یاد مین اک کوچے کی | رو رہی ہے یہ گلستان مین پڑی میری آنکھ

کرتی ہے ایک نگہ مین لب نازک کو کبود | کیا بنا دیتی ہے مستی کی دھڑی میری آنکھ

آے تیرا جو تصور بھی تو بہر تعظیم | کیا عجب پاے نگہ سے ہو کھڑی میری آنکھ

دل پر داغ ہوا دفن تو لالہ نکلا | او سے نرگس جو گلستان مین گڑی میری آنکھ

| ۱۳۲ | یاد آتے ہین مجھے حضرت ناسخ جو وزیر<br>کیا لگا دیتی ہے اشکون کی جھڑی میری آنکھ | ۱۶ |
|---|---|---|

جیتے جی بس وہ بت رہا ہمراہ | اب تو بندے کے ہے خدا ہمراہ

دل دیا اوسکو پر یہ ڈرتا ہون | دشمن اک دوست کے گیا ہمراہ

نہین یاران رفتگان کا نشان | لے گئے کیا یہ نقش پا ہمراہ

اس مین کیا آپ کی ہے رسوائی | رہیے کر مجسا پارسا ہمراہ

تجھے دیکھا جدھر نگاہ گئی | تھا تصور زبس ترا ہمراہ

ہیچ تنہائی لحد نہ رہا | یار کے غم کو لے لیا ہمراہ

شب کو جاتے ہو ساتھہ تو مشعل — کبھی تو ہو یہ دل جلا ہمراہ
ہوے بعد اپنے بیوفا عشاق — لے گئے یان سے ہم وفا ہمراہ
تیری رفتار کا مین کشتہ ہون — قبر تک آئیو ذرا ہمراہ
یہ دل بدگمان نہ دیکھہ سکے — اگر اوس بت کے ہو خدا ہمراہ
تا سلامت تو آئے ای قاصد — ٹھہر اتنا کرون دعا ہمراہ
اوسنے تنہا مجھے نہ جانے دیا — غم فرقت کو کر دیا ہمراہ
ناتوان ہی بہت غبار مرا — تو ذرا رہیو ای صبا ہمراہ
رہی یان گردش اور جابہ دری — کاش لاتے نہ دست و پا ہمراہ
گالیان جیسی دین ہین جی الکیہ — جاے گا یہ دیا لیا ہمراہ

| ١٢ | جانہ تنہا تو ای بت خوبان<br>ہو وزیر برہنہ پا ہمراہ | ١٣٣ |
|---|---|---|

سائل کا ہاتھہ چوم لے دست خدا کے ساتھہ — آیا ہی بادشہ ترے در پر گدا کے ساتھہ
قاتل تلک پہنچ ہی گیا مین قضا کے ساتھہ — بھولے کبھی نہ راہ جو ہو رہنما کے ساتھہ
رونے پہ میرے رحم کیا پر جفا کے ساتھہ — بجلی گرائی خندۂ دندان نما کے ساتھہ
جی ڈر رہا ہی دل جو گیا دلربا کے ساتھہ — نا آشنا کو ہمنے کیا آشنا کے ساتھہ
ڈھونڈھا ہی جسنے اوسکو تو پایا ہی آپ مین — دیکھو کہ قرب بندے کو ہی کیا خدا کے ساتھہ
ساقی کے آنے کی یہ تمنا ہی بزم مین — دست سبو بلند ہی دست دعا کے ساتھہ

وہ ناتوان ہون مور جو لیجاے اپھون
کھنچ جاؤن مین بھی آئنہ زنجیر پا کے ساتھ

چپ رہ گئے گفتگو ہی سے پڑتا ہی تفرقہ
ہوتے ہین دونو ہونٹھ جدا اک صدا کے ساتھ

دربان کی ضد سے دل مین ہی مر کر ابھی ہو خاک
سو بار جاؤن روزن در سے ہوا کے ساتھ

اپنی خطا ہی زلف کو ہو کیون نہ پیچ و تاب
نسبت نہ دینے تجھے ہین مشک ختا کے ساتھ

ہم خاک ہو گئے نہ ہوا ختم خط شوق
آخر ہمین سے چلے گئے باد صبا کے ساتھ

| ۱۳۴ | بیجا تلاش دولت دنیا ہی ای **وزیر**<br>غیر از کفن نجاے گا شاہ و گدا کے ساتھ | ۱۷ |
|---|---|---|

مرتبہ پاتا ہی دست سیمبر مین آئنہ
صاف آتا ہی نظر چاندی کے گھر مین آئنہ

کون دیکھے گا الٰہی اپنے منہ کو وقت صبح
شام ہی سے ہی تمناے سحر مین آئنہ

دیکھے دل اوس سنگدل کو سخت چھپتا ہی ہمین
کیون دیا مینے کف بیدادگر مین آئنہ

جوہرونے اسکے ای قاتل مجھے دھوکا دیا
صاف مین سمجھا کہ ہی تیری سپر مین آئنہ

ذوق ایسا خودنمائی کا ہی روے یار کو
بنگیا مصحف رجب مین اور صفر مین آئنہ

میرے قاتل کو ہوا ایسا ہی خودبینی کا ذوق
اب عوض خنجر کے رکھتا ہی کمر مین آئنہ

پرتو رخسار جانان جلوہ گر ہر شی مین ہی
آنکھ ہو تو دیکھ ہر برگ شجر مین آئنہ

گھر مین اوسکے جابجا عاشق ہین یون حیران کھڑے
نصب ہی جسطرح ہر دیوار و در مین آئنہ

یون کیا آگاہ اوسکو حسرت دیدار سے
جا کے رکھ آیا مین اوسکے رہگذر مین آئنہ

صندل پیشانی جانان پہ کرتا ہی نگاہ
یا الٰہی مبتلا ہو درد سر مین آئنہ

پشت پر اوسکے لگی ہوتی اگر تصویر یار
دیکھتا روزن بناکر اپنے گھر مین آئنہ

دیکھکر مجھ ناتوان کی شکل کیا سوا ہوا
ناتوان مین بن گیا اسکی نظر مین آئنہ

پڑگیا گر پرتو آب در دندان یار
ڈوب جائے گا ابھی آب گہر مین آئنہ

پڑگیا جو عکس ابروے سیہ قاتل نے کہا
دیکھ لو رکھتا ہی تیغ اپنی سپر مین آئنہ

لکھ سکا خط مین نہ جب وصف صفائے روے یار
دے دیا آخر کو دست نامہ بر مین آئنہ

رکھکے عارض اوسپہ سویا تھا جو وہ آئینہ رو
بنگیا گل تکیہ اوس کا رات بھر مین آئنہ

| ۱۷ | خال رخسار صنم دیکھا تھا اک دن ای فرزیہ<br>آج تک رکھتا ہی داغ اپنے جگر مین آئنہ | ۱۳۵ |
|---|---|---|

بنگیا اعجاز دست سیمبر مین آئنہ
اب ید بیضا ہوا اسکی نظر مین آئنہ

جوہر آئینہ آئے گا نظر موے کمر
امتحاناً آپ رکھ دیکھین کمر مین آئنہ

صاف جب اوسکا شکم دیکھا کمر کے متصل
ہوگیا دھوکا کہ ہی اوسکی کمر مین آئنہ

خوبرویون کے بھی ہان ہوتے نہین یکسان نصیب
کاٹھ کے گھر مین کوئی چاندی کے گھر مین آئنہ

دیکھتا ہون اوسکو پھرتے دست خوبان مین سدا
گھر سے گو نکلا نہین پر ہی سفر مین آئنہ

دیکھکر قد رخ ترا دیکھا تو حیرت ہوگئی
ہی یہ ضو گل کی نمایان اس شجر مین آئنہ

خوبرو ہوتے ہین ہرجائی گلہ اوسکا نکر
دیکھ لے ہوتا ہی ایدل سبکے گھر مین آئنہ

تو دکھائے گا اگر روے عرقناک اے صنم
اشک بھر لائے گا اپنی چشم تر مین آئنہ

جا نہین سکتی مری حیرت سرا سے چاندنی
نصب ہی گویا ہر اک دیوار و در مین آئنہ

ایکدم پھیرا جو منہ اپنا دکھاکر یار نے
بیقراری سے نہ ٹھہرا اپنے گھر مین آئینہ

چرخ نیلی مین نظر آتا ہی جیسے آفتاب
بنگیا عکس رخ قاتل سپر مین آئینہ

چشم بد سے دیکھے گر سوے دندان یار
ڈوب جاے اے خدا آب گہر مین آئینہ

جنس حسن یار کو ہرگز گران دیکھا نہین
تول لیتا ہی اوسے اپنی نظر مین آئینہ

ہوگیا پوشیدہ خط سبز سے رخسار یار
چھپ گیا اس طرح طوطی کے مشت پر مین آئینہ

ہاتھ مجھ بیخود کا سرکائے نہ کیون عارض سے وہ
کوئی بھی دیتا ہی دست بیخبر مین آئینہ

ہاتھ وہ رخسار پر رکھے ہوے بیٹھا جو تھا
مین یہ سمجھا ہی کف رشک قمر مین آئینہ

| ۱۳۶ | رکھیو وحشت مین قدم اپنا سنبھلکر اے **وزیر**<br>ہی یہان ہر ایک سنگ رہگذر مین آئینہ | ۱۵ |
| --- | --- | --- |

شوخی تو دیکھو کہتے ہین لپنے چھپاکے ہاتھ
ہین آج دست غیب ترے آشنا کے ہاتھ

اسمین ہی کیا گناہ نہ بگڑو ہٹا کے ہاتھ
ہین مصحف عذار پہ مجھ پارسا کے ہاتھ

آیو نہی صبح اپنا گریبان پھاڑ کر
مانگون دعا جو مین شب فرقت اوٹھا کے ہاتھ

چھوتا ہی خط سبز کو کیا غیر زرد رو
قسمت سے کاہ لگ گئی ہی کہربا کے ہاتھ

پونہچا ہے ہر یان سنگدل آنک مری
لیجاے چرخ مین جو نہین ہین ہما کے ہاتھ

کہتا ہی دل ہر الف رنگین پہ رکھکے یار
کیا مال مفت آیا ہی دزد حنا کے ہاتھ

صیاد پر اوٹھاتا ہی بلبل کے نوچ کر
اے تیغ شاخ گل تو عوض لے اوڑا کے ہاتھ

محشر مین میرا ہاتھ گریبان ہی آپ کا
دامن سے اب جو جاتے ہو میرے چھوڑا کے ہاتھ

چاہے اگر خدا تو ہر اک عیب ہو ہنر — موسیٰ کو دیدیا ید بیضا جلا کے ہاتھ

اولٹین جو آستینین تو اک صف اولٹ گئی — تیغ برہنہ ہو گئی اوس دلربا کے ہاتھ

مین بادہ کش فقیہ ہون محروم خم کی خیر — ساقی ادھر بھی ایک پیالہ بڑھا کے ہاتھ

ہی آرزوے قتل اجی دم ندو مجھے — چھوٹا ہی نیمچہ تو لگا دو بڑھا کے ہاتھ

دیکھو تو کیا ہی دست نگر تجکو کر دیا — کس ناز سے وہ کہتے ہین مجکو دکھا کے ہاتھ

تیرے دہن کے مجسے مضامین نبندہ سکے — جاتے رہے ہین غیب کے مضمون آکے ہاتھ

| ١٣٧ | دیندار ہم اوسی کو سمجھتے ہین اے وزیر<br>دنیا سے جو کہ بیٹھ رہا ہی اوٹھا کے ہاتھ | ٦ |
|---|---|---|

خط کو جانبازون کی درکار ہی کب سر نامہ — میرا مکتوب ہی عطار کا بیسر نامہ

گم ہوا لکھتے ہی حال تن لاغر نامہ — بنگیا نقطۂ موہوم سمٹ کر نامہ

دیکھیے خط یہ نہین چاند سے رخسارون کے — دونو آئینون پہ لکھا ہی سکندر نامہ

گم ہوا ضعف سے یہ مین کہین ڈھونڈھے ہے ملا — قاصد یار لیے پھرتا ہی گھر گھر نامہ

ہی مزا اگر ربط ہی خط سوے ساقی لیجائے — لطف ہی پڑھ کے سناوے لب ساغر نامہ

نہ اوٹھا ضعف سے مضمون کے زمین گیر ہوا — بنگیا سایۂ مژگان کبوتر نامہ

| ١٣٨ | ردیف یا | ١٧ |
|---|---|---|

وہ پریزاد منانے سے خفا ہوتا ہی — اب سلیمان بھی اگر آئین تو کیا ہوتا ہی

آنکھین وہ دیکھ کے دم اپنا فنا ہوتا ہی — آج بیمار سے بیمار جدا ہوتا ہی

آبلے روتے ہین خون رنج بڑا ہوتا ہی
کوئی کانٹا جو کف پا سے جدا ہوتا ہی

ترک مطلب سے جو مطلب ہو مرا ہوتا ہی
ہاتھ اوٹھاتا ہی مجھے دست دعا ہوتا ہی

آئینے کی وہین کھل جاتی ہی ساری قلعی
تیرے چہرے کے مقابل جو ذرا ہوتا ہی

قفس تن مین نہ گھبرا اتنا ای طائر روح
جو گرفتار ہی اک روز رہا ہوتا ہی

جان شیرین دم آخر جو لبون تک آئی
بولا فرہاد کہ مرنے مین مزا ہوتا ہی

نہین معشوق بھی آزاد گرفتاری سے
ہاتھ مہندی ہی کے حیلے سے بندھا ہوتا ہی

راتدن سجدۂ شکرانہ ہی واجب منعم
کہ خدا دیتا ہی اور نام ترا ہوتا ہی

کونسے جرم کی تعزیر نہین پاتا ہون
مجکو ہر روز بیان روز جزا ہوتا ہی

یا تو آتے ہی نہ تھے آئے تو کرنے لگے قتل
وصل مین بندیان سب سے جدا ہوتا ہی

ہون وہ لاغر کف جانان سے جو رکھتا ہون مین ہاتھ
طائر رنگ حنا رشتہ بپا ہوتا ہی

توڑ کر آئینۂ دل کو بناتے ہو عبث
اب سکندر بھی اگر آئے تو کیا ہوتا ہی

دم بھی آتا ہی مرے لب پہ تو بس رک رک کر
ایکدم بھی وہ اگر مجھسے رکا ہوتا ہی

کوئی ہمچشم نہین میری سیہ بختی کا
مین وہ سرمہ ہون جو نظرون سے گرا ہوتا ہی

شاخ طوبی اسے کہیے تو بجا ہی مطرب
خود بخود ساز ترا نغمہ سرا ہوتا ہی

| ١٣٩ | سخت جان ہون نہ مرونگا شب فرقت مین فرسم<br>سیکڑون بار اجل آئے تو کیا ہوتا ہی | ١١ |
|---|---|---|

جو کہ طائر ترے صدقے مین رہا ہوتا ہی
ای شہ حسن وہ اوڑتے ہی ہما ہوتا ہی

چومتا ہون لب شیرین وہ خفا ہوتا ہے
کیا شکر رنجی جانان مین مزا ہوتا ہے

ہم اسیرونکو قفس مین بھی ذرا چین نہین
روز دھڑکا ہی کہ اب کون رہا ہوتا ہے

دو نو عالم مجھے تاریک نظر آتے ہین
جب تصور ترا ای زلف دوتا ہوتا ہے

اور بھی صاف ہون ای صبح ہم آئینہ خصال
خاک مین تو جو ملاتے ہمین کیا ہوتا ہے

پوچھ لے تو دہن زخم سے میرے اکدن
پھل مین تلوار کے قاتل جو مزا ہوتا ہے

صورت ماہ نو آتا ہی ہنسی مینہ نہ تجھے
انہین باتون سے تو انگشت نما ہوتا ہے

کیا تری تیغ مین ہی نہر چمن کا پانی
جب بہار آتی ہے یان زخم ہرا ہوتا ہے

ایک ذرے کو نہین ہوتی ہے جنبش بحکم
بت جو پھر جاتے ہین اللہ پھرا ہوتا ہے

جان کر میرا تن زار وہ ٹھکراتے ہین
کوی تنکا جو سر راہ پڑا ہوتا ہے

سبکی نظرون سے گراتا ہے دلا دست سوال
ہاتھ مین یان اثر لغزش پا ہوتا ہے

١٣٠ ولہ ١٩

ای خیال گیسوی جانان تری تاثیر سے
کم نہین دود چراغ داغ دل زنجیر سے

ہم پیاسے ہین کہ اپنی پیاس کی تاثیر سے
آب جاری ہو ابھی قاتل تری شمشیر سے

ہجر مین ہو گا وصال اپنا اسی تدبیر سے
کاٹ ڈالین گے گلے کو ایکدن شمشیر سے

کون ختن مین چشم اسکی آنکھونکا بھلا وحشی نہین
بیشتر آہو بھی دیکھے ہین بندھے زنجیر سے

وصف گلرویان کیا کرتا ہون مین رنگین بیان
عندلیبو پھول جھڑتے ہین مری تقریر سے

پردہ حیرت اوٹھا دیتا اگر یہ جوش عشق
آتی آواز عنادل گلشن تصویر سے

ہوں وہ دیوانہ اگر لوں ہاتھ میں شمشیر تیز
ہوا بھی زنجیر پیدا جوہر شمشیر سے

رشک مانع ہے ترے کھاتا ہے گلشن پیچ و تاب
نکہت گل کم نہیں ہے آہ مری زنجیر سے

مجھ سے پیری میں وہ ہو جو نوجوانوں سے نہو
ہوں کماں لیکن فزوں طاقت ہے مجھ میں تیر سے

میری خاک قبر پر دامن اوٹھائے آئیے
تا نہو خاطر مکدر خاک دامنگیر سے

تیر مژگاں یاد آجاتا ہے جب ہنگام فکر
طائر مضموں تڑپنے لگتے ہیں نخچیر سے

رات بڑھ جاتی ہے جو یاد زلف میں نالاں ہمیں
ہو شب ظلمات پیدا نالۂ شبگیر سے

برچھیاں ماریں جگر نے زلف نے پھینکی کمند
تیغ سے ابرو نے مارا اور مژہ نے تیر سے

باندھتا ہوں سیکڑوں مضموں غزال چشم کے
فکر میری کم نہیں صیاد آہو گیر سے

ابر سے پانی جو مانگے ہے کشت آرزو
آگ برسانے لگی وہ برق کی شمشیر سے

یہ ہمیں ہیں جو تری تصویر پر بھی ہیں نثار
انس بلبل کو بھلا کب ہے گل تصویر سے

جسکو جوہر کہتے ہیں وہ ہے ہماری سرنوشت
قتل ہونگے ایکدن ظالم تری شمشیر سے

ای ستمگر تری ابرو کے ہزاروں کشتے ہیں یاں
اس کماں کو دیجیے نسبت صفا کے تیر سے

| ۱۹ | ہمسری کی تھی جو اوس ساق بلوریں سے فرید<br>شمع ہے پابند موج اشک کی زنجیر سے | ۱۴۱ |
|---|---|---|

کی مرے ہاتھوں نے بیعت حلقۂ زنجیر سے
سلسلہ میرا ملا زلف بت بے پیر سے

چاہیے ای نشۂ وحشت تری تاثیر سے
دور ساغر ہوسے پیدا حلقۂ زنجیر سے

محو حیرت ہے جہاں ای گل تری تقریر سے
کم نہیں منقار بلبل غنچۂ تصویر سے

ای جنون مجھ وحشی بدست کی تاثیر سے
قلقل مینا کی آتی ہی صدا زنجیر سے

یار کی آنکھون مین یون ہی سرمۂ دنبالہ دار
جسطرح آہو کو کوئی باندھ دے زنجیر سے

طفلی مین لکھتا تھا تیر وکمان بناکر تو قلم
تھی عیان مشق ستمگاری تری تحریر سے

تیری چشم سرمگین کا وصف گر کرنے لگون
شمع بھی خاموش ہو جائے مری تقریر سے

تھک گئے ہین پاؤن اور جاتی نہین سرگشتگی
سر ابھرنے لگا ہی نالۂ زنجیر سے

رکھتے ہین آغوش حسرت وا کمان کیطرح ہم
دیکھیے کب ہم بغل ہوتے ہین اوسکے تیر سے

جست وحشت مین کی اوس شکل شمع طور کی
لن ترانی کی صدا آنے لگی زنجیر سے

ہاتھ مین لے گا کمان و تیر جب وہ شعلہ خو
شمع روشن ہوگی خانے مین کمان کے تیر سے

منفعل ہوتا جو تیرا خال ابرو دیکھتا
مانگتا ہر دانہ کو زاغ کمان پر تیر سے

گر نہ بدخلقی سے کچھ ہو مارکھے خلق سے
کم نہین تسلیم ظالم کی خم شمشیر سے

خط ہوا مژگان جانان کے تصور مین رقم
ڈر ہی مرغ نامہ بر یار انجانے تیر سے

کشتہ ہوتے ہین عدو سنکر مرے اشعار کو
خون ٹپکتا ہی برنگ تیغ یان تقریر سے

میری مشت خاک پر آئے جو وہ جانے نہ پائے
آرزو اتنی ہی اپنی خاک دامنگیر سے

اسقدر تیر افگنی کر ای مرے ناوک فگن
آشیانہ تا قفس بجائے چوب تیر سے

قصۂ فرہاد سے دھوکے مین حال اوسنے سنا
سرگذشت اپنی کہی ہمنے بھی کس تدبیر سے

| ۱۴۲ | گیسو پر پیچ کے پھر پیچ مین آیا وزیر<br>صاف ہم پر کھل گیا اوجھی ہی تقریر سے | ۱۲ |
|---|---|---|

حنا سے سرخ جو تیری کف اے سرو رعنا ہے
عیان ہے پشت پا سے رنگ لطف کف پا ہے

نگہ بیتاب ہو کر یون ہو خال سیہ دوڑے
کہ مرغ گرسنہ جسطرح سے دانے پہ گرتا ہے

بھرے ہین اشک چشم تر مین پر روتا نہین ہون مین
بچشم غور دیکھو بند اک کوزے مین دریا ہے

ادا سے پنجۂ پرنور رکھتے پر نہین رکھا
یہ اوسنے لوح پر قرآن کی الله لکھا ہے

زمین شعر مین بڑھ بڑھ کے نیزے اپنے گڑ گئے ہین
قلم نے یہ دم فکر سخن میدان باندھا ہے

خجالت سے رہی ہے سرکشی عہد جوانی کی
قد خم گشتہ سے ہر پیر اپنے پاؤن پڑتا ہے

نکیون ہو سنبلستان پشت دود آہ سوزان سے
تری زلف پریشان کا دل وحشی کو سودا ہے

نگہ دزدیدہ سوے غیر یون کرتی ہین وہ آنکھین
نہان جسطرح بد پرہیز یان بیمار کرتا ہے

قطعہ

صفای پشت لب کا وصف ہو کیونکر بیان مجھسے
ہر اک دندان اوس سے یون بساختہ دکھلائی دیتا ہے

عیان ہین صاف مروارید درج لعل سے گویا
نمایان چشمۂ حیوان مین یا عقد ثریا ہے

عرق آلود رخ ہے چاندنی مین بوند ٹپکت سے
کہ گویا گوہر اک دریاے نورانی مین ڈوبا ہے

| ۱۴۳ | ہلال چرخ ہے میرا رکاب توسن وحشت<br>وزیر اب عالم وحشت مین بھی میرا یہ رتبا ہے | ۱۱ |
|---|---|---|

کیا ہی گناہ جام مین گریان شراب ہے
زاہد فلک کے شیشے مین بھی آفتاب ہے

انکھون کو کب ہے تاب ادسے دیکھین بے نقاب
گویا کہ ہے حجاب جو وہ بے حجاب ہے

ریگ روان کیطرح نہین اکدم قرار
ہم خاک ہو گئے پہ وہی اضطراب ہے

نقطے مثال قطرۂ باران ہین سطر برق
مضمون اشک چشم سے نامہ سحاب ہے

اس طفل نے سوار نجا او را یکدم
ہستی جو برات ہی تو ستارے ہین اوسکے دانت
دنیا کو کچھ ثبات نہین مثل نقش آب
جنت مین جائین یا کہین دوزخ نصیب ہے
کرتے ہین جس سے بات وہ دیتا نہین جواب
دے عطر جامہ کیون نہ معطر ہو یار کا

یان شہسوار عمر بھی پا در رکاب ہی
سایہ جو چاندنی ہی تو رخ ماہتاب ہی
چشم فنا سے دیکھہ کہ دریا حباب ہی
یہ پرسش عمل تو ہمین اک عذاب ہی
ہر اک سخن ہمارا مگر لاجواب ہی
گل ہی اگر بدن تو پسینا گلاب ہی

١٤٤

جس شی کو دیکھہ آنکھہ سے خواب و خیال جان
بیداری اے عزیز یہ یہان عین خواب ہی

٢٤

کیا دیوانہ سکو اوس پریکی ہاتھہ کے تل سے
لبون پر دم ہی اور عشق مژہ جاتا نہین دل سے
جو وہ لیلی منش آیا کدورت مٹ گئی دل سے
لب شیرین کو کہتا ہی مین کم نقل محفل سے
پھونکا جاتا تھا میرا جسم سوز آتش دل سے
مری محفل مین پھر سرکشی وہ آفتاب آیا
عیان ہی آتش رخسار لیلی صاف شعلے سے
رہین گرد و رمحبوب انس کچھہ اوسنے نہین ہوتا
بغل مین یار ہی دیوانے کیا پھرتا ہی صحرا بین

مسخر کر لیا ہی عالمونکو اپک فلفل سے
چھپائے آب خنجر منہ مین کہ دو میر قاتل سے
ہوا ہی صاف آئینہ ہمارا گرد محمل سے
شکر رنجی نہین باتو نپہ رہتی ہی مرے دل سے
بجھی دل کی لگی صد شکر آب تیغ قاتل سے
فلک سے مانگون اب شیشہ تو ساغر ماہ کامل سے
چراغ قبر مجنون کیا بنا ہی گرد محمل سے
نہین پرسے کو لفت چراغ ماہ کامل سے
صدا یہ آ رہی ہی اب زنجیر در دل سے

بچھی ہی چادر مہتاب اوس کے چھپر کھٹ مین
بجا ہی مانگلے گل تکیہ اگر وہ ماہ کامل سے

ہمین ہر طرح سے یارونکی ہی منظور خاطر
چمن مین دیکھتے ہین رو گئے گل چشم عنادل سے

ہمیشہ چاٹتی ہی یہ ہمارے سنگ مدفن کو
مزا اسکا کوئی پوچھے زبان تیغ قاتل سے

نظر کی اہرپری جسنے ہوا تیار وہ دیوانہ
اثر مین نقش پا افزون کہین ہی نقش عامل سے

قسم قرآن کی اس بات پر اہی طفل کھاتا ہون
ترا چھوٹا سا یہ مکھڑا نہین ہی کم حمائل سے

ہمارے سلسلے سے کوئی دیوانہ نہین باہر
ہی مجنونکو بھی بیعت اپنے ہاتھونکی سلاسل سے

سفر مین سچ ہی سبکی دوستی کا حال کھلتا ہی
پھر آئے آشنا سارے ہمارے پہلی منزل سے

عبث لکھوا رہا ہی اہرپری تعویذ الفت کو
مکان تیرا نہین کم خانہ ہائے نقش عامل سے

نہایت میرے اشکونکی جھڑی پر غیر ہنستے ہین
گرے بجلی الہی اب مری بیتابی دل سے

زمین پر جب مین چلتا ہون قدم پڑتا ہی گردون پر
خدا جانے ہی الفت مجھکو کس مہ شمائل سے

یقین یہ ہی مری تاثیر وحشت سے وہ مجنون ہو
کوئی لیلی بنالے گر دل دیوانہ کے گل سے

جنون پتھر پڑینے سر پہ بھی یہ بیدماغی ہی
دھرا ہی پھول چھاتی پر تو وہ بھی کم نہین سل سے

ہوئی بدنام ناحق یہ ہمارے دل کی بیتابی
سپند آسا نکالا یار کی گرمی نے محفل سے

چراغونکی طرح جلتی ہین آنکھین ہجر کی شب مین
نکلتا ہی عوض اشکون کے روغن آنکھ کے تل سے

| ۱۴۵ | تصور جلوہ فرما ہی و زیر اوس روئے خندان کا<br>صدائے خندۂ گل آرہی ہی گلشن دل سے | ۶ |
|---|---|---|

مرنے پر بھی ساتھ رنج گردش افلاک ہی
خاک ہو آرام جب چرخ سفلہ زیر خاک ہی

سبزۂ خط جلوہ گاہ روے آتشناک ہی — چشمۂ خورشید تابان مین خس و خاشاک ہی

بادہ خوارونکے لیے یہ گردش افلاک ہی — مہر و مہ ساغر ہین اور یہ چرخ گردان چاک ہی

کسقدر مرنے پہ دل بیتاب زیر خاک ہی — ہین فلک ساکن زمین مین گردش افلاک ہی

خاکساری زیر کردیتی ہی مغرور کو — دیکھلو اے سرکشو گردونکو زیر خاک ہی

چہرۂ گلگون ہی گلشن آنکھین ہین نرگس کے پھول — برگ نرگس ہین بھوین اور شاخ نرگس ناک ہی

ہجر مین تار شعاع مہر ہی اشکون کا تار — چشمۂ خورشید تابان دیدۂ نمناک ہی

| ۲۵ | وله | ۱۴۰ |
|---|---|---|

سولاے قصہ خوان فرقت کی شب یہ کہانی ہی — ترے زانو ہی کے تکیے پہ مجھکو نیند آنی ہی

ہوے پوشیدہ ہم نظرونسے ایسی ناتوانی ہی — شکست رنگ کی آواز بانگ لن ترانی ہی

حنائی ہاتھ کی تاثیر سے کیا سرخ پانی ہی — مرے قاتل کو ہاتھونکا بھی دھونا خونفشانی ہی

کہون کیا سیم تن کندن سا تیرا جسم جانی ہی — پسینا منہ پہ جو آیا ہی یہ سونے کا پانی ہی

کتابی رخ ترا ہی جابجا بن قرآن ثانی ہی — تری یہ بیدہانی شرح لفظ لن ترانی ہی

مرا کچھ حال کہکر ذکر مجنون کرتے ہین عاشق — کتاب عاشقی مین اپنا قصہ پیش خوانی ہی

دلایا فاتحہ قاتل نے اکثر آب آہن سے — بس اب مرکر بھی یاد اوسکو مری تشنہ دہانی ہی

مین اب مچھلی کا چھلا یار کی انگلی مین پہناؤن — بہت بیتاب و مضطر ہون یہی کسکی نشانی ہی

عجب اوس غیرت خورشید کی ہی گرم رفتاری — زمین پر یہ نشان پا چراغ آسمانی ہی

مسی ہی رات اگر تو ہین ستارے دانت سب تیرے — جو مکھڑا چاند سا ہی تو دوپٹا آسمانی ہی

ہنسے دیتے ہیں ساغر قہقہہ زن شیشہ مے ہیں ۔ گلے میں آج جو ساقی کے جوڑا زعفرانی ہے

نہیں آتا ہے میخانے میں اے مینا کمر ساقی ۔ مچا دے شور قلقل اب یہ کیا بے بندہانی ہے

وہ نالاں ہوں اثر ہے جب تنگ آوازے نالونکی ۔ مرا رنگ سپیدہ طائر روح فغانی ہے

نہ ہے ہم بے خبر بیٹھے کنارے گور کے پہنچے ۔ ولا عمر رواں میں جان کشتی کی روانی ہے

نفس فرسودہ آتا ہے مسیحا میری بالیں پر ۔ نہیں تا نفس بھی مجھکو ایسی ناتوانی ہے

لکھا ہے اوسکے گھر جانے کا مینے اشتیاق ایسا ۔ صبا کیطرح از خود میرے نامے میں روانی ہے

ملمع یا کیوں ہے اس نے مچھلی کے چھلے پر ۔ مگر چاندی کی مچھلی کے لیے سونے کا پانی ہے

توانائی کبھی نہ دیکھ اپنے تہیں سکتی ۔ ہمارے ضعف کو اندرون جلم پاسبانی ہے

کہیں گل سے زیادہ سرخ ہے رنگ اس مہ پوشی کا ۔ اگر سائے کو بھی چھو لو نگہت ارغوانی ہے

کریگا ذبح گر وہ ہم نہ تڑپیں گے نہ تڑپیں گے ۔ ہمیں بھی ناتوانی آج قاتل کو دکھانی ہے

مری حالت پہ جھوٹوں بھی وہ بت رو دے تو سچ جانوں ۔ جو بارش منہ کی ہو سمجھوں تو انکی مہربانی ہے

جدائی درمیاں میں لاتی ہیں ظالم تری باتیں ۔ کہوں کیونکر نہ منہ پر تیرے ہونٹوں کی زبانی ہے

حقیقت جو ہے میری نقش پا سے میرے ظاہر ہے ۔ مرا چلنا نہیں قاصد قلم کی یہ روانی ہے

جو منہ سے منہ ملاتے ہو نہ دیکھے کی الفت ہے ۔ زباں منہ میں نہیں دیتے فقط الفت بانی ہے

| ۲۴ | میں وہ طوطی نہیں گویا کرے آئینہ جو مجھکو<br>وزیر الطاف ایزد سے یہ میری خوش بیانی ہے | ۱۴۷ |
|---|---|---|

آنکھیں لڑائیں ہمنے جو اک خانہ جنگ سے ۔ آئی صدائے شکست کی پھر ایک رنگ سے

گھبرا کے یون وہ اوٹھہ گئے میرے پلنگ سے
جیسے کوئی غزال کرے رم پلنگ سے

زاہد جہاد کرتا ہون مین زور رنگ سے
آنکھیں لڑا رہا ہون بتان فرنگ سے

ہر صید کو ہی عشق مرے خانہ جنگ سے
اوڑتا نہین ہی دیکھہ لو طوطا تفنگ سے

سمجھا ہون میل سرمہ اسے مجکو دیکھنا
آنکھیں رگڑ رہا ہون تمھارے خدنگ سے

اللہ رے ادب کبھی نام بتان نہ لون
جبتک مین کلیان نکرون آب لنگ سے

بت بھی نہ بھولین یاد خدا کی بھی کیجیے
پڑھیے نماز کرکے وضو آب گنگ سے

گو مر گیا مگر وہی نازک مزاج ہون
چھاتی پہ میرے پھول زیادہ ہین سنگ سے

وہ مست ہون خیال اگر میکشی کا آئے
نکلے شراب تاک سے اور شیشہ سنگ سے

کانٹے کی خوب غیر کو ای یار دیکھنا
تلوار تیز کر مرے مرقد کے سنگ سے

دیکھے جو اوسکو چہرہ جانان نظر پڑے
آئینہ گر بنے مرے مرقد کے سنگ سے

ساقی سے ایک جام کی بس آرزو رہی
شیشے بنے بھی سنگ سے ٹوٹے بھی سنگ سے

دل چاہتا ہے اف یار سے نکلا نہ عمر بھر
کچھ قید چین بھی کم نہین قید فرنگ سے

باہم اگر ہون شیشے تو خوف شکست ہی
نازک دلونکو صلح زیادہ ہی جنگ سے

وحدت بجائے غم سے اگر دین و دنی کو چھوڑ
سرگشتگی کو کام نہین پائے لنگ سے

چھوڑے سے جو اپنے ہاتھ سے شوخ مست نے
آواز قلقل آئے صدائے تفنگ سے

موتی ہین دانت گوش صدف چہرہ بحر حسن
کچھ کم نہین ہی گیسوے پرخم نہنگ سے

مطرب بجائے آب ہون گر مجھہ حزین کے اشک
آواز گریہ آئے تری جلترنگ سے

جا نکلون کوہی یار مین جو بار اگر ہون قرن
کنج مزار کم نہین مجکو سرنگ سے

مانند شمع پونہچے عدم کو کھڑے کھڑے
استادگی ہماری فزون ہی شلنگ سے

سنگ مزار قیس کو لیلی بنا دے طور
تجلی گرا دے شعلۂ آواز زنگ سے

بلبل نکل قفس سے کہ آ پونہچی فصل گل
پرواز سیکھ لے مرے چرپکے رنگ سے

وہ صید ہون اگر مین دو کہاؤنگا اپنے زخم
چلائیگی کمان بھی زبان خدنگ سے

| ۲۹ | اوس سرو خوش خرام کا قمری ہون اے فریبہ<br>چلتے تھے جسکے ساتھ شجر پاے لنگ سے | ۱۴۸ |
|---|---|---|

ہرگز نہ بہر رزق پھرے عار و ننگ سے
گر آسیا بنے مرے مرقد کے سنگ سے

ساقی ہوا ہی عشق کسی خانہ جنگ سے
مانگون گا میکشی کو پیالا تفنگ سے

روشن چراغ دیکھ کے جا لپٹے جنگ سے
پروانون کو شب وسنے لڑایا پتنگ سے

بھر دے عوض شراب کے ساغر کو بنگ سے
گاڑھی چھنی ہی ساقی اب اک سبز رنگ سے

الفت جو ہی مژہ سے کما دون مین یار کو
سر لگا دون میل کے بدلے خدنگ سے

تیر افگنی مین ایک ہی وہ دور چشم بد
سرمہ لگاتے آنکھ مین میل خدنگ سے

گرمی سے خال رخ پہ تمہارے عرق نہین
ہندو نہا رہا ہی کوئی آب گنگ سے

وہ رحم دل ہون دل بھی پہلو مین چور ہی
شیشہ بھی ٹوٹے گر مرے مرقد کے سنگ سے

صد چاک ہو وہ دل نہو جس مین کہ تیری یاد
یارب تہی جو شیشہ ہو ٹوٹے وہ سنگ سے

ٹوٹے نہ دانہ بھی اثر ضعف سے مرے
بالفرض آسیا بنے تربت کے سنگ سے

بعد فنا خیال جو اوس بت کا آگیا
رویا لپٹ لپٹ کے ہین بت کے سنگ سے

ایا ہی میکدے مین جو وہ طفل محتسب
از خود سر اپنا پھوڑتے ہین شیشے سنگ سے

تپھر ہین جنون کہ نہ مینے شراب پی
شیشے نہ جب تلک بنے لڑکو نکے سنگ سے

ان آئنہ رخون کا نظارہ کیا کرے
دیوانہ ہی بناتے جو آئینہ سنگ سے

موزون طبیعتونکو نہ کیون ہو بتوں سے انس
کیا ربط ہی دیکھو ترازو کو سنگ سے

دیوانے ہونکے دیکھ کے بادام چشم یار
از خود سر اپنا پھوڑین گے بادام سنگ سے

کیونکر نہ چاک گل کی روش ہو قبائے یار
غنچے کیطرح شوق ہی ملبوس تنگ سے

جس بزم مین ہی شیشہ فلک ساغر آفتاب
پوچھا وہان میں نشہ مے کی ترنگ سے

فرقت مین جام مے ہی پیالا تفنگ کا
ساقی فزون ہی گردن مینا تفنگ سے

ہون وہ پتنگ شکوہ نہ اون جو مین تو شمع
تا صبح جستجو مین پھرے پائے لنگ سے

اوس شمع رو کو پاس ہی عاشق کے نام کا
فانوس کا غلاف رنگا ہی پتنگ سے

ای موت جلد آکہ یہ قصہ کہین چکے
نفرت ہی اوسکو صلح سے اور مجکو جنگ سے

کس طرح سے بچین مرے بازو کی مچھلیان
وہ تیغ آبدار ہے سین کم نہنگ سے

ای شام وصل ہون کہین آنکھین سفید سی
آپہنچی صبح مرگ تری اس ورنگ سے

گرمی کی اوسنے بھی تجھے اللہ ری نازکی
جلنے لگین ہتھیلیان مہندیکے رنگ سے

نکلا جو رخ پہ خط تو ہوا صاف ہم سے یار
صیقل اس آئنے مین نظر آگئی زنگ سے

کھولکیا دام زلف اگر تو دم شکار
صیاد اوڑ کے آئیگا طوطا تفنگ سے

| | | |
|---|---|---|
| تیرا ادا ادھر لب معشوق ہو گیا | | منہ کو ادھر لگا یا جو تو نے تفنگ سے |
| ۱۴۹ | بر آن ضعف سے ہو دگرگون وزیر رنگ<br>تصویر بھی کھنچے گل رعنا کے رنگ سے | ۲۰ |

مری تربت پہ شور بلبلان ہی
چراغ قبر شاید گلفشان ہی

سگ جانان کی خاطر استخوان ہی
ہما تونے بلایا میہمان ہی

بدن وہ روح کا جسم گمان ہی
گلے سے پان کی سرخی عیان ہی

بدن مین اوس سہی قد کے ہو گیا تل
الف مین دیکھو نقطہ کہان ہی

اگر دیکھے اودھر تنکے چنے برق
ہمارا اوس چمن مین آشیان ہی

جہان ای ماہ تو ہی جلوہ فرما
زمین کا ہیکو ہی وہ آسمان ہی

بہا دریا سے خون خنجر سے ایسا
جنازہ خودبخود میرا روان ہی

چمن مین نوچے ہین صیاد نے پر
بہار گل ہی اور اپنی خزان ہی

سبکروحی سے بوے گل بنا ہون
وہ بلبل ہون کہ غنچہ آشیان ہی

زبس رہتا ہی تیرا نام لب پر
دہن پر ہی سے خاتم کا گمان ہی

عجب انداز سے بیٹھا ہی وہ ماہ
کہ کرسی پر گمان آسمان ہی

کوئی یوسف ہی اوس چاہ ذقن مین
نہین خط گرد اوسکے کاروان ہی

کوئی ڈرتے مین سر کٹنے سے ہم مست
کہ سر شیشے کی گردن پر کہان ہی

کرون نالہ تو دم بلبل کا پھٹ کے
برنگ برگ گل میری زبان ہی

ہر سایہ چاندنی اور چاند کھڑا
ہین ویسے کفش پاے یار ہین گل
ہنسا دیتی ہی ہر اک زخم تن کو
ہماری ہڈیان کھانا سمجھکر
رہے ہم اس چمن مین خانہ بردوش

دوپٹا آسمانی آسمان ہی
جہان وہ پاؤن رکھے بوستان ہی
تری تلوار شاخ زعفران ہی
ہما آخر ترے بھی استخوان ہی
وہ بلبل ہین پر و بال آشیان ہی

| ۱۵۰ | وزیر اسنے نہ کی کچھہ دستگیری<br>ہمارا ہاتھہ ہی اور آسمان ہی | ۱۷ |
|---|---|---|

دے مجھے خلعت شہادت کا خدا کیواسطے
شاخ سے گل نکلے تیری کفش پا کیواسطے
کی سگ جانانکی خاطر استخوانکی احتیاط
بعد مردن قبر مین بھی لائی بوے زلف یا
ہم فقیر ونکے کہانے سگ بھی ہرگز استخوان
اوڑسنے دین کسطرح ای ظالم الکیرن ہاتھہ کی
چاندنی چھٹکی ہمارے اشک کے سیلاب سے
ہون وہ بیکس گر نہ آیا میکدہ مین ایکدن
پیرہن بھی گر سنگے اپنا تو سٹی ہین بنگے
کر دیا ہی غم نے کاہیدہ مجھے کیا ہی عجب

تیر کا دستہ منگا میری قبا کے واسطے
باغ مین سنبلو کی زلف دوتا کیواسطے
قینچیان لگو مین تربت پر ہما کیواسطے
ایک دو روزن بنا دینا صبا کیواسطے
ہڈیان ہین بادشاہونکی ہما کے واسطے
دام ہین یہ طائر رنگ حنا کے واسطے
راتکو روئے جو ہم اک مہ لقا کیواسطے
ہر سبو نے ہاتھہ پھیلائے دعا کیواسطے
خاکساری چاہیے اتنی گدا کیواسطے
استخوان تن سے جو نکلین کہربا کیواسطے

اوسکا سنگ آستان کیونکر چھٹے ہمسے جنون
سنگ مقناطیس ہی زنجیر پا کیواسطے

ہون وہ پیاسا اشک بھر کر اپنی آنکھوں مین پیون
ہاتھ پھیلاؤن نہ مین آب بقا کیواسطے

آرزو بس یہ رہی ہرگز نہو کچھ آرزو
گر دعا مانگے تو ترک مدعا کیواسطے

ہو گوارا رنج اونھین جنکو ہو آرائش پسند
ہاتھ بندھواتین حسین رنگ حنا کیواسطے

رو دون جب دریا پہ اوسکو خوف ہو طوفان کا
ناخدا دینے لگے مجکو خدا کیواسطے

ہوکے زخمی اپنے قاتل سے یہ مین نے کی دعا
سیکڑون منہ ہو گئے پیدا دعا کیواسطے

| ۱۵۱ | بخش دے اپنے کرم سے ای خدا جرم فریدؔ<br>مصطفیٰ کے واسطے اور مرتضیٰ کے واسطے | ۲۵ |
| --- | --- | --- |

کعبہ ابرو دکھا دو بت خدا کیواسطے
شکل مژگان ہاتھ اوٹھائے ہون دعا کیواسطے

یارب آئے باغ مین وہ گل حنا کیواسطے
ہاتھ پھیلائے ہین شاخون نے دعا کیواسطے

ضعف نے ایسا گھلایا ہی اوسے ملتے نہین
استخوان میرے ہوے عنقا ہما کیواسطے

ماہ تابان تو ہی اور تیری قبا مہتاب ہی
چاہیے دستہ ستارونکا قبا کیواسطے

ہون وہ دیوانہ مرا چھلا جو لے تو ہاتھ مین
ای پری وہ طوق ہو فند حنا کیواسطے

سیکڑون گل پیس گئے اور بلبلونکا خون ہوا
جب گیا گلشن کو وہ ظالم حنا کیواسطے

کیا برا ابر میرے سینے پر لگائے اوسنے تیر
بس یہی دستہ مناسب تھا قبا کیواسطے

لاکھ دروازہ کرے تو بند خط بھیجین گے ہم
روزن دیوار بھی در ہی صبا کیواسطے

تیری راہ شوق مین ہمدر جب لاغر ہو گیا
بنگیا مژگان مین چشم نقش پا کیواسطے

دستگیر ونکا نہ احسان ضعف نے ہونے دیا
ہاتھ اوٹھہ سکتا نہین بجز عصا کیواسطے

جو کہ قانع ہو وہ بچ جاوے فریب نفس سے
دام کب صیاد پھیلاتے ہما کے واسطے

بار احسان ہو جو سر پر استخوان ہین چور چور
سنگ ہے سایہ ہما کا مجھہ گدا کے واسطے

اسقدر تعظیم کا عادی ہون کہ دیکھون کبھی
استخوان تن سے نکل آئین ہما کے واسطے

اے پری پیکر ہلادون عرش کی زنجیر کو
جب کرون نالے تری زلف دوتا کیواسطے

سچ تو یہ ہے آدمی سا کوئی خود مطلب نہین
کی عبادت بھی تو حور مہ لقا کے واسطے

خرمن عالم مین جو دانہ مری قسمت کا ہے
برق کی خاطر ہے کب ہے آسیا کیواسطے

بتون کے ہٹانے سے کعبے کو اگر جانے لگون
برہمن دینے لگین مجکو خدا کے واسطے

ڈھانکتے ہین منہ کو اپنے چادر مہتاب سے
روتے ہین اونکو ہم اوس مہ لقا کیواسطے

زندگی تک ہے یہان اہل سعادت کی بھی قدر
بعد مردن ہے مگس رانی ہما کے واسطے

اونکی آرایش یہان ہو جو کسی قابل نہین
ہے حنا اس باغ مین بدعت و پا کیواسطے

زخم کھائین یار کی تلوار کا پانی پیون
غیر کا احسان نہ لون آب و غذا کیواسطے

ہجر کی شب صبح ہونے کی کرون آرزو
پنجہ خورشید پیدا ہو دعا کے واسطے

اپنی گردنکو جھکاتے ہے مہ لو دیکھہ لے
خوب رو پیدا ہوے شرم و حیا کیواسطے

کفش نوکر تو ہین کر روندے قبر عاشقان
سر نکالین دوست دشمن زیر پا کیواسطے

| ۱۵۲ | اشک خونین سے ہے گلگون رخت عریانی وزیر<br>رو رہا ہون اک گل رنگین قبا کے واسطے | ۱۶ |
|---|---|---|

منزلت ہی مثل کعبہ ابرو خمدار کی
طوف گردش سے کیا کرتی ہین آنکھین یار کی

بل بے گرمی آتش رنگ حنا یار کی
بنگئی نے ہاتھہ مین منقار موسیقار کی

کرتے کچھہ تعریف تیغ ابرو خمدار کی
گر دہان زخم مین ہوتی زبان تلوار کی

خوب روندا پاے گلگون نے ہماری قبر کو
جا وہ گل نقش پاے یار نے تیار کی

عکس دندان سے بنا موتی کا مالا تیغ مین
جوہری سے پوچھیے قیمت تری تلوار کی

آستین سے گر ہوے باہر مرے دست جنون
دھجیان اڑتی پھرینگی دامن کہسار کی

کفش زرین سے ستارے جھڑتے ہین وقت خرام
سیر کیجو اب زمین پر کوکب سیار کی

دخل کیا ہی خسترک چمکے جو تیغ آفتاب
تا بمشرق دھوم ہی اس مغربی تلوار کی

روزن کرتے ہین نظر اسکو ہمین موتی کیطرح
وقت گریہ یاد ہی کس روزن دیوار کی

آئے جب وہ شمع فانوس خیالی ہوکان
صدقے ہون پھر پھر کے تصویرین در و دیوار کی

عندلیبین بلبلونکی طرح غرق آب مین
بے ترے رو مین آنکھین نرگس بیمار کی

اپنے قد کا وہ لب جان بخش سے کرتا ہی وصف
آپ تعریفین مسیحا کر رہا ہی دار کی

روتے روتے سے گذر اہجر مین سیلاب تک
حالت اب مثل کف دریا ہی یان دستار کی

دیکھی دریا مین سکندر نے جو پتلی روی وہ
پتلیان یاد آئین میری چشم دریا بار کی

ہون مین وہ عاصی کہ روز حشر ہر عضو سے
آسکے گی آواز یا غفار یا غفار کی

۱۵۳ — بادشاہ شاعران ہون گو تخلص ہی وزیر
دھوم ہی ملک معانی مین مرے اشعار کی — ۱۵

کچھ حقیقت سینے میرے دلسے چشم یار کی | پوچھیے بیمار سے حالت جو ہو بیمار کی
آنکھ کب ہو جو پڑتی ہی کسی میخوار کی | ہی صراحی دار گردن ساقی سرشار کی
کھا کے زخم نوک مژگان ہونگا بر سے شہید | نیزہ بازی ہو کے نوبت آئیگی تلوار کی
ہو گئی صیقل بھی ظالم باڑھ بھی رکھی گئی | تو جو بگڑا ہے سے بن آئی تری تلوار کی
گھر ترا ہی گلشن فردوس رضوان پاسبان | حور تو غلمان ہین تصویرین در و دیوار کی
اوسکے رخکو میرے داغ دل کو چاند ہین آفتاب | لکھین تعریف ایک شاعر نور کی اور نار کی
اوس بت بیدین پہ ہم دیندار بھی مرنے لگے | برہمن زنار پہنا دے کفن کے تار کی
چشم مین پتلی کے بدلے ہی کسی بت کا خیال | آنکھ کے ڈورے پہ پھبتی کہو زنار کی
آنکو بھی چھپ کے اوسکے گھر مین جا سکتی نہین | چاندنی چھٹکی ہوئی ہی سایۂ دیوار کی
ہو نہین وہ بلبل قفس مین بھی جو بھولے یاد گل | جب اوڑی چہرے سے رنگت راہ لی گلزار کی
مشکلون سے یار کی دیوار مین روزن بنے | کین ہین مین نے منتین منتین معمار کی
سازسے بے یار آتے کیون نہ رونیکی صدا | تار مین صورت ہی مطرب آنسوؤن کے تار کی
ہی وہ میر کفر جسکے ہین مسلمان معتقد | ٹوٹی گر زنار آواز آئی استغفار کی
تب مزا ہی ہو ہمارے منہ مین قاتل کی زبان | اور وہان زخم مین بھی ہو زبان تلوار کی
شعلۂ آواز سے جھڑتی جو ہین چنگاریان | زینت آئی تو نے کیا منقار موسیقار کی

| ۲۲ | وله | ۱۵۴ |
| --- | --- | --- |

یاد گیسو مین جبتا تاہی کبھی ہوش مجھے | سارا عالم نظر آتا ہی سیہ پوش مجھے

سر ٹکتا ہون پلا دے مے سر جوش مجھے
ساقیا دوڑ کہ پھر آنے لگا ہوش مجھے

مثل شبنم چمن دہر مین بے سامان ہون
سر اگر مجکو دیا تو نہ دیا دوش مجھے

نہ سنون کوئی بھی آواز سوا قلقل کے
ساقیا پنبۂ مینا دے پئے گوش مجھے

اسقدر پھول سا مکھڑا ہی ترا سرخ و سفید
گل تمہارے آگے نظر آئے سیہ پوش مجھے

کاسہ ماہ کو دے ٹکڑے خم گردون پر
ساقیا آئے جو مستی مین کبھی جوش مجھے

لن ترانی جو کہو گے تو سنو گے تم بھی
ایسا نظر و فسے کیا ضعف نے روپوش مجھے

نہ سنون کوئی بھی آواز انا الحق کے سوا
چاہیے پنبۂ منصور پئے گوش مجھے

ہجر مین مر نہ گیا منہ اوسے کیا دکھلاتا
شکر صد شکر کیا ضعف نے روپوش مجھے

آج یہ ہجر کی شب رنج وہ دکھلاتی ہی
غم فردائے قیامت ہی فراموش مجھے

صورت آبلہ بس زیر قدم ہو کر دون
آئے گر عالم وحشت مین غبار جوش مجھے

گلفشان ہی جو چراغ سحری خوش ہی نگا
یار دکھلائے گا پھر صبح بناگوش مجھے

شور قلقل وہین کچھ یاد دلا دیتا ہی
بھول جاتے ہین جو یاران قدح نوش مجھے

آگئی لغزش مستانہ کسی مست کی یاد
دور ساغر نے کیا بزم مین بیہوش مجھے

فرقت گیسوئے ساقی مین جو غم کھاتا ہون
کہتے ہین سارے سیہ مست بلانوش مجھے

ڈر گیا مین کہ بس اب صبح کا تارا نکلا
نظر آیا جو شب وصل در گوش مجھے

جوہر تیغ کا آئینہ تن پر ہی عکس
آج قاتل نظر آتا ہی زرہ پوش مجھے

ساغر عمر تلک ہوا بھی لبریز شراب
صورت مے اگر آجائے ذرا جوش مجھے

نالے اسکو میرے تنگ آگئے وہ بت کہنے لگا
مثل گل کیون نہ کیا حق نے گرانگوش مجھے

اوٹھ گیا پھر مرے پہلو سے وہ عیسی میرا
پھر لحد آج دکھانے لگی آغوش مجھے

ہون وہ نخچیر جو چلاسے کمان دون جواب
شکل سوفار ملے ہین لب خاموش مجھے

ساغر عمر کو اللہ نے لبریز کیا
جام تو نے نہ دیا ای بت مے نوش مجھے

۱۵۵ — **ولہ** — ۱۹

ایسا اک جام دے ای ساقی مے نوش مجھے
دونون عالم نظر آنے لگین بیہوش مجھے

میرے چپ رہنے سے ظاہر ہوا عشق پنہان
لب اظہار ہوے ہین لب خاموش مجھے

دیکھکر بزم مین ساعد کو ترے مرنے لگے
شمع فانوس نظر آئی کفن پوش مجھے

آگئی نرگس مخمور کسی مست کی یاد
دیجیو جام اجل ساقی مے نوش مجھے

نالۂ مرغ سحر ہوگی صریر خامہ
لکھنی ہے اب صفت صبح بناگوش مجھے

بیخودی مین ہے جو اک نرگس مخمور کی یاد
گردش جام دکھاتی ہے رم ہوش مجھے

صاف باطن ہون نہین نیت ظاہر کا
شکل آئینہ بنایا ہے نمد پوش مجھے

بار سر اوترا کبھی بار ہوا پھر پیدا!
شمع سان کر لیگا کوئی سبکدوش مجھے

مر ہی جاؤن گا اگر صبح کا تارا نکلا
یاد آئیگا کسی مہ کا در گوش مجھے

لب اگر وا ہون تو نابود ہون مانند حباب
یہ بھی حکمت ہے بنایا ہے جو خاموش مجھے

بھرکے اشک آنکھون مین ساغر سے آتے ہین شراب
یاد کرتے ہین پس مرگ جو مے نوش مجھے

ہے یقین چرخ کی اس تفرقہ پردازی سے
قبر سے دیکھ سکے گا نہ ہم آغوش مجھے

ہجر مین سر کو بھی پھوڑا تو نہ نکلی آواز
شرمگین چشم نے کسکی کیا خاموش مجھے

ہی ہر اک شام کی اہی ماہ سحر آخر کار
زلف سرکا کے دکھا صبح بناگوش مجھے

کہتی ہی شمع زبانسے یہی ہی رشک چمن
گل ہون مین تو جو کہے بزم مین خاموش مجھے

ہون وہ بے سر جسے ہاتھون پہ سدا الاشمری
شیشے کی طرح بنایا ہی سبکدوش مجھے

کرتی ہی سرمے کے دنبالے کا شکوہ تری آنکھ
دیکھو آہو سے بنایا ہی سیہ گوش مجھے

سنگ سر قد سے مرے شیشے وہ ہوتا ہی
نہ کیا مرنے پہ ساقی نے فراموش مجھے

| ۱۵۶ | گرچہ ہون اپنے زمانے کا فغانی مین وزیر<br>دو ہی باتون مین کیا یار نے خاموش مجھے | ۳۰ |
|---|---|---|

برق و باران جسکو کہتے ہین مرا افسانہ ہی
کچھ حقیقت رونیکی کچھ حال ہنستا بانہ ہی

گنج ہوتا ہی وہان اکثر جہان ویرانہ ہی
خانہ ویران ہی درویش و دولتخانہ ہی

نشاء سے ہر رہ ہر قدم پر لغزش مستانہ ہی
نقش لیسے ساقی ہوش خط پیمانہ ہی

کسکی شمع حسن سے روشن مرا کاشانہ ہی
بنگیا ہی کرمک شبتاب جو پروانہ ہی

صاف کہ دیجے کہ دلمین جلوۂ جانانہ ہی
لامکان جو شوخ تھا اب وہ بھی صاحبخانہ ہی

صورت قلقل نواے بلبل مستانہ ہی
ہی ہر اک غنچہ گلابی جو ہی گل پیمانہ ہی

گر سگ کوی بتان کہتا نہین دیوانہ ہی
میری شمع استخوان کا ہر ہما پروانہ ہی

یان دم تحریر یاد نرگس مستانہ ہی
موج مے ہی کلک خط میرا خط پیمانہ ہی

ایک عالم یار تیرے حسن کا دیوانہ ہی
گل جو ہی بلبل ہی اور جو شمع ہی پروانہ ہی

دور ساغر کو جو ہی تیرے حنائی ہاتھ سے
شعلۂ جوالہ ساقی گردش پیمانہ ہی

شعلۂ آواز قلقل کی جو دیکھین گے میان
شمع مینا بنگیا ہی جام می پروانہ ہی

دیکھ لیتے ہین وہ دلمین جو نہین دیکھا کبھی
جام جم کہتے ہین جسکو کیا یہی پیمانہ ہی

تاکتا ہی کسکی چشم مست زاہد وقت ورد
مثل دور جام مسکو سبحہ مین ہر اکدانہ ہی

ٹوٹتا ہی شیشۂ خالی ریاض بزم مین
باغبان ساقی ہی مینا سبزۂ بیگانہ ہی

ہاتھ مین شمشیر بران رہتی ہی روز وغا
دستگیری رنج مین کرتا ہی جو مردانہ ہی

شمع عکس روے روشن آئنہ فانوس ہی
جوہر آئینہ ہر اک صورت پروانہ ہی

ای صدف تیری طرح محتاج نیسان لکے نہین
صورت گوہر ہمارا اشک آب و دانہ ہی

ای صنم یکتائی اسلام کی ہی یہ دلیل
دیکھلے ہر ایک کعبہ لاکھہ جا بتخانہ ہی

ملتے ہین ہر بت کے نقشے سے ترے نقش قدم
پاؤن کا تیرے نشان جسجا ہی وہ بتخانہ ہی

برسون گذرے ہین خیال یار بھی آیا نہین
ہم مین اور تنہائی مین کیا اندنون یارانہ ہی

یاد کرتے ہین کسیکا مصحف رو طفل اشک
دیدۂ گریان مرا چشم مکتب خانہ ہی

کرمک شب تاب کے مانند اڑتے ہین چراغ
تیرے دیوانے کا وحشت خیز یہ کاشانہ ہی

خوشۂ پروین پہ ای دہقان چرخ اتنا نہ پھول
برق خرمن ہی ہمارے کشت کا جو دانہ ہی

مین جو آنکھہ نسے لگاتا ہون وہ الجھہ پڑتا ہی
پنجۂ مژگان ترے گیسو کو مثل شانہ ہی

جو حسین ہی اوسکا جلوہ جابجا ہی ہی نا حضور
شمع ماہ و مہر سے روشن ہر اک کاشانہ ہی

شیشہ و ساغر اٹھا لین مجکو تیغ کی عوض
کہتا ہی لڑکون سے یہ دیوانہ تو کچھہ مستانہ ہی

| | |
|---|---|
| دل دھڑکتا ہی نہ قاصد پر کہین بجلی گرے | میرے نامے مین رقم کچھ حال بیتابانہ ہی |
| داغ سوز اسکے ہی مثل شمع روشن دل مرا | کرمک شب تاب کی مانند یہ پروانہ ہی |
| لے اوڑی ہی حسرت دیدار رخ یار کی | شمع کو شعلہ برنگ شہپر پروانہ ہی |

| | | |
|---|---|---|
| ۱۰۷ | ہین عصا بردار آہین اور ہجوم اشک فوج<br>ای وزیر اس مفلسی مین شوکت شاہانہ ہی | ۲۰ |

| | |
|---|---|
| ایسی ہی ترے یوسف کے ہی رخسار مین گرمی | جلتے ہین خریدار ہی بازار مین گرمی |
| تم آئے نہین داغ دل زار مین گرمی | ای میرے خلیل اب نہ رہی نار مین گرمی |
| کانٹا جو چبھے پاؤن مین ہو آبلہ پیدا | ایسی ہی مرے وادی پرخار مین گرمی |
| موسی کیطرح مردم چشم آئین غش مین | بیطرح ہی برق نگہ یار مین گرمی |
| سردی نفس سرد مین ہی آنکھون مین ہی ساون | رہتی ہی سدا داغ دل زار مین گرمی |
| قد صاف ہی سانچے مین ڈھلا شمع کیصورت | ہی شعلہ صفت آتش رخسار مین گرمی |
| پگھلی مرے بازو کی ہی شکل سمندر | ایسی تب غم سے ہی تن زار مین گرمی |
| غیرون پہ گرے شعلہ آواز سے بجلی | اللہ ہی کیا ہی ترے گفتار مین گرمی |
| حمام کرو خانۂ دل سوختگان مین | آہون سے ہی سقف و در و دیوار مین گرمی |
| قسمت مین ہی جلنا نہ وہان بھی ملے آرام | پیدا ہو ترے سایۂ دیوار مین گرمی |
| تبخالے پڑے پیتے ہی خون جگر یہ مرا گرم | پیدا ہوے ظالم لب سوفار مین گرمی |
| پھل برق ہی اور قبضے مین ہی رنگ کرن ہی | قاتل ہی سراپا تری تلوار مین گرمی |

پھنکتا ہی مرا جسم تپ ہجر تبان سے | ہی نبض کیصورت مری زنار مین گرمی

ڈرتا ہون کہ جوہر کے چمن مین لگے آگ | بجلی کیطرح ہی تری تلوار مین گرمی

زاہد جو کرے سامنا ہو جاے سیہ رو | خورشید سی ہی تیرے سیہ کار مین گرمی

خلخال پہ ہی شعلہ جوالہ کا دھوکا | ان شعلہ رخونکی ہی یہ رفتار مین گرمی

دیکھے تو ابھی جلنے لگے خرمن مہ بھی | بجلی سے فزون ہی نگہ یار مین گرمی

ای چرخ تجھے صورت تبخالہ بنایا | ایسی ہی مری آہ شرربار مین گرمی

دون شمع سے تشبیہ تو اکدم مین بجھجاے | کیا آتش غم سے ہی تن زار مین گرمی

| ۱۴ | ناسور مین بہتی صفت شمع ہی سوزان<br>ایسی ہی وزیر اس دل افگار مین گرمی | ۱۵۸ |
|---|---|---|

آہون نے ہی اب کوچہ دلدار مین گرمی | جلتی ہی ہوا گرم ہی گلزار مین گرمی

بیٹھا تھا مین جو دل سوختہ تکیہ جو لگا کر | ابتک ہی تمہارے در و دیوار مین گرمی

منہ چھپ لے مژگان کیطرح ابر جو دیکھے | ای برق ہی ایسی نگہ یار مین گرمی

جلتی ہین آنکھین مری جھانکون جو کبھی مین | پیدا ہو ترے روزن دیوار مین گرمی

ہر سنگ ہوا موم رگ سنگ ہے شمع | نالون سے مرے زور ہی کہسار مین گرمی

بلبل وہ ہون نالے سے جلادون مین چمن کو | ققنس کیطرح ہی مری منقار مین گرمی

ہوتا ہی بہت گرم مری آہ وہ سنکر | اب میری سبب ہی ہی مرے یار مین گرمی

یون جسکی گرمی سے تری جلتی ہین آنکھین | جسطرح ہو تپ سے تن بیمار مین گرمی

بل کھائے نہ کس طرح سے موسے کمر یار
شعلہ ہی قد اگر ہی رفتار مین گرمی

مہتابی مین کوٹھے کی ہی خورشید کا عالم
کیونکر نہو تیرے در و دیوار مین گرمی

ای جان ترے نقش قدم سے ہی چراغان
ایسی ہی کہان کبک کی رفتار مین گرمی

جاتے ہی ترے پڑگئی اوس نیئی گلون پر
سر آتش گل ہی نہین گلزار مین گرمی

زلفین ہین دھوان شعلے ہین وہ سیب حنائی
سر سے کف پا تک ہی مرے یار مین گرمی

ہر شعر مرا مطلع خورشید سے ہی گرم
ہون برق زبان ہی مرے اشعار مین گرمی

| ١٥٩ | وله | ١٧ |
|---|---|---|

آنکھین کھلی ہوی ہین عجب خواب ناز ہی
فتنہ تو سو گیا ہی در فتنہ باز ہی

کچھ حال اپنی زلف کے دیوانے کا نپوچھ
بس مختصر ہی کر کہ یہ قصہ دراز ہی

دل خانۂ خدا ہی نہ دے ان بتونکو جا
او بے تمیز کچھ بھی سمجھے امتیاز ہی

محراب تیغ یار سے پھیرا نہ منہ کبھی
جسکا نہین سلام وہ اپنی نماز ہی

کہتے ہین صبح پرتو رخسار یار کو
مشہور شام سایۂ زلف دراز ہی

پتھر گداز ہونے سے بنتا ہی آئنہ
روشن ضمیر ہی تو اگر دل گداز ہی

گردون سے ایک عقدۂ دل وا نہو سکا
بیفائدہ ہلال کا ناخن دراز ہی

دانے ہین دانہ رشتۂ تسبیح دام صید
زاہد ہر ایک بستۂ صد حرص و آز ہی

مستونکو کیون نہ قلقل مینا پہ حال آئے
ساقی ہی مطرب اور ہر اک شیشہ ساز ہی

شیشہ ہی مثل شمع یہان جام ہی پتنگ
ہم دل جلون کی بزم مین سوز و گداز ہی

ٹپکی جو میرے زخم کے انگور سے شراب
گرم نظارہ کیا وہ مرا مست ناز ہی

پہنچا دیا ہی عشق بتان نے خدا تلک
کیا نردبان بام حقیقت مجاز ہی

دیکھو ذرا زمانۂ الفت کا انقلاب
محمود ہی غلام تو صاحب ایاز ہی

محراب کعبہ سمجھے ہم ابروے یار کو
مژگان پہ صاف شبہہ ہوا جا نماز ہی

ہم وہ شراب خوار ہین خمیازہ کش جو ہون
آنے لگی صدا کہ در توبہ باز ہی

موتی صدف مین [illegible] انگور کیون نہون
دریا مین جلوہ گر وہ مرا مست ناز ہی

جھک جاے کیون نہ شاخ ثمردار اے وزیر
افتادہ جو کوئی ہی وہی سرفراز ہی

۱۶۰ ۱۰

ابروے یار کعبۂ اہل نیاز ہی
آنکھین کھلی نہین ہین در توبہ باز ہی

قلقل سے اک شیشۂ مے کدر آہی کیون
ساقی خموش کیا وہ مرا مست ناز ہی

آئینۂ عذار بتان کیا بنائے صاف
ہاتھہ اوسکے چومیے عجب آئینہ ساز ہی

کیا کیا نہ ہمکو ابھی عبادت نہ تھا
بس دم نکل گیا جو سنا بے نیاز ہی

آیا ہزار پیچ سے بحر طویل مین
مضمون زلف یار قیامت دراز ہی

جا کر چمن مین سرو کو آزاد کر دیا
کیونکر نہ کہیے یار کو بندہ نواز ہی

لگتے ہین ایک جنبش مژگان سے لاکھہ زخم
کیا ترک چشم نام خدا نیزہ باز ہی

ہی صرف نالہ ہر رگ تن مثل تار ساز
یارب ہمارا جسم ہی یا کوئی ساز ہی

رونے لگین جلے جو پتنگ اپنی بزم مین
مانند شمع دل یہ ہمارا گداز ہی

| ۱۶۱ | ذکر اوس دہن کا جسکی زبان پر ہر ایک وزیر<br>یہ لفظ مختصر تو نہایت دراز ہی | ۱۹ |
|---|---|---|

ترے سہیلی کو بنالی پہ جسنے آنکھ ڈالی ہی — تو پھر شاخ غزالا مین بھی شاخ اوسنے نکالی ہی

فراق یار مین جو گل ہی رنگ و بو سے خالی ہی — چمن اپنی نظر مین گلشن تصویر قالی ہی

چمن مین آج نرگس پر جو تونے آنکھ ڈالی ہی — کوئی شاخ اوسمین شاید چشم بد دور ابنکالی ہی

ہمیشہ ٹھوکرین کھاتا ہی صرف پایمالی ہی — تن بیجان ہمارا صورت تصویر قالی ہی

ترے جانے سے سطر بغرہ زن تصویر قالی ہی — مثال تار شیون مین ہر اک تار نہالی ہی

گھلایا اسقدر اوسکو تری ابرو کی الفت نے — کہ تیغ آفتاب ای ماہ ان روز ون ہلالی ہی

ترے زخمی کو ای مہرو نکیونکر چاند نی مارے — سپر مین بھی ہی چاند اور تیغ بھی تیری ہلالی ہی

تجھے دیکھا جو چشم بد سے دی تعزیر گلچین نے — نہین توڑی ہی نرگس آنکھ گلشن کی نکالی ہی

بچھا مین بلبلون نے آنکھین آیا تو جو گلشن مین — زمین باغ بلبل چشم کی گویا نہالی ہی

نہین ہو جہرو نازار زار ابر بہاری ہی — تمہارے کانکی بجلی یہ ہمپر گرنے والی ہی

تصدق ہوتی ہین پھر پھر کے دیوار نگی تصویرین — مکان اوس شمع رو کا شکل فانوس خیالی ہی

مہ نو پر نہ کر اتنا غرور ای آسمان ہمسے — قصیر اک ماہ کے ہین اپنی کشتی بھی ہلالی ہی

وہ میکش ہون نہ دیکھون رات بھر اوسکی طرف ہرگز — فلک نے آفتاب آگے مرے مینا سے خالی ہی

نہ کیس میکش نے دیکھا چشم کم سے اوسکو ای ساقی — پیالہ بادۂ گلگونکا نظرون مین بیالی ہی

لگا مضمون ہاتھ اوس کانکی بالی کی مچھلی کا — یہ ہمنے چشمۂ خورشید سے مچھلی نکالی ہی

قطعہ

سبو و جام توڑیگا تو نقصان کیا کیا ہوگا
سنا و محتسب تو عقل و دانش سے خالی ہے

سبو سے مے اگر ٹوٹے پیالہ مے کا بجاتے
پیالہ ٹوٹ کر چھوٹا جو ہو جاتے پیالی ہے

پڑے ہیں شیشے خالی ایکدن ساقی نہ آنکلا
مینا اس سن سے ہے مری نظروں میں خالی ہے

| ١٦٢ | غزل بمثل کہتا ہون وزیر بفضال ایزد سے<br>نہ میری طبع عالی ہے نہ میری فکر عالی ہے | ١٨ |
|---|---|---|

ادائی وصل میں اوس جنگجو سے ہونیوالی ہے
کٹاری گلبدن کے پاجامے نے نکالی ہے

قدم رکھنے سے تیرے نقش حیرت نقش قالی ہے
گل افسون میں ہر گل تصویر قالی ہے

مسلمانوں کو تیرا روے روشن بو سف کی
تری زلف سیہ آگے ہر اک ہندو کے کالی ہے

الگ معشوق یان ہے تشنہ خون بیچے عاشق کا
نہیں شعلہ زبان یہ شمع نے باہر نکالی ہے

مے گلگون ہے ساغر میں گلابی دست ساقی ہے
صنم ملبوس ہے ایمان کا اللہ والی ہے

بنایا مجکو شاخ زعفران کیا ناتوانی نے
قدم رکھنے سے میرے خندہ زن تصویر قالی ہے

نہیں ہے شمع یہ تربت پہ کہدو میرے قاتل سے
امید قتل میں پھر قبر سے گردن نکالی ہے

نکالے مجھپہ گر تلوار تو ابی خیر ہے گلشن
وہ بلبل ہون کہون شاخ گلبن نے نکالی ہے

پسینا ہے سنہرا رنگ اوس گل کا ہے کہ میں سا
چمن میں سرخ ہیں گل کہان شبنم میں لالی ہے

کمر کو بال سے تشبیہ دون میں یار کے جاں سے
اگر وہ موشگافی ہے تو یہ نازک خیالی ہے

وہ عالی ظرف ہون ساقی کہ میری محفل میں
فلک ہے اک سبو اور ماہ اک جام سفالی ہے

ہما کے سائے سے بہتر ہے کملی ہم فقیرون کی
ہماری پشم سے رومال اگر منعم کا شالی ہے

اداسے گالیان دیتے ہو اپنا دم نکلتا ہی
بنا تل آنکھہ کا ہی جان تل تیرے کف پا کا
کلی ہی چپکی ہی قاتل کی چٹکنا ہی صدا اوسکی
برا ہو ناتوانی کا اوڑا دی نیند اوسکی بھی
ملا دے لب سے لب ساقی لگا دے منہ سے ساغر

ہمین بیٹھی چھری یہ ہی شکر لب تیری گالی ہی
قدم رکھنے سے بنیا دیدۂ تصویر قالی ہی
ہی شہنی گل کی تلوار اور سپر پھولونکی ڈالی ہی
تن زار اپنا خار دیدۂ تصویر قالی ہی
مین ہند لاؤبالی ہون تو مست لاؤبالی ہی

| ١٤ | حسینون پر وزیر اپنا ہمیشہ دم نکلتا ہی<br>مرینگے دیکھہ کر تلوار اگر اوسکی ہلالی ہی | ١٦٣ |
|---|---|---|

نگہ کے جل بجے ہین تیر اور مژگان صف آرا ہی
نمایان ہین گیسو سے جو تیر اگوشوارا ہی
برنگ گل مرے زخم بدن جلنے ہین خندان ہین
حجاب آتا ہی جراحو نکو زخم دل دکھانے سے
ہمارا حال خفیہ لکھہ کے پونہچا تا ہی جانان کو
ہنسے جب برق چمکی جب بلی ستی گھٹا چھائی
کمال عشق تب ہو جب کنارے لگ کے رو دین ہین
تمنا ہی عبث دلکو ہمارے بات کرنیکی
بلا سے دیکھیے تشبیہ کیون زلف چلیپا کو
تعجب کچھہ نہین ہی تو جو آنکھین پھیرتے ہم سے

جسے سب تیر باران کہتے ہین وہ سکا نظارا ہی
منجم کہتے ہین یہ برج عقرب مین ستارا ہی
مرے قاتل نے ہنس ہنس کر جو تلوار مجھے مارا ہی
نگاہ شرمگین سے تیر کسنے دل پہ مارا ہی
رقیب روسیاہ اب اندنون قاصد ہمارا ہی
غرض ہر ایک عالم مین عجب عالم تمہارا ہی
نمد کہتے ہین جسکو بحر الفت کا کنارا ہی
وہان تنگی ہی جسکے سخن کا کب گذارا ہی
تمہارے سر پہ اہر شک سے مری یہ ہتھارا ہی
ہمارے بخت کا اہ ماہ گردش مین ستارا ہی

لکھا ہی کاغذ ابری پہ حال گریہ ای قاصد — زبانی کچھہ جو پوچھے کہیو خط سے آشکارا ہی

ترے ہر عضو پر ای ماہ رو ہی نور کا عالم — قبا مہتاب اگر ہی او سمن جٹ چاند تارا ہی

دل پر خون ہی شیشہ داغ حسرت ساغر ہی — نہین ہی تو جو ساقی اب ترغم مجلس آرا ہی

| ١٦٤ | رولایا ہی **وزیر** اسدرجہ شوق ہمکناری نے<br>کہ دریا چشم ہی اور چشم کا گوشہ کنارا ہی | ٩ |
| --- | --- | --- |

جو مجھہ خم گشتہ کی جانب تری مژگان صف آرا ہی — کریگی چاندماری ای صنم فوج نصارا ہی

گیا واعظ کو محو دخت رز لاکھہ افسون سے — پڑھے جن کو مرے ساقی نے شیشے مین اوتارا ہی

سر آنکھون سے کرین سجدہ جدھر ابرو ہلالی ہی — جدا کچھہ کفر اور اسلام سے مذہب ہمارا ہی

ترے قامت کی قمری سرو قد تعظیم کرتی ہی — مثال سایہ ہی وان سرو سجا تو خود آرا ہی

بیابان گرد ایسے ہین بگولا ساتھہ گردش نے — پس از مردن بگولا گنبد مدفن ہمارا ہی

ہوا ہی اوس پری کا جلوہ گر دل آئینہ افسون سے — سلیمانی قسم دیو کے شیشے مین اوتارا ہی

کوئی شمشیر ابرو کا بھی قاتل وا رہو جاتے — مژہ نے برچھی ماری ہی نگہ نے تیر مارا ہی

ہی عنقا دہن کو کہیے خط کو سایہ عنقا — دہن کو باندھیے عنقا نیا یہ استعارا ہی

| ١٦٥ | ہزار افسوس انروزون **وزیر** اک ماہ تابان کو<br>برنگ آسمان ہمنے بھی شیشے مین اوتارا ہی | ١٦ |
| --- | --- | --- |

کون جیتا ہی ای صنم مر کے — آؤ تو دیکھہ لین نظر بھر کے

شکر ہی ان بتون کے کوچے مین — لو نیچے ہین ہم خدا خدا کر کے

| | |
|---|---|
| سر کو ٹکراتے مین لحد مین ہم | لطف بھولے نہین ہین ٹھوکر کے |
| ساقیا چشم یار یاد آئی | دے مجھے ساغر اجل بھر کے |
| منہ دکھانے کا کسنے وعدہ کیا | منتظر ہین جو روز محشر کے |
| کیا بجھائی ہمارے دل کی لگی | صدقے اوس آبدار خنجر کے |
| اے جنون آپ کاٹ ڈالون سر | کہین گردن سے بوجھہ تو سرکے |
| دیکھیے دنکو رخ سے کیا ٹھہرے | زلف کے میہمان ہین شب بھر کے |
| کس خرابی سے کاٹی ہے شب ہجر | اب تلک ہم جیے ہین مر مر کے |
| یاد آیا چمن مین جب قد یار | صدقے ہونے لگے صنوبر کے |
| خاکساری مین نقش پا کیطرح | رہنما ہین ہر ایک رہبر کے |
| نامہ اوس طفل کو مگر پہنچا | کہ کبوتر وہان اوڑے پر کے |
| اے صنم ایک تو ہے غیرت گل | بخدا ورنہ بت ہین پتھر کے |
| ہین جو ابروے یار پیوستہ | خوب مصرع ہین دو برابر کے |
| نقشۂ یار کھینچ یون مانی | چاند کا منہ ہو دانت اختر کے |

| | | |
|---|---|---|
| ۱۶۶ | کرے طوفان بپا وزیر بحر<br>لکھون مضمون جو دیدۂ تر کے | ۲۰ |

| | |
|---|---|
| ایک عالم نے جبہہ سائی کی | اے بتو تمنے بھی خدائی کی |
| عاشقون کے لہو کی پیاسی ہین | مچھلیان اوس کف حنائی کی |

زلف پر پیچ سے جو دل الجھا
پیچ مین رخ پڑا صفائی کی

مرغ بے بال و پر ہون ای صیاد
آرزو ہی کسی رہائی کی

ای جنون دشت کو چلین گے ہم
ہی قسم اس برہنہ پائی کی

مرحبا ہمنے ایسا کر ڈالا
آئی جب گفتگو جدائی کی

پھر گیا یار گھر کے پاس آکر
بخت برگشتہ نے برائی کی

سیکڑون جامے تجھ پہ پھٹتے ہین
دھوم ہی تیری میرزائی کی

تجھسے تو ہمکو ای خم ابرو
تھی نہ امید کج ادائی کی

کو ہی قاتل کی راہ بھولا تھا
ای اجل تو نے رہنمائی کی

دل کہین اور ہمنے اٹکایا
بیوفاؤن سے بیوفائی کی

نہ گئے زاہدون کے پاس کبھی
صحبت رند نے پارسائی کی

شہر مین جاے گی ہری پاپوش
قدردان کیا برہنہ پائی کی

صاف ہی آئنہ تن پر نور
ہی ولیکن اسے خودنمائی کی

کاسۂ ماہ کیون نہو پرنور
برسون اوس کوچے کی گدائی کی

کعبۂ دل مین بھی مقام کیا
ای بتو تمنے کیا رسائی کی

خط کے آنے پہ بھی مکدر ہی
صورت اب کون سی صفائی کی

بال و پر بھی گئے بہار کے ساتھ
اب توقع نہین رہائی کی

کس کے کوچے کی راہ بھولا ہون
خضر نے بھی نہ رہنمائی کی

| ١٤ | شاہ کہلاتے ہر طرح سے وزیر<br>بادشاہی نہ کی گدائی کی | ١٦٧ |
|---|---|---|

ہمیشہ دل میں جو اپنے خیال زلف کاکل ہے ۔۔۔ تو سینے میں نفس ہر ایک موج بوئے سنبل ہے

فسان ہے سخت جانی میری تیغ ناقاتل کو ۔۔۔ کریان جتنا ہی ہر تیغ آزماؤں تو تغافل ہے

مجھے کچھ کچھ تو اپنے کوچے میں آنے نہیں دیتا ۔۔۔ وگرنہ ای ستم ایجاد ہر گلشن میں بلبل ہے

تری مینا کے گردن کی صفت کی جو ہر اک ساقی ۔۔۔ مری آواز کو کہتے ہیں سب آواز قلقل ہے

وہی دل ہے بھرا ہو نشہ جسمیں جام وحدت کا ۔۔۔ کہ ہر حبابی کا پتھر بزم میں شیشہ جو بے مل ہے

مری جو سوز غم سے جلکے ہو وہ نیکنام آخر ۔۔۔ چراغ مردہ کو اکثر یہی کہتے ہیں سب گل ہے

دیا سامان گلشن ہمکو ہجر رشک گلشن نے ۔۔۔ پریشانی ہے سنبل نالہ بلبل داغ دل گل ہے

لکھے میں وصف یا تنگ نرگس مخمور ساقی کے ۔۔۔ ہے خامہ گون مینا صریر خامہ قلقل ہے

بڑھا کر ربط کیونکر کم نہ منہ دکھلائے وہ مہرو ۔۔۔ ہوا جب ماہ کامل دن بدن اسکو تنزل ہے

بہاتی ہے کہیں بھی موج نقش بوریا خس کو ۔۔۔ نہ دے گا ناتوانوں کو رنج جو صاحب تحمل ہے

قطعہ

کہا اوس گل نے کل سامان گلشن میں بھی رکھتا ہوں ۔۔۔ جو عاشق ہے مرا نالوں سے وہ ہمچشم بلبل ہے

خط و رخسار و چشم و زلف دکھلا کر لگا کہنے ۔۔۔ یہ ریحان ہے یہ گل ہے اور یہ نرگس ہے یہ سنبل ہے

| ١٤ | خیال زلف جاناں میں جو رو دوں تو اوگے سنبل<br>وزیر آنسو مرا ہر ایک گویا تخم سنبل ہے | ١٦٨ |
|---|---|---|

جب سے آغوش سے جدا تو ہے ۔۔۔ میرے پہلو میں درد پہلو ہے

زلف سے ہم اوبھتے ای رخ یار — کیا کرین درمیان مین تو ہی

سیکڑون گھر ڈبو دیے پل مین — یہ وہ خانہ خراب آنسو ہی

کھینچی ہی جب سے ماہ نو نے شبیہ — آسمان پر دماغ ابرو ہی

رگ گل سے کمر ہی کچھ نازک — فرق دونو مین اک سر مو ہی

چھپ لیتا ہی دم مین وہ آنکھین — چشم بد دور کیا ہی بدخو ہی

دل ہی اک ماہ کی تجلی گاہ — اپنے غنچے مین یار کی بو ہی

صفحہ چرخ پر ہلال نہین — مصرع انتخاب ابرو ہی

چھان ڈالا تمام کعبہ و دیر — ای ہمارے خدا کہان تو ہی

کہتے ہین حق بتون کو سب کافر — بت تجھے کہتے ہین خدا تو ہی

فکر رہتی ہی بیت ابرو کی — ان دنون سر کو ربط زانو ہی

چمن رخ مین جا نہ مرغ نگاہ — جی کا جنجال دام گیسو ہی

قطعہ

غم نہین پھیری گر وزیر سے آنکھ — تو ہی خوش چشم کیا پری رو ہی

| ۱۶۹ | رہے آباد دامن صحرا<br>وان لڑانے کو آنکھین آہو ہی | ۱۱ |
|---|---|---|

ہماری اس وفا پر بھی دغا کی — قسم کھائی تھی او کافر خدا کی

وہ مشت استخوان ہون ای سگ یار — اگر کھائے تو سعادت ہی ہما کی

لب شیرین کا جو بوسہ لیا تھا — مزے اوسکے شکر بھی رہا کی

وفا سے مینے بھی اب ہاتھ اوٹھایا
قسم ہی مجھکو اپنے بیوفا کی

ہوی گر صلح بھی تو بھی ہی جنگ
ملا جب دل تو آنکھہ اوس سے لڑا کی

فقیرون کے قدم لیتے ہین سلطان
یہ ہی تاثیر نقش بوریا کی

تصور جب دھر گیا جب اوس مژہ کا
تو پھرون دل پہ برچھی سی لگا کی

خدا یون جسکو چاہے دے سعادت
وگرنہ سگ مین خصلت ہی ہما کی

نہین اوٹھتا ہی سر سجدے سے میرا
نگر ہی سجدہ گاہ اوس خاک پا کی

کہون جب مین کہ بے تیرے ہون مرتا
تو کہتا ہی وہ بت مرضی خدا کی

نہ آیا منتون سے یار جب دم
تو پھر کیا کیا اجل کی التجا کی

| ۱۷۰ | ولہ | ۱۵ |
|---|---|---|

ظاہر ہی شوق دید مرے جسم زار سے
تار نگہ بنا ہون غم انتظار سے

ہون مخمل شمع کام نہین برگ و بار سے
نکلین گے شعلے گل کی عوض شاخسار سے

از بس ہی ہمکو عشق رخ و زلف یار سے
رہتے اوٹھاتے ہین غم لیل و نہار سے

افزون برش مژہ مین ہی خنجر کی دھار سے
ابرو کی تیغ بھی ہین کم ذوالفقار سے

آئے گا کون گل جو خوشی ہو گی ای صبا
جھڑتے ہین پھول میرے چراغ مزار سے

مرجا ئین دود آہ اگر ضبط کرکے ہم
ہرگز دھوان نہ نکلے چراغ مزار سے

میکش وہ ہون کہ شیشے سے پیدا ہو جام جم
رکھتا ہون مین سندیہ دل و اعذار سے

ہوتا نہ ذکر رخ تو نکلتا نہ آفتاب
شب ہو گئی تھی تذکرۂ زلف یار سے

گرم خرام یار ہی اور اوسمین پیچ و تاب
او بھی کہین نہ موسے کمر زلف یار سے

مکھڑا پری ہی زلف سیہ سایۂ پری
خط رخ کے گرد کم نہین پر کے حصار سے

اوس گل بغیر سنگ سپر شگوفون کے تلک
آتی ہی یہ چمن مین صدا آبشار سے

مرنے پہ بھی نہ چھوٹنے وین سوے یار ہم
ہو خاک چشم غیر مین اپنے غبار سے

ہو مرہم سیاہ کی حاجت نہ زخم کو
ٹانکے اگر لگین تری کاکل کے تار سے

کافی خرام ناز ہی تلوار تو نہ کھینچ
دو گام چلنا کم نہین کچھ ذو الفقار سے

| ۱۷۱ | شاداب رہتے ہین یہ گل زخم اے وزیر<br>تیغ اونکی کم نہین رگ ابر بہار سے | ۱۴ |
|---|---|---|

زائل بہار حسن ہوی خط یار سے
اس باغ مین خزان نظر آئی بہار سے

گرتے ہین لخت دل مژۂ اشکبار سے
یان بجلیان برستی ہین ابر بہار سے

زنجیر مو قلم ہو جو تصویر بھی کھنچے
وحشت ہی مجکو سلسلۂ زلف یار سے

دریا کا گھاٹ ہجر مین تلوار کا ہی گھاٹ
پانی کی دھار کم نہین خنجر کی دھار سے

اٹکا ہین دل اوس سے جہان نخ رشک ہو
وہ گل ہین ہم چھوین جسے ہو ربط خار سے

اس بوستان بزم مین ہم نخل شمع ہین
آتی ہی یان خزان بھی عجب اک بہار سے

رسوا وہی ہی جو کہ نہ رسوائے عشق ہو
ہی عار مجکو ننگ سے اور ننگ عار سے

مژگان پہ اشک سرخ سے طرفہ بہار ہی
گل بھی کسی نے پھوٹتے دیکھے ہین خار سے

پاؤن کے بدلے آنکھون سے صحرا کو طی کرون
یاد مژہ فزون ہو اگر دید خار سے

فردوس مین تو حضرت آدم نہ رہ سکے
کیونکر نکالے جائین نہ ہم کوے یار سے

کہتا ہون کس خوشی سے وہ آیا مبر
اوٹھا اگر غبار رہ انتظار سے

گل سے ہزار درجے ہی بہتر وہ رشک گل
اس بات مین تو بحث کرون مین ہزار سے

لکھی ہی کسکی نرگس مخمور کی صفت
پڑھواؤن خط جام کسی بادہ خوار سے

مرجائین ہم جو تیر ادا ہو نصیب غیر
صیاد ہم شکار ہون تیرے شکار سے

| ۱۴۲ | ولہ | ۱۳ |
| --- | --- | --- |

دن ہو گیا نمود شب وصل کٹ گئی
اولٹی نقاب کیا مری قسمت الٹ گئی

مجنون سے کہدو کہتے ہین جوش جنون سے
آتے ہی فصل گل مری تصویر پھٹ گئی

کڑوے ہو مثال اگر انگبین سے دی
فرہاد شان کیا لب شیرین کی گھٹ گئی

تکلیف دست یار کو بار دگر ہوئی
افسوس ایک ہاتھ مین گردن نہ کٹ گئی

وہ تو مرے گلے نہ لگا لیکن ای جنون
زنجیر اوسکی میرے گلے سے چمٹ گئی

اوسنے نگاہ کرتے ہی بس آنکھ پھیر لی
برچھی لگی تھی سینے پہ لیکن اوچٹ گئی

کرتا ہی کیا اشارے یہ ابروے یار ہم
یارب سنون مین اونکی یہ نوکی کٹ گئی

بولا وہ سنکے شب مری ہجرانیونکا حال
کیسی یہ داستان تھی مری نیند اوچٹ گئی

شرمندہ صبح ہو گئی عارض کے ذکر سے
گیسو کا تذکرہ جو بڑھا رات گھٹ گئی

جسپر نگاہ کی اوسے بسمل ہی رکھا
جنبش جو دی مژہ کو تو اک صف الٹ گئی

مرتا ہون مین تو ٹلے اسے کہتے ہین حیا
تصویر یار سامنے سے میرے ہٹ گئی

| بیتابیون سے تیری تعجب ہو مجھے | | اے دل شب فراق مین چھاتی نہ پھٹ گئی |
|---|---|---|
| ۱۴۳ | کہتے ہین آسمان ہے یہ خاک اے وزیر<br>بیتابیون سے میری زمین کیا اولٹ گئی | ۱۹ |

چھانتا ہی خاک کیا تو گھر بنانے کے لیے
فکر رہنے کی نہ کر آیا ہی جانے کے لیے

اور کو کیا رنج دون راحت اوٹھانے کے لیے
ایک تنکے کو نہ چھیڑون آشیانے کے لیے

برق بھی بیتاب ہے میرے آشیانے کے لیے
ابر سے بھی پیشتر آتی ہے جلانے کے لیے

کام آئی مرغ گلشن کے مری کاہیدگی
لے گیا تنکا سمجھکر آشیانے کے لیے

اس چمن سے گل چلے بلبل گریبان پھاڑکر
ہے جنون تنکے جو چننے آشیانے کے لیے

ہمنے کیون مانگی تھی گلشن مین دعا جوش گل
اب جگہ ملتی نہین ہے آشیانے کے لیے

خاک ہون تو دانہ تسبیح ہو جا اے فلک
سو طرح کی گردشین مجکو دکھانے کے لیے

پھر ہی ہم تم سے ہی تم تھے محبت تھی وہی
صلح کر لیتے اگر آنکھین لڑانے کے لیے

ہون وہ غمدیدہ ہنسی کوئی تو مین رونے لگون
کچھ بہانا چاہیے آنسو بہانے کے لیے

سایہ پڑ جائے اگر زلف دراز یار کا
پھر کہون مین بھی تسلسل ہے زمانے کے لیے

ہون وہ دیوانہ کہ پیکر ہو وہ مجنون کی شبیہ
میری مٹی لین اگر لیلی بنانے کے لیے

پونچھی ہی شانے تلک کیا یار کی زلف رسا
درد کیون پیدا ہوا ہے میرے شانے کے لیے

جملہ تن ہے چشم نرگس یار تیری دید کو
گل ہمہ تن گوش ہین تیرے فسانے کے لیے

یون مری قسمت مین تھا پرواز کرنا یا نصیب
نوچتے ہین طفل پر میرے اوڑانے کے لیے

کون ہوگا تیرے تیرونکا نشانہ میرے بعد
خاک لیجانا مری تودہ بنانے کے لیے

بزم عالم مین کھڑا ہون پر چلا جاتا ہون نہین
سیکھ لی ہے شمع سے فی النار جانے کے لیے

کیون دل بیتاب کو دکھلایا خال زیر لب
دام مین مچھلی نہین آنے کی دانے کے لیے

ہو اگر سرگشتگی مین فکر تعمیر مکان
خاک اوڑا لائی بگولا گھر بنانے کے لیے

| ۱۷۴ | اب کسی گلرو کے دل مین کیجیے گھر اے **وزیر**<br>کیا چمن مین تنکے چنیے آشیانے کے لیے | ۲۱ |
|---|---|---|

پھر نکل آؤن لحد سے سر کٹانے کے لیے
بھیج دیکھو عمر رفتہ کو بلانے کے لیے

تنکے ای گل چن رہا ہون آشیانے کے لیے
آ تو ابرو کی تیغ سے بجلی گرانے کے لیے

اب تو میرے قتل پر بیڑا اوٹھانا چاہیے
نقد دل تمکو دیا ہے پان کھانے کے لیے

جسکو آتے دیکھتا ہون اے پری کہتا ہون مین
آدمی بھیجا ہو میرے بلانے کے لیے

تا نہ میری آہ و نالون کا نشانہ چوک جاو
پر ہما کے لاؤ تیرون مین لگانے کے لیے

اوٹھ گئی بعد اپنے رسم نامہ و پیغام بھی
رہ گئی باد صبا یان خاک اوڑانے کے لیے

ہو کے کاہیدہ موا ہون سبزۂ رخسار پر
لاش میری کہار آئے اوٹھانے کے لیے

ہو اگر جراح واقف میرے شوق قتل سے
جاے مرہم آئے تلوارین لگانے کے لیے

دست جانان مین ہون مثل طائر رنگ حنا
شاخ گل کیا چاہیے اب آشیانے کے لیے

جا کے میرے پاس پھر آیا نہ وہ جان جہان
سیکھ لی کیا شمع سے فی النار جانے کے لیے

چاہیے غم کی عوض شادی کرین اہل عزا
مار ڈالا مجکو قاتل نے جلانے کے لیے

روئے ہم فرقت مین دریا کیا ہی آئی مراد
یار آیا ناؤ منت کی چڑھانے کے لیے

میری تربت پر اگر دو پھول لانا خار تھا
آ نکلتے تم کبھی تیوری چڑھانے کے لیے

خواب آئے بستر مخمل پہ سو یہ ہی خیال
ہو کسی الو کا تکیہ نیند آنے کے لیے

دی بھوؤن کو اوسنے جنبش اب کوئی بچتا ہو کہین
ابر ہی تلوارین چلین بجلی گرانے کے لیے

ہی ابھی جرئت باقی زخم کھانے کی ہوس
باڑھ کا ڈو امنگا مت ٹکے لگانے کے لیے

ہو بپا طوفان ای جلاد آب تیغ سے
میرے آنسو لے جو تلوارین بجھانے کے لیے

لیکے میرے دشت سے مٹی کیا مجنون کو خلق
خاک کوے یار لی لیلی بنانے کے لیے

کاشہ سر ہاتھ مین لیکر مین نکلون قبر سے
اب بھی گر ساقی بلائے مے پلانے کے لیے

برق پھر چمکی گرونگا پھر تڑپ کر خاک پر
پھر اوٹھا ابر شب فرقت رولانے کے لیے

| ۱۷۵ | چشم تر مین یون خیال خال رخ ہی ای وزیر<br>آ گئے ہندو جیسے دریا مین نہانے کے لیے | ۱۳ |
|---|---|---|

ترے رخ کا کسے سودا نہین ہی
گل لالہ تلک صحرا نشین ہی

پھرا ہی آپ وہ مہرو ہمارا
ترا ای آسمان شکوہ نہین ہی

کہین ایسا نہو اوٹھے نہ تلوار
یہی ڈر ہی کہ قاتل نازنین ہی

نہ پوچھو میرے آنسو تم نہ پوچھو
کہیگا کوئی اسکو خوشہ چین ہی

اوب سے پا برہنہ پھرتے ہین ہم
جنون فرش الٰہی یہ زمین ہی

برا سب دشمنون کا چاہتے ہین
مین خوش ہون جیسے دل اندوہگین ہی

رہے مضمون غم کس طرح اس مین
ہمارا گھر ہی یا بیت حزین ہی

جہان ہی جلوہ گر وہ غیرت ماہ
الٰہی آسمان ہی یا زمین ہی

بنایا تجھکو ایسا خوب صورت
کہ نازان تجھ پہ صورت آفرین ہی

مین عشق زلف مین اعضا بھی دشمن
ہمارا ہاتھ مار آستین ہی

نہ نکلا بے ترے مین گھر سے باہر
نگہ تک چشم مین خلوت نشین ہی

فلک جو چاہے ہمپر ظلم کر لے
ابھی تو ضبط آہ آتشین ہی

۴۶

پڑا ہی تفرقہ بیتابیون سے
وزیر اب مین کہین ہون دل کہین ہی

۱۹

شانہ مین پیچ سے اون زلفونکا جو بن دیکھے
پاؤن ہم چھو نہ سکین ہاتھ برہمن دیکھے

جیب صد چاک کرے جو ترا دامن دیکھے
خواب کم آئے جو کمخاب کی چکن دیکھے

سمجھے خورشید جو تیرا رخ روشن دیکھے
ہو گمان خط شعاعی کا جو چلمن دیکھے

جان دے گال جو گورے وہ فرنگن دیکھے
کہین قتل ہو مژگان کی جو پلٹن دیکھے

ٹوٹی ہین اوس بت بیدین پہ بہت تسبیحین
سیکڑون سبحہ صد دانہ کے خرمن دیکھے

کہے انجیل مسیحا پہ ہوئی ہی نازل
دیکھکر لب جو خط یار فرنگن دیکھے

گر پڑے پھولونکے خرمن پہ یکایک بجلی
ناز سے ہنسکے جو تو جانب گلشن دیکھے

داغ سوزان مرا آتا ہی نظر چھاپے سے
آکے پروانہ چراغ تہ دامن دیکھے

بوے گل رہتی ہی پوشیدہ قبائے گل مین
کیا تن زار کو یہ پیرہن تن دیکھے

طائر رنگ ہون بلبل نہ سمجھ اے صیاد / مین جو اوڑ جاؤن نہ کوئی سو گلشن دیکھے

دہن یار مین مستی کی او داہٹ دیکھی / چمن ملک عدم مین گل سوسن دیکھے

ترک خونریز ہین آنکھین تو نگہ ہے سفاک / ایک کیا آپ کو دیکھا کئی رہزن دیکھے

شاخ گل سیخ گل اخگر ہون عنادل ہون کباب / نگہ گرم سے گر تو سوے گلشن دیکھے

سر کہین ہاتھ کہین پاؤن کہین دفن ہوے / ایک عاشق کے تمہارے کئی مدفن دیکھے

سیمبر مرغ نگہ سونے کی چڑیا ہو جاے / آنکھ اوٹھا کر جو طلائی ترے جوشن دیکھے

رخ کو قرآن کہے زلف سیہ کو کالی / نکہ سے شیخ تو چیلے سے برہمن دیکھے

چار نعل آپکے شبدیز کے ہین چار ہلال / چاندنی سمجھے جو گرد سم توسن دیکھے

آنکھین نرگس تری گلگونکی ہین چوٹی سنبل / نظر آجاے چمن جو ترا توسن دیکھے

| ۱۷۷ | چمن کوچہ دلدار مین رہتا ہون وزیر<br>دم پھڑک جاے جو بلبل مرا مسکن دیکھے | ۲۴ |
|---|---|---|

ہو رہائی ضعف کی تاثیر سے / نکلین ہم مثل صدا زنجیر سے

کیا لہو چھوٹے تری شمشیر سے / جو ہرا وسکے کم نہین زنجیر سے

دل نہ مانگو عاشقان پیر سے / مچھلی کب ہاتھ آئی جوے شیر سے

کہتے ہین وہ لے کے دل مجھ پیر سے / مچھلی ہاتھ آئی ہے جوے شیر سے

اے جنون بیتابی کی تاثیر سے / برق نکلے دانۂ زنجیر سے

ابرو پر خم عرق افشان ہوی / بہ چلا پانی تری شمشیر سے

کیا کہون قاصد لکھون کیا شوق وصل
ہے فزون تقریر سے تحریر سے

بند ہے گیا مین وحشی نازک مزاج
موج بوے زلف کی زنجیر سے

گر نہین ساقی تو قاتل لاے گا
جام طاق ابرو شمشیر سے

نرم ہے کیسا تیری ابرو کی کمان
کھنچ رہی ہے خانۂ تصویر سے

تشنہ لب ہون تیر باران کیجیے
پانی گر دیتے نہین شمشیر سے

باتین کرتا ہون کوئی سنتا نہین
خامشی بہتر ہے اس تقریر سے

ماہ کی کیا قدر پیش آفتاب
جام مے بدلون نہ جام شیر سے

یون کرینگے تیری ابرو کی صفت
مانگ لینگے ہم زبان شمشیر سے

رزق چاہا چرخ سے نادان تمیز
شیر مانگا دایۂ بے شیر سے

بل بے ذوق وصل و فرط اتحاد
خون نہ چھوٹا یار کی شمشیر سے

بنگئی اونکی نگہ تیغ قضا
تیر نے مارا ہمین شمشیر سے

آتش گل کے لکھون مضمون گر ہم
پھلجھڑی خامہ بنے تحریر سے

اشتیاق سر مین تڑپے اسقدر
ہو گئے جوہر جدا شمشیر سے

قدر نعمت ہوتی ہے بعد زوال
پوچھیے لطف جوانی پیر سے

زلف اگر رخ سے ہٹا دو تو کہون
چھوٹے یوسف خانۂ زنجیر سے

کم نہین شب سے مرا روز سیاہ
کیا ہو فرصت نالۂ شبگیر سے

کیون نکرار باب تعلق پھرتے ہین
فیل چل سکتے نہین زنجیر سے

| ۱۷۸ | ہجر مین مرتا نہین مین اے وزیر<br>منفعل ہون موت کی تاخیر سے | ۱۶ |
| --- | --- | --- |

بخت ہی تیرہ خط تقدیر سے — جیسے کاغذ ہو سیہ تحریر سے

کیا چھٹے وہ نوجوان مجھ پیر سے — مل کے شکر کب جدا ہو شیر سے

گوشہ گیرونکو کیا ابرو نے قتل — اس کمان نے توڑ سیکھا تیر سے

آہ آتش بار ہی تیر شہاب — شعلے بنکر نکلے پاس تیر سے

ایک کو دو کر دکھائے آئنہ — گر بنا تیغ آہن شمشیر سے

آب رنگین سے برگ گل خجل — منفعل ہی بوے گل تقریر سے

چھٹ گیا ہی ہاتھ سے دامان یار — جیب پھاڑون دست انگیر سے

کیا عجب پیدا کرے وحشت مری — بید مجنون واثہ زنجیر سے

قلقل مینا ہی ساقی کی صدا — مے ٹپکنے لگتی ہی تقریر سے

کھیل پر اوس طفل کے مرتا ہون مین — قتل کرتا ہی گلے شمشیر سے

تمکو دکھلا کے تماشا دل لبھائے — نکلے ہین پتلے دیدۂ تصویر سے

ہین دہکتے داغ انگارون کیطرح — پھاہی او تر ہین کیون نہ آتش گیر سے

لائیے مرغ جنون کو دام مین — لیجیے دانے مری زنجیر سے

نام رکھا چرخ نے طوق بہار — لیکے اک حلقہ مری زنجیر سے

کیا رخ رنگین نے حیران کر دیا — کم نہین گل بلبل تصویر سے

| ۱۷۹ | جام سان چلیے جو وحشت مین وزیر<br>آسے قلقل کی صدا زنجیر سے | ۱۷ |
|---|---|---|

لال ہین آپ ہی لب سرخی پان دور رہے — ناز کی کہتی ہو یہ بار گران دور رہے

گھر کیا دلمین ترے پر غم دوری نہ گیا — اب بھی کہتے ہین کہ ہم جلکے کہان دور رہے

ساقیا ہجر مین کب ہی ہوس گفت و شنید — ساغر گوش سے مینائے زبان دور رہے

میرے ہوتے تو بچھا سکتے نہین غیر کو پاس — یہ خیال آپکے دلسے مری جان دور رہے

پھول بھر بھر کے گلابی مین پلاتا ہی مجھے — چمن محفل ساقی سے خزان دور رہے

استخوان تک مری کیا آئے ہما ناوک — جب خدنگ نگہ داغ کمان دور رہے

یاد ابرو جو نہو آہ نہ منہ سے نکلے — تیر کسطرح لگاؤن جو کمان دور رہے

مژۂ کج کیطرح سے رخ ناوک پھر جائے — وہ نشانہ ہون کہ تیر کمان دور رہے

میرے پہلو مین ہمیشہ رہے سفاک کا تیر — ایسے محبوب سے آغوش کمان دور رہے

ہو چکا صید مرے بعد ابھی اور کوئی — شست سے تیر تو چلے سے کمان دور رہے

شمع فانوس کی تصویر بنا دی ضعف — پیرہن جسم سے اور جسم سے جان دور رہے

چھوڑکر کعبہ و بتخانہ گئے تا در دوست — منزلین قطع ہوئین سنگ نشان دور رہے

شور محشر ہی بپا وعدۂ دیدار بھی ہی — نہ کرے آج سبک خواب گران دور رہے

چوسنے مین مسی لب کے دعائین مانگین — کالے مرہم سے نہ یہ زخم دہان دور رہے

طوق قمری سے بھی ہی تنگ تر آغوش کنار — کیون نہ آغوش سے وہ سرو روان دور رہے

| | | |
|---|---|---|
| جنس دل وہ ہے نہ جا کر سر بازار بکے | | مشتری راہ میں پیدا ہو دکان دور رہے |
| ۱۸۰ | جب کہوں حال جدائی کوئی سمجھے نہ وزیر<br>حرف سے حرف سخن وقت بیان دور رہے | ۱۳ |
| کانٹے پڑ جائیں ہنسے جو زبان دور رہے | | خون تھوکے جو دہن سے وہ دہان دور رہے |
| عشق بازی کا حسینوں کو یہ لپکا ہو جائے | | چاندنی خاک پہ لوٹے جو کتان دور رہے |
| جنبش لب سے کہے اونکی نزاکت بس بس | | حرف مطلب سے ابھی نوک زبان دور رہے |
| لے اڑا ایسا ہی مجھے اے مری بیتابی دل | | گرد سان قافلہ تاب و توان دور رہے |
| بدماغی سے وہ گلگشت چمن کرتے ہیں | | غنچے منہ بند رکھیں بوسے دہان دور رہے |
| خط کی تائید سے دل چاہ ذقن سے نکلے | | کبھی اس کانٹے سے یارب نہ کنوان دور رہے |
| چار ابرو کا صفایا جو کریں ہم آزاد | | چار جوہر سے بھی آئینہ جان دور رہے |
| دوست بن بن کے عدو قتل کیا کرتے ہیں | | پنبۂ ماہ سے بھی داغ کتان دور رہے |
| شب فرقت میں جلاؤں میں اگر ہجر نصیب | | شمع سے شعلہ تو شعلے سے دھوان دور رہے |
| دست بے فیض سے ہو پیر و جوان کو نفرت | | قبضۂ شل سے سدا تیر و کمان دور رہے |
| عمر بھر کوچۂ جانان میں پونہچنا ہے محال | | جب تلک جیتے ہیں گلزار جنان دور رہے |
| چور ہو جاؤنگا میں نشے ہی سے نازکئ دل ہوں | | ساقیا پھول بھی ہے بار گران دور رہے |
| ۱۸۱ | دو دو خط یار کا قرآن کی سورہ ہے وزیر<br>کس طرح مصحف عارض سے دخان دور رہے | ۱۸ |

| | | |
|---|---|---|
| ہر نقش درم جو نقش پا ہے | | آپ آئے تو گھر درم سرا ہے |
| دل جلوہ ترا دکھا رہا ہے | | شیشہ بہ مرا پری نما ہے |
| سلطان جہان ہے جو گدا ہے | | تیمور ہر اک شکستہ پا ہے |
| انسان بھی قدرت خدا ہے | | کیا سنگ کو بت بنا دیا ہے |
| شیرین ہے دہن کرو شکر خند | | ہنسنے مین تمھارے اک مزا ہے |
| مضمون پروانے بنکے آئین | | شبدیز قلم چراغ پا ہے |
| یاران گذشتگان سے ہے انس | | زندہ مردون پہ مر رہا ہے |
| آیا نہین خود فروش ایسا | | گویا مجھے مول لے لیا ہے |
| وہ رشک بہار و غیرت گل | قطعہ | گلگشت چمن کو جو گیا ہے |
| گلزار ہوا ہے پانی پانی | | بلبل پانی کا بلبلا ہے |
| جو چاہیے عشق مین کیا وہ | | ہم مر گئے کہیے مرحبا ہے |
| ہے جھوٹھ کہون جو راست ہے قد | | یہ توسن حسن الف ہوا ہے |
| منہ جسنے دیا وہ رزق دیگا | | گویا یہ وہان آسیا ہے |
| توبہ کا نہ در ہو بند یارب | | جب تک در میکدہ کھلا ہے |
| ہے شیشۂ سبز گرم قلقل | | طوطی ہستون کا بولتا ہے |
| کیا جسم ہے صاف اوس پری کا | | گویا قد آدم آشنا ہے |
| بیگانہ کوئی نظر نہ آیا | | آئینہ بھی صورت آشنا ہے |

| ۱۹۲ | کیا خوف گزند وزیر کو ہو<br>حامی سلطان انبیا ہے | ۱۱ |
|---|---|---|

| | |
|---|---|
| رنگین لب لال کی صدا ہے | کیا خوب یہ لال بولتا ہے |
| سنبل گلشن مین کہہ رہا ہے | یکتا ہے وہ زلف گو دوتا ہے |
| ہم وحشیون کا کبوترا ہے سرو | قمری کیطرح سے طوق پا ہے |
| آ پونہچا ہے اوڑکے استخوان تک | ناوک مین مگر پر ہما ہے |
| دلنے کی طرح سے پیس ڈالا | کیا گردش بخت آسیا ہے |
| کیا آنکھون مین اوسکی مین سبک ہون | نظرون مین وہ مجھکو تولتا ہے |
| یوسف جو کہا او نہین تم بولے | کیا آپنے مول لے لیا ہے |
| آئی ہے بہار کیا جو ساقی | شیشے مین پھول بھر رہا ہے |
| پونہچے مرے ہاتھ تک تو جانون | تم کہتے ہو زلف کو رسا ہے |
| نکلے نہین رات کو ستارے | شبدیز فلک چراغ پا ہے |

| ۱۹۳ | ایسا مین گھلا وزیر غم سے<br>خار کف پا مرا عصا ہے | ۶ |
|---|---|---|

| | |
|---|---|
| کیا سنگ رزق خوش ہو اگر یاد عید ہے | یان بستگی قفل کی باعث کلید ہے |
| گھر پونہچے ہین لحد اسے کتنا بعید ہے | یارو جواب نامہ نہین ہے رسید ہے |
| خط دیکھلو وزیر بہت شوق دید ہے | لکھا ہے پشت لب پہ دہن ناپدید ہے |

دکھلاو زلف ورخ تو خوشی ہو کے ہین کہون
یہ شب شب برات یہ دن روز عید ہے

لب وا جو ہو گئے تو در خرمی کھلا
قفل دہن کو موج تبسم کلید ہے

قاتل بجاے گل تو چڑھاوے حسین ہند
یہ کربلاے عشق یہ قبر شہید ہے

| ۱۸۴ | وله | ۹ |
|---|---|---|

اوٹھتا ہے جاے شعلہ دھوان لالے داغ سے
تاریک ہو گیا ہے مرا گھر چراغ سے

پیدا کرینگے داغ جگر دل کے داغ سے
گل لین گے ہم چراغ کو روشن چراغ سے

بلبل ادھر قفس سے چھٹی تو ادھر پھنسی
گلدام موج نکہت گل لائی باغ سے

ہو جاے وجد دیکھے اگر استخوان مرے
پتلی نکل کے رقص کرے چشم زاغ سے

ہے ہم قدم کے ساتھ یہ گردون کی کجروی
اوترو مسیح ایسے خر بید ماغ سے

کیا ہجر مین ہے مونس و دلسوز داغ دل
دلکو فروغ ہے پھول سے شب کو چراغ سے

گریان تری گلی سے ہم اے رشک گل چلے
جاتے ہین موتی جھیل لیے عیش باغ سے

وہ نالہ کش ہون بعد فنا استخوان مرے
مثل صدا نکل گئے منقار زاغ سے

دیکھا دہن کو خندۂ دندان نما سے رات
گم لعل تھا ملا گہر شب چراغ سے

| ۱۸۵ | وله | ۹ |
|---|---|---|

لذت درد سراپا مجھے حاصل ہو جاے
آرزو ہے کہ ہر اک عضو بدن دل ہو جاے

وہی بیتابی وہی درد سے حاصل ہو جاے
ہاتھ جس عضو پہ رکھدو وہ ابھی دل ہو جاے

لطف پامالی دل یار کو حاصل ہو جاے
پاؤن رکھے وہ جہان نقش قدم دل ہو جاے

| | |
|---|---|
| ہم اسیرون کی طرف آئے اگر نکہت گل | پیچ پڑ جائین کچھہ ایسے کہ سلاسل ہوجائے |
| خون عشاق سے ہوتے جو لگاتے مہندی | یار کا ہاتھہ بھی بندہ جانے کے قابل ہوجائے |
| آئے بے پردہ جو لیلا سے خیال جانان | دل یہ بالیدہ خوشی سے ہو کہ محمل ہوجائے |
| کوچہ زلف ہی کچھہ مصر کا بازار نہین | آئے یوسف جو ادھر قید کے قابل ہوجائے |
| چال افتادگی اشک سے سیکھی ہمنے | لغزش پا سے ابھی قطع منازل ہوجائے |
| فاتحے کو جو وہ بت ہاتھہ رکھے مرقد پر | ہو یہ بالیدہ انگوٹھی کا نگین سل ہوجائے |

| | | |
|---|---|---|
| ١٨٦ | وله | ٥ |

| | |
|---|---|
| کاکل جو اوسکے شعلہ رخ سے سرک گئی | کالی گھٹا مین جہان یہ بجلی چمک گئی |
| پونچی نہ اوسکے کان تلک آہ نارسا | کیا فائق زمین سے اگر تا فلک گئی |
| ٹکڑے ہوئے ہمارے گریبان صبر کے | انگڑائی مین جو یار کی چولی مسک گئی |
| سینے جو آہ سرد بھری اوسنے ہنس دیا | گل کی کلی نسیم سحر سے چٹک گئی |

| | | |
|---|---|---|
| ١٨٧ | بعد از فنا جو قبر پہ آئے وہ اے وزیر<br>پونچانے اونکو روح مری دور تک گئی | ٩ |

| | |
|---|---|
| پردہ کدورتون سے کیا آج یار نے | دیوار گرد کھینچی ہے دل کے غبار نے |
| چھینٹا چمن مین یہ مژہ اشکبار نے | آخر لہو دیا رگ ابر بہار نے |
| گلشن مین کیا اشارہ کیا خال یار نے | افیون باغبان کو دی کوکنار نے |
| دکھلائی نے سواری لڑکپن مین یار نے | دوڑایا اپنے پاؤن سے گھوڑا سوار نے |

رفعت دکھائی کوچۂ گیسوے یار نے
لی راہ آسمان کی زمین تتار نے

کانٹا چبھا جو پاؤنہین سمجھا ضعف سے
سولی پہ مجکو کھینچ دیا نوک خار نے

پانی نہین یہ آپ کے عاشق کا ہی لہو
کیون خون پیکے کوڑی دکھائی کٹار نے

پھینکا جو سینے اپنا گریبان پھاڑکر
دامن لیا سمیٹ شب ہجر یار نے

| ۱۸۸ | دیکھین جو ای وزیر مری بیقراریان<br>کی آرزوے صبح شب انتظار نے | ۲۰ |
|---|---|---|

موڑے کہ نہ ڈے بادۂ اطہر تو نہین ہی
کچھ پیر مغان ساقی کوثر تو نہین ہی

کچھ معجزہ ختم آپ کے لب پر تو نہین ہی
عیسی ہی تو ہوا اپنا پیمبر تو نہین ہی

جب میان سے نکلی تو رُئے لمین ہمانی
تلوار تری روح دو پیکر تو نہین ہی

قاتل ہی گمان معجزہ شق قمر کا
جوزا کیطرح تیغ دو پیکر تو نہین ہی

میخانے کو سجدہ کیا ہی کعبے نے جھکر
اوس چشم پہ ابروے نگون سر تو نہین ہی

داغ اوس کیان تھے یہ گلی عمر کے بھر آہی
بھیجا تھا جسے یہ وہ کبوتر تو نہین ہی

پیری مین جوانو نسے طون جھکے مین کیون کر
قامت شجر خشک ہوا تر تو نہین ہی

ہی سرمے کا دنبالہ تری آنکھ مین ساقی
ساغر سے ترے موج یہ باہر تو نہین ہی

مین آنکھین بچھاؤن وہ شہ حسن اگر آے
درویش ہون آزاد ہون بستر تو نہین ہی

منہ اوسکو دکھاؤگے تو مین ٹکڑے کرونگا
آئینہ ہی کچھ سد سکندر تو نہین ہی

اوراق خلائق نظر آتے ہین پریشان
یہ دفتر عالم کہین ابتر تو نہین ہی

کیون دیکھتا ہون وصل مین نہ اب شب وقت
سرخاب کا تکیے مین کوئی پر تو نہین ہی

او طفل جو کہتا ہی بُری آنچ ہی اسکی
چھوٹا سا ترا نیمچہ اخگر تو نہین ہی

کس شوق سے آیا ہی گل زخم کی جانب
اس تیر مین بلبل کا کوئی پر تو نہین ہی

قبضے کی کٹوری مین ہی تلوار کا پانی
اب باڑھ پہ آب اسکی ستمگر تو نہین ہی

خالی ہو تو از خود عرق شرم سے بھر جائے
منت کش ساقی مرا ساغر تو نہین ہی

عریانی کے جامے کا گریبان بنا ہی
بیکار گلے پر ترا خنجر تو نہین ہی

کہتے ہو مجھے خواب مین معراج ہوئی ہی
جبریل کا تکیے مین کوئی پر تو نہین ہی

کیون اوٹھ گئے پلے صف مژگان کج ادا
فرمائیے بھاگا ہوا لشکر تو نہین ہی

رسوا نہ کریگا تمھین یہ دیدۂ حیران
پر آب ہی آئینہ صفت تر تو نہین ہی

| ١٨٩ | وله | ١٣ |
|---|---|---|

تم جو پتھر اٹھا کرو کور بھی بینا ہو جائے
منہ پہ پتھر جو لگے آنکھ کا ڈھیلا ہو جائے

گریبان کیجیے جوبن یہ زیادہ ہو جائے
نکل آئے جو عرق حسن کا دریا ہو جائے

گردش چشم کا تیرے اثر ایسا ہو جائے
گرد اوڑے پائے نگہ سے تو بگولا ہو جائے

ذبح کرنے مین جو ہو ڈر تری رسوائی کا
رنگ اوڑ جائے ابھی خون پسینا ہو جائے

سرمہ دینے مین نکل آئین جو تیرے آنسو
ہر گل اشک ابھی نرگس شہلا ہو جائے

چشم مخمور سے دیکھے جو وہ کعبے کو
مو سے محراب کا لبریز پیالا ہو جائے

پھنک رہا ہی یہ مرا جسم اگر دیکھے نبض
کف عیسی ابھی جل کر کف موسا ہو جائے

فشاے مین پانون جو تم سبزۂ تر پر رکھو
ہو یہ پالیدہ ابھی صورت مینا ہو جاے

حال کچھ اونکے تلون کا نہ مجھسے پوچھو
عکس جس گل پہ پڑے وہ گل حنا ہو جاے

رنگ کندن سا تمھارا ہی عجب کیا ہی اگر
طوطی سبزۂ خط سونے کی چڑیا ہو جاے

تم جو اک ہاتھ لگاؤ تو مین ایسا خوش ہون
ابھی دو ہاتھ کا اے جان کلیجا ہو جاے

سُرمگین آنکھ کی گر یاد مین پتھرا جاے
سنگ سرمہ یہ مری آنکھ کا ڈھیلا ہو جاے

| ۱۹۰ | در دندان نبی سے جو رولاے الفت<br>اے وزیر اشک ہر اک عرش کا تارا ہو جاے | ۷ |
|---|---|---|

دیکھکر مجھ زار کا مردہ وہ بولے ناز سے
غش نہ آیا ہو شکست رنگ کی آواز سے

کیا نزاکت ہی ہوا صدمہ خرام ناز سے
آ گیا غش پار کو خلخال کی آواز سے

دیکھنے والون مین تیرے وہ بہت اچھے رہے
قتل کر ڈالا جنھین تیغ نگاہ ناز سے

چاند کے ٹکڑے ترے تلوے ہین اور خورشید رو
چاندنی نکلے نہ کیونکر فرش پا انداز سے

دسد دوری اوس دہن کیطرح پوشیدہ رہے
چاہیے اے دل جگر واقف نہو اس راز سے

تیرے دیوانے کو ایسا شور سے ہے ننگ آگے
پانون تک واقف نہین زنجیر کی آواز سے

پڑ گئے کانون کے پھٹے جاتے ہین بلبلے فرط ضعف
ناک مین دم ہی شکست رنگ کی آواز سے

| ۱۹۱ | ولہ | ۸ |
|---|---|---|

اے جان تو ہو دور تو کسطرح کل پڑے
نزدیک ہے کہ منہ سے کلیجہ نکل پڑے

کرتے ہو ذکر میرے دل بیقرار کا
منہ سے کہین نہ بات نہ باہر نکل پڑے

دامن ترا پکڑنے کو مضطرب ہوے
ہاتھ اپنے آستینون کے باہر نکل پڑے

ہوتا ہی انس اوسکو نکو لڑکون سے وہی
او طفل تجکو دیکھکے آنسو نکل پڑے

پھنسنا تھا دل کو گیسو پیچان مین پھنس گیا
قسمت مین ہو جو پیچ تو کیونکر نہ بل پڑے

ایسا کسی کو شوق شہادت نہوے گا
گردن جھکاؤن تیغ جو اوسکی اوگل پڑے

لکھنے لگا حقیقت گریہ جو یار کو
میری طرح قلم کے بھی آنسو نکل پڑے

باتین جو جبکی جسکی سنی میرے یار کی
زاہد کو کیا ہو اوسکا فرشتہ پھسل پڑے

۱۹۲ ولہ ۵

اوسکی تلوار کے رومال کا پھاہا تو نہین
آب شمشیر کی تاثیر جو تیزاب مین ہی

چشم خونریز مین سرمے کا نہین دنبالہ
اپنی نظرون مین ہرن کیف قصاب مین ہی

ناز سے آنکھ اگر بند وہ کر لیتے ہین
کہتے ہین فتنہ بیدار ابھی خواب مین ہی

گر پڑے ہین مگر آنکھون سے مری گرم آنسو
کرہ نار کا عالم کرہ آب مین ہی

میٹھی نظرون سے مجھے دیکھکے کین آنکھین
زیب دیتا ہی کمون یار شکر خواب مین ہی

ولہ

ہوا ہی عشق تازہ ابتداے آہ ہوتی ہی
مبارک طفل دل کی آج بسم اللہ ہوتی ہی

ملا جب درہم داغ جنون گھبرا کے دل بولا
یہی کیا عشق کی سرکار مین تنخواہ ہوتی ہی

بیان کرتا نہین دل صحف ابروے مخطط کا
خدا کے گھر مین تفسیر کلام اللہ ہوتی ہی

فروغ اپنا سوا ہوتا ہی ظالم چرخ گردان سے
جو دل جلتا ہی روشن اور شمع آہ ہوتی ہی

| ۱۹۳ | غزل در نعت سرور کائنات | ۶ |
|---|---|---|

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین سے بے بحقیقت و مجازا عربی

گشت خورشید فلک شہرۂ جان بخشی تو
آمدہ عیسی مریم سپے دربان طلبی

ہجر تو مرگ وصال تو حیاتست حیات
جسم را جانے و جانانے و عیسی لقبی

گر بگویم کہ ایازے و خدا محمود ست
بسر عشق کہ این ہم ہو دبے ادبی

یا حبیبی ارنی گفت خدا مثل کلیم
حق پسند این چہ جہالست با ین بوالعجبی

بروای خضر دلم تشنۂ دیدار کسی ست
نخورم آب بقا جان دہم از تشنہ لبی

## متفرقات

مر گئے ہم وہ روانہ ہو گئے
رات بھر جاگے تھے دنکو سو گئے

قتل بے شمشیر او ظالم کیا
آنہ دکھلا دیا دو ہو گئے

یا علی تم اور نبی تو ایک ہو
چشم احول مین مگر دو ہو گئے

## ولہ

ذکر ابرو کی زبان عادی ہوئی
بات سیدھی بھی جو کی ٹیڑھی ہوئی

بے ہوا اوڑنے لگا مشت غبار
طبع اپنی خاک کی بادی ہوئی

سوکھکر کانٹا ہوا دست جنون
خار دار اب ہاتھہ کی ہتھیلی ہوئی

## ولہ

زرو یاز ور دیا مال دیا گنج دیے
اہے فلک کونسی لحت کی عوض رنج دیے

ای بتو خوبی قسمت ہے گلا کیا تم سے
کیون نہون کوچۂ محبوب مین عاشق نالان
جسنے راحت تمھین دی ہی اُسنے ہمین رنج دیے
اس گلستان کے ہین مرغان نوا سنج دیے

ولہ

رفعت طلب ایسا ہون ابھی چین نہین ہے
بے تیرے مجھے دید کا کچھ شوق نہین ہے
آزردہ جو تم ہو تو خفا کون نہین ہے
پونہچا ہون وہان مین کہ فلک ہے نہ زمین ہے
تو پردہ نشین ہے تو نگہ گوشہ نشین ہے
آئینہ بھی پرتو سے مرے چین بجبین ہے

ولہ

جسطرف تم ہو اودھر سر مرا جانا ہو جاے
یار جاتا ہے کہو دل بھی روانا ہو جاے
کیجیے مجھ پہ نگہ غیر مرے جیتے جی
پائینتی قبر کی بیٹھو تو سرھانا ہو جاے
ساتھ اچھا ہے اگر ویسے مین جانا ہو جاے
تیر مین آپکے کھاؤن وہ نشانا ہو جاے

ولہ

دیکھ پچتاے گا او بت مرے ترسانے سے
وہ مسیحا جو چلا ہاتھ چھڑا کر شب وصل
اوٹھکے کعبے کو چلا جاؤنگا بتخانے سے
نبضین بھی چھوٹ گئین ہاتھ کے چھٹ جانے سے

ولہ

ہجر مین اک ماہ کے آنسو ہمارے گر پڑے
پھینکی تھی زاہد نے کل شیشے کی گردن توڑ کر
آسمان ٹوٹا شب فرقت ستارے گر پڑے
آج سنتے ہین کہ مسجد کے منارے گر پڑے

ولہ

صحرا کیے ہین پیدا ابر ھکر غبار دل نے   پھینکا ہی دور ہمکو اس دشت متصل نے

ولہ

نہ خود فروشی گئی جنس دل کی طینت سے   کہ مشتری کو صدا دی شکست قیمت سے

ولہ

سینے پہ میرے زخم ہین کیا بے نشان لگے   جراح ہاتھ ملتا ہی پھاہا کہان لگے

ولہ

لب و دندان دکھا کر اپنے وہ کہتے ہین شوخی سے   نکل آیا ہی دیکھو لال دانتونکی کھڑکی سے

ولہ
یاد مژگان مین مری آنکھ لگی جاتی ہی   لوگ سچ کہتے ہین سولی پہ بھی نیند آتی ہی

ولہ
صدائے نالۂ دل آرہی ہی نکہت گل سے   چلی آتی ہی شاید کوچۂ منقار بلبل سے

ولہ
چمن سے توڑکے پھولونکو باغبان چلے   تمھارے سننے کو باتین گلونکی کان چلے

ولہ
زلف کی چال صبا چلتی ہی   کیا پریشان ہوا چلتی ہی

## ترجیع بند

صبا کبھی جو ترا کوئے یار مین ہو گذر   نہ بھولیو تو پیام وزیر خستہ جگر

یہ کہیو اوس سے کہ ایجان تیری فرقت مین   فغان ہی درد ہی غم ہی الم ہی آٹھ پہر

پہونچ گیا ہی گریبان کا چاک دامن تک   گذر گیا ہی بس اب سر سے آب دیدۂ تر

کبھی ہی ہوش اوسے گاہ فرط بیہوشی   کبھی ہی آپ مین وہ گاہ آپ سے باہر

ہر ایک کوچے مین پھرتا ہی صورت وحشی   کبھی ادھر سے اودھر اور کبھی ادھر سے ادھر

بہت قلق جو ستاتا ہی تو یہ پڑھتا ہی | عجیب حسرت و ارمان سے ہاتھہ پھیلا کر

بیا بیا کہ ترا تنگ در کنار کشم
بہ تنگ آمدہ ام چند انتظار کشم

## ترجیع بند

ہوا ہی ابکے یہ فیض مسیح باد بہار
رہا چمن مین نہ آزاردید بلبل کو
دم مسیح کا باد بہار مین ہی اثر
وفور عیش سے بزم نشاط ہی گلشن
عجب نہین پر پروانہ ہو پر طوطی
یہ فیض باد بہاری ریاض دہر مین ہی
نظر پڑے گل نارستہ شاخسار سے یون
گمان غلط ہی کہ بار ثمر سے ہوگئے خم
چمن مین نام خدا ہی ہجوم گل ایسا

چمن مین دیدۂ نرگس تلک نہین بیمار
پلایا جام گل تر نے شربت دیدار
نہ کس طرح سے ہو زائل ترے رون چنار
کلی جو چٹکے تو آئے صدائے نغمۂ تار
نہال شمع تلک سبز ہو کے لائی بار
بنے وہین زر گل سنگ سے جو نکلے شرار
عیان ہو شیشے سے جیسے شراب سرخ اے یار
جھکے ہین شکر کے سجدے کو باغ مین اشجار
جگہ نہین جو کرے عندلیب وا منقار

ہجوم لالہ و گل آنقدر رسید ست وزیر
نماند جاے کہ بلبل کشد ز سینہ صفیر

زیادہ ہی گل رعنا سے رنگ لالہ تون
زبان حال سے کہتی ہی موج نکہت گل

چمن مین دیکھیے جس گل کو اک گلستان ہی
اب اندنون تو یہ فیض بہار بستان ہی

چو عندلیب بگل درد دل کند انشا
ز فیض باغ شود نالہ سبز در منقار

یہی بہار کا اب حکم ہے گلستان میں — کہ سایۂ گل تر بھی ہو مثل گل احمر
نہ رہنے پاوے ذرا داغ لالین لالے کے — لگا دین مرہم کافور یاسمن لیکر
رہے چمن مین نہ بیمار آج نرگس بھی — بغیر لطف پریشان نہووے سنبل تر
خدا کے فضل سے صحت ہوئی ہے آج اوسے — ہزار گلشن عالم فدا کرون جس پر
صبا سے کہدو کہ اب برگ گل کا فرش کرے — چمن کی سیر کو آوے گا آج وہ گل تر
رہین قرینے سے مرغان باغ ہر جانب — نہ کوئی آوے ادھر اور نہ کوئی جاوے ادھر
گمان سبکو یہ ہو ہی یہ فرش بلبل چشم — بچھائین بلبلین آنکھین میان رہگذر
چمن سے آئین نخل نخل بہر استقبال — ادب سے نذر گل اشرفی کرین لیکر
ہر اک نثار کرے آج مال و زر اپنا — یہان تلک نہ رہے مشت غنچہ مین بھی زر

چو بیند آن قد و قامت چنان شود دلشاد
بسان بندہ کند سرو را چمن آزاد

تری شفا کی خوشی سے ہوئے ہین پیر جوان — مثال تیر ہوئی راست آج پشت کمان
تو چند روز ہوا تھا علیل و ولنہ جان — قسم خدا کی نہ تھی بس ہمارے جسم مین جان
برنگ نرگس بیمار دم تھا آنکھون مین — یہ تیرے رنج کا تھا رنج ای مسیح زبان
تری شفا کی دعا مانگتا تھا سب عالم — ہر ایک موے تن خلق بنگیا تھا زبان

خمیدہ غم سے تھے محراب کی طرح زاہد
دعا زبان پہ تھی اور ہاتھ میں قرآن

مدام کرتے تھے شیشے بھی نالۂ قلقل سے
بنا تھا ساغر لبریز دیدۂ گریان

دعائیں مانگتے تھے ہاتھ اوٹھا اوٹھا کے سبو
جھکے تھے سجدے میں ساقی سے تا بہ پیر مغان

تری شفا کی دعا مانگتا تھا روز مسیح
کہ تا فلک مری جاتی تھی نالۂ سوزان

مریض دیکھ کے تجکو یہ حال تھا اپنا
رہی تھی جسم میں طاقت نہ دل میں تاب و توان

زفرط ضعف و مرض حال من بدینسان بود
بدست مردم چشمم عصاے مژگان بود

ہزار شکر خدا نے تجھے دی جلد شفا
وگرنہ دامن عیسی تھا اور ہاتھ مرا

تو بعد غسل جو حمام میں ہو تو میں کہوں
مسیر مہر درخشان ہو برج آبی کا

خوشی ہر ایک ہوا تیرے غسل صحت سے
کہ تیرے سائے تلے رہتے ہیں ہزار ہا

خدا نے آج تجھے جان تازہ بخشی ہے
ہزار جان گرامی کروں میں تجھ پہ فدا

جھکا کے سجدے کو سر سب کیوں نہ دعا مانگیں
جو پاشکستہ ہیں اونکا تو دستگیر ہوا

نہ کیوں کہوں میں تجھے آسمان لطف و کرم
نگاہ مہر سے ذروں کو آفتاب کیا

خوشی نہ کیوں ہو زمانے کو تیری صحت سے
ہوا اس چمن میں معا تیرے کون ابر سخا

چمن میں دیدۂ نرگس بھی اب نہیں رنجور
تجھے شفا جو ہوئے بس کوئی مرض نہ رہا

زصحت تو چنان اعتدال یافت مدار
نمیشوند کنون چشم دلبران بیمار

تری بہار کرم سے ہر ایک ہے زر دار
بھرے چمن نے گل اشرفی سے جیب کنار

جو نام لیکے ترا توڑے گل کوئی گلچین
تو ہاتھ مین ہو نہ گل طلا سے دست افشار

ترا وہ حکم وہ ثروت ہے تو اگر چاہے
ہر ایک فقیر کا گھر اسطرح سے ہو طیار

بجاے آب ہو آب گہر کا صرف آومین
خرید ین سونیکی اینٹین بنائین گھر معمار

ضعیف ایسے قوی ہین ترے زمانے مین
اولجھ کے چاک کرے خار دامن کہسار

سواے در نہین ہوتا ہے کوئی طفل یتیم
ہوا مسیح زمان تو اجل ہوی بیکار

جو دیکھ لے تری تلوار ماہی دریا
تو اپنے پوست سے بھاگے نکل کے صورت مار

دعا یہ میری ہے مثل خضر ہو عمر تری
کبھی نہو تو مسیحا کسیطرح سے بیمار

سوا ترے کرم ولطف کے یہان اپنا
نہ کوئی یار نہ مونس نہ کوئی ہے غمخوار

فتادہ ام بدرت اے سپہر جود و کرم
براے نام وزیرم ولے فقیر توام

## خمسہ

جگر مین ناوک غم ہے گلے پہ تیغ ستم
زبان آہ وہ ہے آنکھوں مین اشک لیتے ہے دم

ہوا ہون خنجر غفلت سے کشتہ مین یہ غم
مکن تغافل ازین بیشتر کہ مے ترسم

گمان برند کہ این بندہ بے خداوند است

نہ ہے وہ چشم عنایت نہ وہ نگاہ کرم
جفائین بڑھتی ہین تیری وفائین گھٹتی ہین کم

غلام پر یہ عتاب اپنے بندے پر یہ ستم
مکن تغافل ازین بیشتر کہ می ترسم

گمان برند کہ این بندہ بے خداوندست

کچھ اپنے واسطے کہتا نہیں ہوں یہ پر غم
یہی ہو ڈر تری بندہ نوازیوں کی قسم

کرے نہ بیکس و بے یار مجکو اک عالم
مکن تغافل ازین بیشتر کہ می ترسم

گمان برند کہ این بندہ بے خداوندست

## قطعہ

نکر عوض مرے جرم و گناہ بیحد کا
الٰہی تجکو غفور الرحیم کہتے ہیں

کہیں کہیں نہ عدو دیکھکر مجھے محتاج
یہ اونکے بندے ہیں جنکو کریم کہتے ہیں

## قطعہ تاریخ ترتیب باغ سلطانی

باغ خوش یافت بسرو گل و سنبل ترتیب
اندرین عہد شہنشاہ سخی و باذل

نائب مہدی دین شاہ شہان عالم
غیرت قیصر و فغفور خدیو باذل

چون صدف بہر گہر چشم تہیدستان شد
ہست دریای سخا و کرمش بے ساحل

بر عہد دولت این تخت نشین زر بخش
ہمچو خورشید شود کاسہ دست سائل

مثل خورشید درخشندہ کف ہمت او
روی تابندہ او غیرت ماہ کامل

حبذا باغ لطیفیکہ در و بکشادہ
دفعۃً قافلہ فصل بہارے محمل

نکہت نسترن و یاسمن و نسترنش
جان تازہ بدمد چون دم عیسی و دل

باغبانان ہمہ ہستند چو رضوان بردر
تا ابد باد خزانے نتوان شد داخل

سبزه را همچو خضر هست حیات جاوید
می شود زندگی تازه بهر دم حاصل

همچو این گلشن جان پرور و راحت فزا
نیست از روم و حبش تا بجد چین و چگل

غنچهٔ گلشن تصویر نسیمش وا کرد
عجبی نیست شگفته شود ار غنچهٔ دل

نذر گلدستهٔ تاریخ بیاور و وزیر
قطعهٔ جنت اعلی بزمین شد نازل

## قطعهٔ تاریخ تعمیر کربلا

در عهد بادشاه محمد علی نمود
عاشق علی ز صدق بنا باغ کربلا

بر صبح و شام از پی شاه زمن بشاخ
دارد بلند دست دعا باغ کربلا

پا از سر ادب نهد اینجا ملک که هست
گلزار سید الشهدا باغ کربلا

چون گل شگفت غنچهٔ منقار عندلیب
مثل صباست عقده کشا باغ کربلا

نالد همیشه او ز صدای شکست رنگ
دارد چه عشق آل عبا باغ کربلا

کردم باو چو نسبت گلزار خلد گفت
ای وای ما کجا و کجا باغ کربلا

رویش بسوی کعبه و سویش رخ جهان
هم قبله هست و قبله نما باغ کربلا

کردیم فکر سال بنایش چو ای وزیر
بنوشت کلک فکرت ما باغ کربلا

## قطعهٔ تاریخ ترتیب دیوان فقیر محمد خان بهادر گویا

زهی منبع جود خان بهادر
که هست او به بحر شرف بی بها در

کف همتش غیرت ابر نیسان
که آن آب می بارد و گوهر افشان

چو مریخ خونریز باشد به هیجا
چو خورشید تابان بود عالم آرا

عدو غرق خون زاب شمشیر اوید — حسودان نشانه پے تیر اوید

ز پیلان او ہست یک پیل گردون — سبق بر درخشش لشبدیزه گلگون

به ایثار گنجینه ہاے دہراو — به اصرار پشمینه ہاے دہراو

نه مغموم شد ہیچکس از دراو — نه محروم شد ہیچکس از زراو

رفیق جناب وزیر معظم — فقیر محمد امیر مکرم

صد و بست سالش بود زندگانی — باقبال و باجاه و باکامرانی

نصیبش بود صحت و عافیت ہم — قرینش بود عشرت و میمنت ہم

بود لطف نظمش به از آب گوہر — زبان شست لاریب از آب کوثر

محیط جہانست فکر رسایش — که شد دردبر ہر زبان شعرہایش

کلام فصیحش بلاغت نظام ست — بدیع و بیان راز و انتظام ست

ز مضمون چشمان بیمار جانان — شده و فترش غیرت نرگستان

چه فکرے در اشعار رنگین نموده — زحد رتبه گلعذاران فزوده

به از ابرو حور ہر بیت دیوان — نقط غیرت خال رخسار غلمان

به از نسر طائر طیور مضامین — زکیوان بلند ست معنی رنگین

به ہر مصرعش مصرع سرو شد پست — ز رنگینیش جیب گل چاک گشت ست

دو دو آتش خم و کلک او باده نوش ست — مضامین او ہمچو مستے بجوش ست

چه با آمل ترتیب و تالیف آن شد — بہر صفحه رنگ گلستان عیان شد

نہ تالیف و ترتیب دیوان نمودہ — کہ او نخلبندی بستان نمودہ
بگفتند سالش زمہ تا بماہ — کہ ترتیب دیوان ہمایون آلہی

## قطعہ تاریخ مسجد

ساخت چون مسجد بنا اسحاق و اسمٰعیل خان — از رہ صدق و صفا ہمپایہ بیت الحرام
بہر تاریخش مصلی ہا بگفتند او وزیر — کعبہ ایمان ما این ست بیشک السلام

## ایضا

ساخت اسحاق خان اسمٰعیل — مسجد دو ویے ز فضل خدا
سال تاریخ او نوشت وزیر — شد دگر کعبہ شریف بنا

## قطعہ تاریخ تولد شاہزادہ مرزا خورشید شکوہ

از فطرت شہزادہ خورشید شکوہ — تر شد دہن خشک من از آب مراد
از یمن قدم زمین چو شد رشک فلک — خرم گردید و سر بپایش بنہاد
گل خندہ زن ست و بلبلان نغمہ سرا — شد دور ز طبع باغبان خوی عناد
از فیض بہار عیش و عشرت چہ عجب — گلدام شود چمن بدوش صیاد
تاریخ دعائیہ رقم کرد وزیر — جاوید جوان بخت جوان طالع باد
۱۲۶۳

# خاتم الطبع

ہدیہ سپاس فراوان اور تحفہ حمد بے پایان لائق بارگاہ بدیع الارض والسماوات ہی

کہ جسنے ایک مشت خاک کو جامع الصنائع بنا کر علم معنی و بیان سکھایا اور آل اُسکے بے شمار
اوس عالم امی لقب کے لیے سزاوار ہر کہ جسنے اہل عالم مثال کو مجاز و حقیقت کا تفرقہ بتا کر
استعارۂ اصنام کو کہ مشبہ بہ کو عین مشبہ سمجھتے تھے دلائل بینہ سے باطل فرمایا
اور مناقب عظمی لائق سرکار آل اطہار اور اصحاب کبار ہر کہ جن کے برکت افاضۂ فیض
ہدایت سے کنایۂ معرفت ذہن مین آیا من بعد خاکسار ہیچمدان مع زبان امیدوار
افضال ایزد منان محمد عبد الواحد خان خلف محمد مصطفی خان
ابن حاجی محمد روشن خان وخلہما اللہ فی دار الجنان اہل انصاف کی خدمت
مین صاف صاف عرض کرتا ہے کہ مدت دراز سے خیال انطباع کلام بلاغت نظام
افصح الفصحا محسود الشعرا عالم دقائق شعر و سخن اکمل شاعران زمن
دانائے اشارات بدیع و بیان واقف رموز محاورات اردو زبان فخر المتقدمین
سند المتاخرین اشرف شرفائے ذیشان افضل نجبائے ہندوستان
جامع خصائل دلپذیر حاوی فضائل بے نظیر جناب خواجہ محمد وزیر
ابن خواجہ محمد فقیر تغمدہما اللہ بغفرانہ الخطیر کا ملحوظ خاطر فاتر
تھا لیکن مستغنی المزاجی اور آزاد طبعی سے کہ لازمۂ اہل کمال ہر سوائے احباب
و تلامیذ کے ایک پرچہ بھی مصنف کے پاس کبھی نہ دیکھا الحمد للہ کہ اس ایام
جمیعت انضمام مین ہزاران جانفشانی اور سعی محبان دلی سید ہادی علی
اور سید محسن علی صاحب سے کہ سر خیل شاگردان عالی وقار

اور سر دفتر تلمیذان صاحب اعتبار جناب غفران مآب ہین یہ گلدستہ لخت جگر کہ
ورق ورق اور پرچہ پرچہ اس کا مثل اوراق گل پریشان اور منتشر تھا
بکمال صحت فراہم اور مرتب ہوکر موسوم بہ **دفتر فصاحت** ہوا اور باہتمام
خاکسار مین مشک سبزی خامہ عنبرین شمامہ مشتاق خفی وجلی شیخ **اشرف علی** سے
اونتیسوین تاریخ ذی الحجہ سنہ ۱۲۹۲ ہجری کو مطبع مصطفائی واقع شہر لکھنؤ محلہ
محمود نگر مین زیور طبع زیب فرماکر یوسف بازار شہرت ہوا اب کہ سنہ ۱۲۹۳ ہجری مین
اس شاہد معنی کے ہزارون ارباب سخن مشتاق نظر آئے اور بسبب نایابی و کم یابی کے
اطراف واکناف سے سیکڑون خطوط صاحبون کے برابر آئے لہذا بار دیگر رقم قلم
مشکین رقم خطاط مشہور آفاق خواجہ محمد حسین صاحب سے لکھوایا
اور بکمال صحت و تحقیق کے ساتھ کاغذ صاف
و عمدہ پر چھپوایا احباب کو فکر تازہ کی تکلیف
دینی مناسب نجانی بطور یادگار قدیم
تاریخون سے صفحات خاتمہ کو
زیب زینت دی فقط

۲ ۲ ۲ ۲ ۲ ۲

۲ ۲ ۲

•

## تاریخهای طبع دیوان بلاغت عنوان نتائج افکار شعرای گزیده کار

**از جناب فتح الدوله بخشی الملک مرزا محمد رضا خان بهادر برق تخلص شاگرد رشید جناب شیخ امام بخش صاحب مغفور ناسخ تخلص تغمده الله بغفرانه**

مطبوع طبائع خلائق جهان | منظوم وزیر با کمال هند است
تاریخ رقم کرد چنین خامهٔ برق | دیوان کلیم بیمثال هند است

**از جناب شیخ امداد علی صاحب بحر تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم**

ہی مطلع خورشید کا ہر سر نظیر | ہی ہر مصرع مین ماہ نو کی تنویر
ای بحر یہ سال طبع لکھا مینے | ہی نسخهٔ برگزیده دیوان وزیر

**از جناب کپتان مقبول الدوله احسان الملک مرزا محمد مهدی علیخان بهادر ثابت جنگ قبول تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم و مغفور**

خواجه وزیر افصح دوران وحید عصر | یکتا بفکر بوده و مشاق لاجواب
دیوان شده چو طبع بگو سال ای قبول | این کارنامه هست در افاق لاجواب

**از جناب مولوی محمد بخش صاحب شهید تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم**

شاد و مسرور شود هر که به بیند این را | دوستان طبع نمودند چه دیوان متین
سال مطبوع چنین ساخته تحریر شهید | منطبع گشته چه دیوان و کلام الحق این

**از جناب مرزا حاتم علی بیگ صاحب مهر تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم**

نظم اقلیم سخن اس نظم کو کہتے ہین سب — کیونکہ خاقانی ہوا بکنج لحد مین گم گیا

مہر کلکہ دو تم یہی بس مصرع تاریخ طبع — صاف نشو و معانی ہر کہ دیوان وزیر

## از لالہ رام سہائی صاحب رونق تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم

وزیر بادشہ شاعران شد از دنیا — مدام روضۂ رضوان نشیمن او بادا

بخاومان نبی و علی شود محشور — دعا قبول بدرگاہ حق الٰہ بود

ندیدہ است کسی شاعری چنین خوش فکر — فلک بدعوی من در جہان گواہ بود

چو بعد رحلت او طبع گشت دیوانش — کہ حسن مطبع او رشک مہر ...

نبشت مصرع تاریخ طبع آن رونق — طلسم عشق ... ۱۲۷۲

## از مرزا علی حسین صاحب کیوان تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

مدحت شیرین زبانی شہ دین ورد داشت — زین سبب جملہ کلامش گشت شیرین مشتہر

بعد مرگش نظم شد مطبوع و کیوان سال گفت — طبع دیوان وزیر ہمچو خاقانی بعہد

## ایضاً

آن خواجہ وزیر متوفی — خاقانی دیگر بزمن شد

دیوان شدہ مطبوع بگو سال — مطبوع ہمہ طبع سخن شد ۱۲۷۲

## ایضاً

وزیر خوش بیان شیرین زبان خوش گو — اونھین کے واسطے تھی شاعری موضوع

چھپی جب نظم کیوان نے کہی تاریخ — قبول روح خاقانی ہوئی مطبوع ۱۲۷۲

## از منشی اعظم علی صاحب ذره تخلص شاگرد منشی مظفر علی صاحب اسیر

شده مطبوع نظم خواجه وزیر — چون دل عاشقان شور انگیز
گفت تاریخ طبع او ذره — سخن یادگار سحر آمیز

## از شیخ الہی بخش صاحب عشقی تخلص شاگرد جناب میر علی اوسط صاحب

وزیر کا ہے کلام ایسا نظیر جسکا کہین نہ دیکھا — فصیح بندش تو شعر عمده ہر ایک مضمون بلند و یکتا
کرون جو عشقی مین اسکی مدحت مری زبان مین کہان ہے طاقت — مزه ادائیگی و شوکت ہے اسمین ایسا ہر استعارا
بس اسیری ہے کا ہو جو دیوان تو اوسکی تاریخ ہے یہ شایان — زبان شیرین کلام رنگین کمال پایا کمال زیبا

## از سید کاظم حسین صاحب تنویر تخلص شاگرد جناب میر علی اوسط صاحب رشک

بلبل جان تازگی پاتی ہے اسکی سیر سے — ہر روش ہے گلشن ہمیشہ بہار دیوان وزیر
طبع کی تاریخ یہ تنویر کرتا ہے رقم — شاہراه معدن افکار دیوان وزیر

## از ضامن علی صاحب جلال تخلص شاگرد جناب فتح الدولہ بہادر برق تخلص

چو شد بکوشش ہمچو من مرتب این دیوان — پسند گشت دل خلق را چه خاص چه عام
جلال مصرع تاریخ سال طبع نوشت — همه کلام وزیر است شاه کل کلام

## از جناب خواجه بادشاه صاحب سفیر تخلص خلف اکبر جناب خواجه صاحب مرحوم

دیوان شہ اقلیم سخن کا ہوا مطبوع — کسطرح سخن سنج نہون گرم ثنا آج
احباب تو کیا بر سر انصاف ہین حاسد — تعریف کی ہر سمت سے آتی ہے صدا آج
ترتیب سے اور چھپنے سے جو بن نکل آیا — ہر شاہد معنی کو ملا حسن صفا آج

انصاف سے سب نقش ونگار اوسکے جو دیکھے | مانی کہے ارژنگ کا بھی رنگ مٹا آج
کیا نور کے گل بوٹے ہین کس حسن کی ہیلین | ہر قابل دید اس چمنستان کی فضا آج
تحریر کرو طبع کی تاریخ سفیر اب | گویا کہ ہی آراستہ معشوق ہوا آج

## ایضا

واہ کیا دیوان رنگین ہو چکا مطبوع آج | جسکے ہر صفحے پہ ہی عالم ریاض خلد کا
مردمک حرفون کے نقطے ہین وہ دایرے چشم حور | دید کے قابل ہی اس دیوان کا حسن صفا
کیا مسلسل اسکی سطرین دلکش و مطبوع ہین | زلف غلمان جنان کا صاف دھوکا ہو گیا
لکھ سن فصلی بہار طبع دیوان کا سفیر | سنبلستان لطافت کیا ہی ہی واہ وا

## از جناب آفتاب الدولہ مہر الملک خواجہ ارشد علیخان بہادر شمس جنگ عرف خواجہ اسد قلق تخلص شاگرد رشید جناب خواجہ صاحب مرحوم

کیا ہی تصویر چھپی نظم وزیر فصیح | نقش ہر دل صفت صنعت مانی ہی یہ
مدح کرتے ہین عدو صورت حباب اسکی | ایک ادنی اثر سحر بیانی ہی یہ
کیون نہ سمجھے اسے دستور عمل ہر ناجی | چل بسے حضرت استاد نشانی ہی یہ
ولولہ دیکھنے سے اسکے نکیون ہو پیدا | حاصل فکرت ایام جوانی ہی یہ
لکھی ہی عشق مجازی کی حقیقت ساری | دل آشفتہ و شیدا کی کہانی ہی یہ
موج زن بحر فصاحت ہی ہر اک صفحے مین | طبع مواج کی ادنی سی روانی ہی یہ
چہرۂ الور دیوان نظر آجاے اگر | بے تکلف کہین سب یوسف ثانی ہی یہ

کیون نہ پژمردہ ہون گلہاے مضامین عدو
باغ حاسد کے لیئے باد خزانی ہی

بلبل کلک قلق نے یہ لکھا طبع کا سال
طرفہ گلدستۂ گلزار معانی ہی

از جناب سید محسن علی صاحب محسن تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

صدف طبع سے نکلا در شہوار وزیر
کرتے ہین بحر کمالات کے غواص پسند

مصرع مادہ طبع یہ لکھہ اے محسن
اب وہ دیوان چھپا جسکو کرین خاص پسند

الیضا

چھپ گیا دیوان رنگین وزیر نامور
اب بدخشان ہی یقین ہی لکھنؤ ہو طعنہ زن

جو ہی طبع محسن نے لکھا یہ سال طبع
مطبع سنگین سے آج آیا دلالعل سخن

از جناب شاہزادہ مرزا محمد ہمایون قدر بہادر مسیر تخلص خلف اوسط جناب مرزا محمد خورشید قدر بہادر شاگرد سید محسن علی محسن

واہ کیا یہ نسخہ روشن چھپا
بنگے پروانہ کرینگے سب پسند

جنکے حرف بانقط لکھہ اے مسیر
نور کی ہی شمع مضمون بلند

از میر امداد حسین صاحب نشتر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

ہو چکا مطبوع دیوان وزیر
دوستونکا دل نہایت شاد ہی

شعر سب ہین سکۂ کامل عیار
کیا ہی نظم حضرت استاد ہی

ہین رما یا گر مضامین لطیف
بندش خوب اونکی جانانہ زاد ہی

کلک نشتر نے لکھا یہ سال طبع
ملک مضمون وزیر آباد ہی

## از منشی مرزا محمد رضا صاحب معجز تخلص شاگرد جناب خواجہ صاحب مرحوم

للہ الحمد ہوا طبع کلام استاد ... ہر سخن فہم کے دلکو ہی اسی سے رجوع

خوب تاریخ لگی ہاتھہ لکھو اے معجز ... کیا ہی یہ نظم دل آویز ہوی ہی مطبوع

۱۲۷۲

## از میر محمد حسن صاحب حسن تخلص شاگرد جناب خواجہ صاحب مرحوم

صد شکر کلام کامل استاد ... شد طبع بحسن شوکت و شان

در گلشن این جہان فانی ... چون نکہت گل بدمی پریشان

تاریخ چو بلبل این حسن گفت ... دیوان وزیر ہست بستان

۱۲۷۲

## از جناب سید ہادی علی صاحب بیخود تخلص شاگرد جناب خواجہ صاحب مرحوم

زہی دیوان ہمثلی آب و رنگ آرایش ... چو لعل بے بہا از مطبع سنگین بر آمد

چنین در سفت در تاریخ طبعش خامۂ بیخود ... چو در شاہوار اینجا بسلک طبع در آمد

۱۲۷۲

## ایضاً

واہ کیا باغ مضامین ہو چکا مطبوع آج ... ہر سخنور مثل بلبل ہی ثنا خوان وزیر

کلک شاخ گل سے یہ تاریخ اے بیخود لکھو ... بیخزان گلزار زیبا ہی یہ دیوان وزیر

۱۲۷۲

## ایضاً در سال فصلی

صد شکر وہ کلام بلیغ آج چھپ گیا ... رطب اللسان ہین جسکی صفت مین گداو شاہ

کیا ہی جمال یوسف معنی ہی دلفریب ... اس نظم کی ہی سبکو زلیخا کی طرح چاہ

ایسے بندھے ہین اسمین مضامین نور کے ... کرتے ہین کسب نور سدا جس سے مہر و ماہ

ہون آشناے بحرِ سخن غوطہ زن اگر — ہرسون نہ آب گوہرِ مضمون کے پائین تھاہ
مضمون ہر اک شہنشہِ اقلیمِ نظم ہر — کیون ہو نہ بوج خسرو و شاہی ہے باج خواہ
باندھی ہوا یہ فیضِ ہمسار کلام نے — اوڑتے ہین ہوش باد صبا مثلِ برگِ کاہ
کہتے ہین اسکو سحر بیانی کہ وقتِ دید — سب بے اختیار کہتے ہین حاسد بھی واہ واہ
خوشحرف کسقدر ہر یہ دیوانِ دلفریب — جو دائرہ ہر یوسفِ دل کے لیے ہر چاہ
ظلِ ہما سے کم نہین ہر حرف کا سواد — شاہین بنے جو آے ادھر طائرِ نگاہ
پر نور اسقدر ہین نقاطِ حروفِ شعر — ہوتا ہر سکو عقدِ ثریا کا اشتباہ
صفحون پہ خط عیان نہین بین السطور کے — گویا یہ ہر قلم و معنی کے شاہراہ
بین السطور لیلیِ مضمون کی مانگ ہر — سطرین عروسِ نظم کے ہین گیسوے سیاہ
ہیچ تو دیکھو گے اسکی صفت تم کہان تلک — فصلی کا سال خوبیِ دیوان پہ ہر گواہ
فردوسی دے رہا ہر لبِ گور سے صدا — ہر رشکِ شاہنامہ کلامِ وزیر واہ
١٢٦٣

## ایضاً در سالِ عیسوی

چھپا ہر وہ دیوان بے مثل آج — سند جانتے ہین سخنور جسے
نہایت ہی مطبوع یہ نظم ہر — عجب کیا جو صفحے پہ دل کے چھپے
مضامین کی ہین بندشین صاف صاف — کہ قصرِ سخن مین ہین نصب آئنے
اثر ہر یہ اعمال کے شوق کا — ہزارون ہی مضمون مسخر ہوے
عدو نقد دل دیتے ہین رو نما — جمالِ عروسِ سخن دیکھ کے

نقوش معانی دلکش نہین
یہ تعویذ حب کے ہین گویا لکھے

وہ تاثیر اس نقش مضمون مین ہی
پڑھے کلمہ حاسد اگر دیکھ لے

مسیحی مین بیخود یہ لکھ سال طبع
عجب نقش تسخیر چھاپے گئے ۱۸۵۶ء

## ایضاً سمت

کیا خوب چھپی نظم جناب استاد
کحل بصر خلق ہوا جسکا سواد

خوش قطع ہر اک حرف ہی ایسا اُسکا
اک قطعۂ دلکش ہی یہ دیوان گویا

اس رنگ کے ہر حرف نے پائی ہی نشست
دی خامۂ یاقوت رقم کو جو شکست

ان حرفونکی کیا دلکش و زیبا ہی کشش
ہر دائرہ معشوق کی رکھتا ہی کشش

جو مد ہی وہ ہی ابروِ لیلاے سخن
ہر دائرہ ہی دیدۂ عذراے سخن

یہ اوج پہ ہی اختر تقدیر نقاط
خورشید سے وہ چند ہی تنویر نقاط

اس حسن کا دیوان نظر آیا جسدم
دل نے کہا سمت مین کرو سال رقم

ناگاہ سنی ہاتف غیبی کی صدا
یہ خوب ہی دفتر فصاحت چھپایا ۱۹۱۳

## از سید آغا جان صاحب ضبط تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

واہ کس حسن کے اشعار ہوے ہین مطبوع
ہر سخن فہم ہی مجنون کیطرح سے شیدا

ولربا طبع کی تاریخ ہی لکھو ای ضبط
محمل لیلی مضمون ہی یہ دیوان گویا ۱۲۷۲

## ایضاً

چھپا کیا صاف دیوان وزیر فصیح و اکمل
بیاض صبح جنت گر اسے کہیے تو زیبا ہی

فلک ہی ہر ورق تارے حروف و کہکشان سطرین | خط جدول نہین خیط ابیض آشکارا ہی

دکھایا جو ہی حسن صفا اس نظم نے ایسا | کہ ہر اک صفحے پر آئینۂ قدرت کا دھوکا ہی

نہین سطرین صفین ہین شاہان ماہ سیما کے | بعینہ بزم انجم کا گمان نقطون پہ ہوتا ہی

تعلی پر ہین مرغان مضامین بلند ایسے | کہ جنکو ہمسری کا طائر سدرہ سے دعوا ہی

جو سہل و ممتنع غزلین ہین درد آمیز ہین ایسی | کہ ہر بیدرد کا سنکر کلیجہ منہ کو آتا ہی

صحیح الفاظ بندش صاف سب مضمون پسندیدہ | جو کچھ ڈھونڈھو خدا کے فضل سے اسمین مہیا ہی

وہ گرما گرم ہین مضمون عالی جنکے دیکھے سے | کلیجہ حاسدون کا آتش حسرت سے بھنتا ہی

ہوے اس نظم سے منسوخ دفتر خود پسندو نکے | جو کہیے ناسخ دیوان ہی اسکو زیبا ہی

جنھین شک کلام خواجہ ہو کہدے کوئی انسے | خدا کے دین مین اے حاسدو کسکا اجارا ہی

کہین گے منصفان اہل معنی دیکھکر اسکو | ہنر سے ہی یہ مملو عیب سے بالکل مبرا ہی

جو فکر سال کی آواز قلب ضبط سے آئی | مرقع یہ شبیہ شاہد معنی کا چھاپا ہی ۱۲۹۲

**از مولوی حفیظ اللہ صاحب ربط تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخ**

وہ دیوان رنگین ہوا آج طبع | کہ ارژنگ کا جس پہ ہی اشتبا

مضامین کے نقشے وہ دلکش کھینچے | ہو بہزاد حیران کرے گر نگا

لکھا خامۂ ربط نے سال طبع | مرقع ہین یہ شعر معنی کے و ۱۲۹۲

**از جناب شاہزادہ مرزا محمد سلیمان قدر بہادر تسخیر تخلص خلف اک**
**جناب مرزا محمد خورشید قدر بہادر شاگرد رشید سید ہادی علی بیخ**

چھپ چکی نظم وزیر شہ اقلیم سخن — روح خاقانی و خسرو کی ہوئی گرم ثنا

آبدار ایسے ہین اشعار فصاحت انگیز — صاف آب دُرِ مضمون کا بہا ہی دریا

نعت کے شعر جو پڑھتا ہی کوئی کہتا ہی — خوب دیوان ہی یہ صلّ علی صلّ علی

بند شین عارض گل سے بھی سوا ہین رنگین — بلبل طبع سخندان نہو کیون اسپہ فدا

جا کے گلشن مین پڑھے شعر اگر اسکے کوئی — ہر کلی گل کی چٹک کر یہ کہے خوب کہا

بلبل خامۂ تسخیر یہ لکھ طبع سال — اب کھلا ہی گل مضمون نہین دیوان چھپا

١٢٩٢

## از ارشاد علی شاہ صاحب سالک تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

دفتر دلکش جناب وزیر — للّٰہ الحمد آج طبع ہوا

حسن روے عروس مضمون پر — دل عالم ہی محو آئنہ سا

بند شین اسکی صاف ہین ایسی — دوست رکھتے ہین جسکو اہل صفا

طبع کا سال لکھ اے سالک — اب یہ دیوان بے نظیر چھپا

١٢٩٢

## از عبد الرحیم خان صاحب سالہ دار رحیم تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

ہو چکا مطبوع دیوان وزیر نامور — ہی براے استفادہ ہر کسیکو اسکی چاہ

اے رحیم اب تو رقم کر مصرع تاریخ طبع — دفتر رنگین معنی چھپ گیا کیا آج واہ

## از سید محمد حسین صاحب محمد تخلص خلف اکبر سید محسن علی صاحب شاگرد بیخود

چھپ گیا فضل خدا سے آج وہ دلکش کلام — جسکا ہر اک شعر ہی ورد زبان خاص عام

کسقدر مطبوع طبع خلق یہ نسخا ہوا — خاطر عالم پہ نقش کا لجحر گویا ہوا

| | |
|---|---|
| اى محمد اب لکھو یہ سال طبع دلپذیر | دیکے صفحے پہ ہوا سب نقش دیوا… |

## ایضا

| | |
|---|---|
| چھپا ہے اى محمد اب وہ دیوان | صفت کرتا ہے جسکی ہر سخندا… |
| وہ دلکش ہے بہار باغ مضمون | دل حاسد ہو جس سے مثل گل خو… |
| ہین خوش تقطیع سب اشعار یکسر | ہے موزون اور موزون یہ برا… |
| عیوب قافیہ سے ہے مبرا | نہ اس مین دخل اقوا ہے نہ ایطـ… |
| ہر اک بندش ہے اسکی قابل دید | نہین ہے نام خارستان تعقید |
| وہ رنگین ہے ہر اک مصرع کی بندش | کہ جس پر ہے گل مضمون کو نازش |
| جب ایسا گلشن بہار دیکھا | لکھون تاریخ مجھکو دھیان آ… |
| سنا مصراع بلبل کی زبان سے | یہ گلشن پاک ہے کیسا خزان سے |

## ایضا

| | |
|---|---|
| محسود خاص و عام کا دیوان چھپ چکا | کیون حاسدون کے دلکو نہ صدمہ کثیر ہو |
| نظم فصیح خواجہ کا ممکن نہین جواب | سحبان لحد مین جا کے نکیون گوشہ گیر ہو |
| لکھہ اى محمد اب سن فصلی کا مادہ | مطبوع طبع خلق کلام وزیر ہو |

## از شیخ محمد بخش صاحب خلد تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخو…

| | |
|---|---|
| ہوا طبع مصطفائی مین طبع | کلام آج استاد بے مثل کا |
| یہ تاریخ اى خلد لکھہ طبع کی | کھلا باغ معنی کا اب واہ وا |

**از مولوی نعیم اللہ صاحب نعیم تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود**

| | |
|---|---|
| ہوا طبع بفضل خدا اسے جہان سے | کلام وزیر سخندان بے مثل |
| نعیم اسکی تاریخ کی فکر اگر ہے | یہ لکھو چھپا خوب دیوان بے مثل |

**از منشی الطاف حسین صاحب الطاف تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم**

| | |
|---|---|
| شد چو زیب طبع نظم روح افزای وزیر | مہر عجازش ز مشرق تا بہ مغرب تافتہ |
| خامہ الطاف سالش از سر بہجت نوشت | قالب طبع چہ جان تازہ ای دل یافتہ |

**از مولوی محمد حسین صاحب متین تخلص شاگرد منشی الطاف حسین الطاف**

| | |
|---|---|
| خوب دیوان ای متین چھپا | ایک عالم کا دلپسند یہ ہے |
| ملک معنی مین ہے اسیکا رواج | سکہ حضرت وزیر یہ ہے |
| پوچھی ہاتف سے مینے جب تاریخ | کہا دیوان بے نظیر یہ ہے |

**از جناب مرزا محمد اصغر علیخان صاحب دہلوی نسیم تخلص**

| | |
|---|---|
| شریف و کامل و یکتاے وقت خواجہ وزیر | چو آفتاب کلامش منور و تابان |
| پسند خلق شد ابیات طبع والایش | زمان زمزمہ ہا عندلیب ہندستان |
| چکید انچہ ز کلکش دم خیال سخن | اسیر دام مضامین شدند پیر و جوان |
| بسال طبع دلم ای نسیم ایما کرد | بگو کلام وزیر ست لائق شاہان |

**از احمد حسین صاحب عرف امیر اللہ تسلیم تخلص شاگرد نسیم دہلوی کہ از مصرعہ ثانی مطلع سر دیوان بصنعت تخرجہ برآوردہ**

بڑھا یہ مرتبہ نظم و زیر رشک سحبان کا
ہوا شاہ دواوین نام بسم اللہ سے دیوان کا

نگاہیں گدگداتی ہیں مرے نظارۂ مضمون
ہوا جوش صفا سے صفحہ عارض حور و غلمان کا

عدو جب دیکھتے ہیں بندش الفاظ کہتے ہیں
اثر ہے مصرع برجستہ میں شمشیر عریان کا

زبان معترض باب سخن میں کھل نہیں سکتی
ہے قفل خموشی نقطہ لبہاے سخندان کا

عیان ہے بسکہ شان وحی ہر مضمون عالی سے
لقب ہے شہپر روح الامین اوراق دیوان کا

فصاحت نے لیے بوسے وہان نکتہ پرور کے
بلاغت سے ہوا اعجاز باطل فکر سحبان کا

چھپا جس دم مرتب ہو کے یہ فہسون بیتابی
رکھا جمعیت دل نام اجزاے پریشان کا

شکست پاے خامہ سے صدا تاریخ کی نکلی
سر دیوان یہ ہے الحمد للہ تاج قرآن کا

۱۲۶۲

## ایضاً کہ از حروف منقوط مادہ سال ہجری و از غیر منقوط سال فصلی بر می آید

طبع چون گردید نیرنگ مضامین خیال
شہرت ارباب فن از مژدہ دیدار داد

شد تماشاے تمنا فکر کردم بہر سال
ابر نیسان طبیعت گوہر شہسوار داد

ہجری و فصلی از ین مصراع نو تسلیم گفت
اے کمال فکر برتر رفعت اشعار داد

۱۲۶۲ ۱۲۶۳

## از برادر عزیز از جان عبد اللہ خان ید اللہ عمرہ مہر تخلص شاگرد نسیم دہلوی

شدہ طبع دیوان خواجہ وزیر
بحسن فصاحت ندارد مثال

سواد حروفش بہ میل نظر
کشد توتیاے بچشم خیال

نوشتہ پے سال او کلک مہر
طلسم مضامین صاحب کمال

۱۲۶۲

## از نواب امیر الدولہ بہادر آفتاب تخلص خلف نواب رکن الدولہ بہادر شاگرد نسیم دہلوی

چون بطبع آمده کلام وزیر — شد ازو لذت آشنا هر دل
کرد تاریخ آفتاب رقم — شاهد فکر شاعر کامل

## از شیخ اشرف علی صاحب خوشنویس اشرف تخلص شاگرد نسیم دهلوی

کلام وزیر یست گلشن ز طبع — سخن فهم عالم ازو کامگار
رقم کرده اشرف پی سال — جگر گوشهٔ فکر عالی وقار

## ایضاً فصلی

چو دیوان وزیر از فضل یزدان — شده مطبوع با آئین بهتر
سخن را سربلند بسیار سازد — معانی کرد پیدا حسن دیگر
سواد او سواد کاکل حور — ورق ها صفحهٔ رخسار دلبر
بنقد دل همه عالم طلبگار — بجایش مشتری باشد سخنور
دم طبعش نوشتم سال فصلی — شعاع آفتاب طبع انور

## از مولوی باسط علی صاحب شوکت تخلص شاگرد نسیم دهلوی

بتوفیق خداوند یگانه — بطبع آمد چو این ابیات مجموع
دل شوکت نمود ایما پی سال — بگو دیوان دلکش گشت مطبوع

## از شادی لال صاحب چمن تخلص شاگرد نسیم دهلوی

کرد در طبع رنگ بیز هیا — چون شمیم گل کمال وزیر
جست سالش چمن ز بلبل قدس — گفت چه گلشن خیال وزیر

## ازمرزا مچھو بیگ صاحب عاشق تخلص شاگرد نسیم دہلوی

شدہ طبع دیوان استاد کامل — کہ فکرش چو آئینہ صاف از تکدر
بگو عاشق از روی اظہار سالش — ز دریاے طبع وزیریست این در

## ازوارث علی صاحب وصال تخلص شاگرد نسیم دہلوی

شدہ چون طبع این نظم گرامی — ز فکر شاعر صاحب کمالے
وصال از روی بہجت کن رقم سال — زہے گلدستۂ نازک خیالے

## نثر خاتمہ چکیدۂ خامۂ سحر کار نثار بے مثل وحید روزگار مخترع نثر اردو معروف نزدیک و دور جناب مرزا رجب علی بیگ صاحب تخلص سرور

حمد خالق ارض و سما وسیلۂ نجات ہے۔ اور نعت سرور کائنات ذریعۂ رستگاری ہے۔ لیکن فہم و عقل دونوں بیچارے ہیں۔ نہ اوس بحر بیکنار کا کنارا ہے۔ نہ اسکی تحریر کا یارا ہے۔ اوسکی کنہ مین عقل کل حیران ہے۔ بشر تو انسان ہے۔ فلک کی رسائی وہم کا گمان بیجا ہی گناہ ہے۔ خاموشی بہتر ہے کہ سلسلۂ سخن کوتاہ ہے۔ اور اوسکی نعت کے رمز کون پاوے۔ جسکا سایہ تک نظر نہ آوے۔ اگر انصاف فرمائیے تو ایک بات فقیر کے ذہن مین آئی ہے۔ طبع آزمائی ہے کہ سایۂ ہما خصال اوس رحمت ذو الجلال کا تمام عالم کے سر پہ سایہ گستر ہوتا ہے۔ ہم کور باطنون کی بینائی کا وہان تک کب گذر ہوتا ہے۔ جب پہلے مرحلے مین رہ جاے تو کیا نظر آوے۔ مصلحت یہ ہے اوس پر اور اوسکی آل و اصحاب پر سلام بھیجے درود پڑھے زیادہ بکھیڑے مین نہ اولجھے طبیعت سے نہ گڑھے۔ یہ خوشہ چین خرمن سخنوران

باریک ہین خود غلط سراپا قصور + رجب علی بیگ سرور نے عجز اظہار کرتا ہے جسکی
خواہش ہر ایک سلیقہ شعار کرتا ہے + یعنی عنایت فرما انتہا کے شفیق بحر رحمت پروردگار
کے غریق + شاعران حال مین یکتا بے نظیر جناب خواجہ محمد وزیر صاحب تخلص وزیر ستے
کئی برس گذرے ہین کہ سرائے فنا سے اونکا انتقال ہوا + بہت بخیر تال ہوا + شیخ امام بخش
ناسخ کے شاگرد رشید تھے + دیدہ تھے نہ شنیدہ تھے + جو باریک بین اس فن سے ماہر بلند دستگاہ
ہے + وہ بنظر انصاف دیکھ لے کلام اونکا گواہ ہے + مرد قانع وضعدار غیور تھے + نزدیک دور مشہور
تھے + بظاہر مخنی مشت استخوان + باطن مین شیر ژیان مرد میدان + راست بازون سے
فلک کج نہاد ازل سے ٹیڑھا رہا ہے + جو وضع کے پابند ہین + اونکو کھیڑا رہا ہے + کہین سے کچھ
معین نتھا بے تردد معاش نتھی + قناعت کے یہ معنی ہین + بسر تلاش نتھی + کچھ دنون فقیر محمد خان
گویا سے صحبت رہی گویا باہم شیر و شکر تھے + جلسے ہمدگر تھے + آخر کو شکر رنجی ہوی صحبت برہم
ہوگئی + رہ و رسم کم ہوگئی + گوشہ نشینی مین سالہا سے دراز اوقات بسر کی + گرم و سرد
زمانہ دیکھا شام غم خوش ہو کے سحر کی + بسکہ سبکبار تھے + ہردم سفر کو تیار رہتے تھے +
اونکے مرنے سے دوستونکو تو ملال ہوا + بلکہ دشمنونکو رنج بدرجۂ کمال ہوا + ہر رہا غزل کہی
طبیعت کی پریشانی سے جمع کرنے کا کبھی دھیان نکیا + دیوان کو مرتب نکیا عمداً پریشان
کیا + اندنون کہ سنہ ہجری بارہ سو بہتر ہین جناب سید محسن علی صاحب محسن تخلص
کہ خوب شاعر ہین + اس فن سے بہت ماہر ہین + وضعدارون مین انتخاب ہین + بے مثل ہین
لاجواب ہین + انہون نے بسبب ربط قدیم کوشش عظیم سے غزلین بہم پہونچائین + اور جناب

سید ہادی علی صاحب بیخود تخلص کہ فن شاعری مین وہ بھی بڑے ہوشیار ہین جوان عزیز سعادتمند ہین اونکی سعی سے بہت ہاتھہ آئین جب دیوان تیار ہوا تو جناب مصطفی خانصاحب مغفور کے صاحبزادے عبد الواحد خان کہ وہ بھی اپنا ہمسر نہین رکھتے طبیعت بہت عالی انتہا سے ذہن رسا ہی اونکے کارخانے مین یہ دیوان چھپا ہی کاغذ بہت سفید پری چہرونکے عارض کا نمونا سلسل سطرونمین زلف ستولفن مولیونکی لعف سے حسن ونا ہین اسطور کشادہ نہ تنگ کہکشان کا ڈھنگ سیاہی مین چمک کہ ایک عالم روشنائی کہیے سفیدی سیاہی مین ذرات کا دھوکا ہے اور تکلف یہ ہی کہ بیانکا چھپا چھپا نہین سب پر کھلا ہی رنگ ڈھنگ سب کچھہ بنا ہی گو فرمانروا اونمین کو بھی ان تعلی نہ ہی کچھہ کل نہین لیکن اشارہ مین کل نکل چلی ہی روانی مین بالکل نہین اور روانی مرمر کے حبیع تپھر کیے ہین خانصاحب نے شفافی مین آئینہ سکندر کیے ہین خفی جلی اونپر جو کچھہ لکھا جاتا ہی کاتب قدرت کی تحریر کا پتا نظر آتا ہی سالہاے دراز نہ مٹے گا بدستور رہے گا اگر سو پڑھے گا دردو بڑھے گا منصف مرحبا کہے گا وہ جو شاعر کا حاصل ہی اس دیوان سے پیدا ہی رنگ نا یہ چہچہا ہر شعر مین ہویدا ہی معانی بندی مین کنجلک نہین صحت الفاظ اور محاورے مین شک نہین ادابندی کا عالم کچھہ اور ہی مطلع سے مقطع تک ہر غزل مین نازو نیاز ٹپکتا ہی چلے غور ہی مشکل زمینون مین طبیعت کا زور آزمایا ہی صنعتونکا زور شور دکھایا آپس کی چھیڑ چھاڑ کا لطف عجائب ہی مثال کو جو دیکھیے دیوان صائب ہی جس جگہ طرز عاشقانہ مین منہ کھولا ہی بلبل شیراز کا گھر بولا ہی قند گھولا ہی سر آفاق پڑہ دونکی زندگانی اور پریشانی مین کیا دمجمعی کا کام کیا زمانہ جوانی مین پیران جہاں گرد سے زیادہ نام کیا خلق مروت آشناے بامزہ حاضر و غائب ایک تھے اللھم اغفر وارحم بہت صاف باطن و نیک تھے تمام شد